اَلصَّحِيفَةُ الصَّحِيحَةُ

صَحِيفَہ

ھمّام بن مُنبّہ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ناشر: رشید اللہ یعقوب

مکان نمبر ۸ - زمزمہ اسٹریٹ نمبر ۳ - زمزمہ - کلفٹن
کراچی ۷۵۶۰۰ پاکستان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنے شاگرد ابو عقبہ ہمام بن منبہ
ابن کامل بن شیخ الیمانی الصنعانی الانباوی کے لیے مرتب کیا ہوا

"الصحیفۃ الصحیحۃ"

موسوم بہ

صحیفہ ہمام بن منبہ





ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ناشر : رشید اللہ یعقوب

مکان نمبر ۸ - زمزمہ اسٹریٹ نمبر ۳ - زمزمہ - کلفٹن
کراچی ۷۵۶۰۰ پاکستان

یہ کتاب بلا قیمت بطور ہدیہ تقسیم کی جا رہی ہے اور اس کی فروخت کی ممانعت ہے۔

طبع الاول .... ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء

جدید ایڈیشن .... ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء

تحقیق .... جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ مدظلہ العالی

تعداد .... دو ہزار

ناشر .... رشید اللہ یعقوب مکان نمبر ۸ زمزمہ اسٹریٹ ۳
کلفٹن۔ کراچی، پوسٹ کوڈ ۷۵۶۰۰

اہتمام طباعت: .... انٹر میڈیا کمونی کیشن کراچی

صدقۂ جاریہ

ملنے کا پتہ

رشید اللہ یعقوب

مکان نمبر ۸ - زمزمہ اسٹریٹ نمبر ۳- کلفٹن- کراچی ۷۵۶۰۰
پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الله بحمده سبحان الله العظيم

اللهم صل على محمد كلما ذكره الذكرون وكلماغفل عن ذكره الغافلون

قرآن کریم اللہ جل جلالہ کے احکامات کا مجموعہ ہے اور حدیث نبوی قرآن پاک کی عملی تفسیر اور اسلامی قوانین کا دوسرا اہم مصدر و ماخذ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم فان تنازعتم فى شىء فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الاخر ذلك خير و احسن تاويلاً (النساء - ۵۹)

مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔ اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

اس آیت میں اللہ جل جلالہ نے اپنی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے۔ اسی لیے ابتداء اسلام سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات قلمبند فرماتے تھے اور ان کی عادات و سکنات کو یاد رکھتے تھے اور اس پر عمل پیرا بھی رہتے تھے۔

الصحیفۃ الصحیحۃ موسوم بہ صحیفہ ہمام بن منبہ ۵۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے اور تدوین حدیث اور ان کی صحت کے تعلق سے ایک اہم کتاب ہے۔ اس کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے کتنی کوشش کی اور اس بات کا مکمل اہتمام کیا کہ وہ اپنی اصل میں آئندہ نسلوں تک پہنچ جائیں۔

میں نہ عالم ہوں نہ ہی علمیت کا دعویٰ ہے اس لیے اس صحیفہ پر کچھ کہنا مجھے زیب نہیں دیتا۔اس کی اہمیت کا اندازہ جناب محمد رحیم الدین صاحب کے لکھے ہوئے "حرف آغاز" اور محترم و مکرم ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے تحریر کردہ دیباچہ "حدیث نبوی کی تدوین و حفاظت" کے مطالعہ سے ہی ہو سکے گا کہ محدثین کرام نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے اور اس کی تحقیق کے کتنے بہترین اصول وضع کیے اور پھر اس پر خلوص نیت سے عمل کیا۔

اس کتاب کی علم حدیث میں اہمیت کے پیش نظر مجھے خیال ہوا کہ اس کو جدید طباعت میں چھپوا کر ملک و بیرون ملک کی یونیورسٹی، کالج، اسکول، دینی مدارس اور لائبریری میں بلا ہدیہ خدمت کے جذبے سے تقسیم کروا دی جائے تاکہ عوام الناس خصوصاً طالب علم علماء کرام، اہل دانش اور محقق حضرات اس سے مستفیض ہوں اور منکرین حدیث بھی اس سے رہنمائی حاصل کریں اور اپنی سوچ کی اصلاح کریں۔

یہ صحیفہ ۱۹۵۵ء میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا تھا۔اس کے کچھ ایڈیشن محترم ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے علم و اطلاع کے بغیر بھی شائع ہوئے۔چونکہ یہ کاروباری نکتہ نظر سے شائع ہوئے تھے اس لیے ان کا معیار طباعت جاذب نظر نہیں تھا اور غالباً اسی لیے یہ نہایت اہم کتاب زیادہ لوگوں کے استفادہ میں نہ آ سکی۔

میں نے گزشتہ سال ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب سے رابطہ قائم کیا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں اس اہم کتاب کی عمدہ طباعت کروا کے صدقہ جاریہ کے طور پر تقسیم کرنا چاہتا ہوں اگر وہ اس کی اجازت مرحمت فرمائیں۔انھوں نے ازراہ عنایت اس کی طباعت و اشاعت کی اجازت دیدی۔اس اجازت نامہ کی کاپی آخری صفحہ پر شائع کی جا رہی ہے۔

یہ محض اللہ غفور رحیم کا فضل و کرم ہے کہ اس نے مجھے اس کام کی توفیق دی اور اس کے لیے وسائل عطا فرمائے۔اللہ رب العزت میری اس خدمت کو قبول فرمائے اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب، میرے والدین، مسلمان و مومن مرد اور عورتوں پر اور مجھ پر رحم فرمائے۔آمین

کراچی - پاکستان
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ، 15 جولائی 1998ء

احقر العباد
رشید اللہ یعقوب

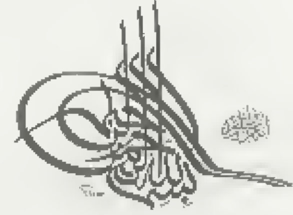
نذرانہ عقیدت

بحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا واسطہ دے کر اللہ رب العالمین سے جو مانگا سو پایا جن کے طفیل اللہ جل جلالہ نے اس گناہ گار کو اپنے فضل و کرم سے بے حد و حساب نوازا۔

رشید اللہ یعقوب

فہرست مضامین صحیفۂ ہمام ابن منبہؒ

عنوان | صفحہ



پیش لفظ طبع رابع

صحیفہ ہمام بن منبہ ۱۹۵۳ء میں عربی میں شائع ہوئی تھی۔اس کا اردو ترجمہ تیسری مرتبہ ۱۹۵۶ء میں حیدر آباد دکن سے طبع ہوا اس کے کئی ایڈیشن انگریزی، فرنچ اور ترکی میں شائع ہوئے۔اور کچھ ایڈیشن بغیر علم واطلاع بھی شائع ہوئے۔ اب اس کتاب کا انگریزی جدید ایڈیشن آکسفورڈ سینٹر فار اسلامک اسٹڈیز طبع کر رہے ہیں۔

محترم رشید اللہ یعقوب صاحب اپنی طرف سے خواہش مندوں کے لئے بلاہدیہ شائع فرمارہے ہیں۔اللہ انہیں جزائے خیر دے۔آمین۔

محمد حمید اللہ

۳/ذی قعدہ ۱۴۱۸ء



مختصر حالات زندگی جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب دامت برکاتہم

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب ۱۶، محرم ۱۳۲۶ھ کوچہ حبیب علی شاہ صاحبؒ کتل منڈی حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق جنوبی ہند کے مشہور عربی خاندان نوائط سے ہے جو ہندوستان کے مغربی ساحل کو اپنا وطن بنایا تھا۔جو اپنی دینی اور علمی سرگرمیوں کی وجہ سے مشہور ومعروف ہے۔ آپ کے اجداد کے مسلک کے مطابق حمید اللہ صاحب بھی شافعی مسلک کے پیرو ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے دادا قاضی محمد صبغۃ اللہ بدر الدولہ ۱۲۱۱ھ۔ ۱۲۸۰ھ) اپنے اجداد کی طرح جید عالم دین تھے جنوبی ہند میں اردو (ہندوی) کے پہلے نثر نگار مانے جاتے ہیں۔ آپ نے بے شمار کتابیں لکھیں جن میں سیرت نبوی کی مشہور تصنیف "فوائد بدریہ" ہے جو مقبول عام ہے۔

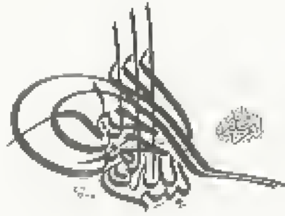
ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے والد ابو محمد خلیل اللہ صاحب ۱۲۷۴ھ۔ ۱۳۶۳ھ مددگار معتمد مال حکومت نظام حیدر آباد تھے۔ آپ نے بھی کئی کتابیں تصنیف کیں۔

ڈاکٹر صاحب کے برادر محمد صبغۃ اللہ صاحب اور محمد حبیب اللہ صاحب بھی مشہور ومعروف شخصیتیں تھیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی پھر مدرسہ دار العلوم میں داخلہ لیا۔ سال بھر جامعہ نظامیہ میں

تعلیم حاصل کی۔ انگریزی کا امتحان کامیاب کر کے جامعہ عثمانیہ میں انٹرمیڈیٹ میں داخلہ لیا۔ بی۔ اے کے بعد ایم۔ اے اور ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری ساتھ ساتھ حاصل کی۔ Ph.D کے لئے عثمانیہ میں داخلہ لیا لیکن یونیورسٹی کی اجازت سے جامعہ بون جرمن میں مقالہ داخل کیا اور ۱۹۳۵ء میں ڈی فل کی ڈگری حاصل کی ۱۹۳۶ء میں جامعہ سوربون فرانس سے ڈی لٹ کی ڈگری بھی حاصل کی۔ یورپ سے واپسی پر جامعہ عثمانیہ میں لکچرر رہے۔ بعد میں فرانس کے (Centre National de la Recherche Scientifique) میں کام کرتے ہوئے کئی ملکوں کی جامعات میں لکچر دیتے ہوئے اپنی علمی و مذہبی تحقیقی مصروفیات کو جاری رکھا۔ تصنیف و تالیف تراجم اور تحقیق ان کا موضوع تھے۔ ۱۷۵ کتابیں اور ایک ہزار سے زائد مقالات ابتک طبع ہو چکے ہیں اور کئی مقالات غیر مطبوعہ ابھی باقی ہیں جن میں انگریزی اور جرمن تراجم قرآن بھی طباعت سے آراستہ نہیں ہوئے۔ مطبوعہ کتابوں میں سب سے معرکۃ الآراء فرانسیسی ترجمہ قرآن حکیم کا ۲۰ واں اور سیرت النبی ﷺ فرانسیسی کا پانچواں ایڈیشن زیر طبع ہے۔ ان کے علاوہ الوثائق السیاسیہ اور صحیفہ ہمام بن منبہ، رسول اکرم کی سیاسی زندگی، قانون بین الممالک، انٹروڈکشن ٹو اسلام وغیرہ۔

یہ ساری کتابیں دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر مقبول عام ہوئی ہیں۔ اور اسلام کے مختلف پہلو مغربی مفکروں اور عالم اسلام کے محققین کے لئے مشعل راہ بنے ہوئے ہیں۔

احمد عطاء اللہ



حرف آغاز

حدیث نبوی ﷺ کی نسبت جو قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں اور جو مفروضے باندھے جا رہے ہیں وہ دور جدید کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ ہمارے بعض بھائی اس سوء فہمی میں مبتلا ہیں کہ ریسرچ کا آغاز بھی ان ہی کے ساتھ اس صدی میں جنم لیا ہے اور دریافت و تحقیق کے جو طریقے علمائے سلف نے اختیار کیے تھے اور جن پر عمل آوری کے دوران میں انہوں نے اپنی عمریں یا کم از کم سال ہا سال گزار دیے وہ حقیقی ریسرچ نہیں ہے۔

یہ صحیح ہے کہ قدماء کی تحقیق کا نام ریسرچ نہ تھا لیکن دریافت و تحقیق کا جو مکمل طریقہ انہوں نے اختیار کیا تھا وہ برائے نام ریسرچ سے بہت بالاتر و افضل تر تھا اور اس زمانہ کے عام حالات کے مد نظر جو کام ہوا اس کا موجودہ زمانہ کی سہولتوں سے مقابلہ کیا جائے تو وہ یقیناً حیرت ناک بھی تھا۔

اگر بعض یونیورسٹیوں کا موجودہ ریسرچ زیادہ تر یہی ہو کہ مختلف کتابوں سے مواد جمع کیا جا کر ایک جدید تالیف تیار کر لی جائے تو ایسا ریسرچ نہ کیا جانا ہی بہتر ہے۔ جب تک کھرے اور کھوٹے میں تمیز، بیان کرنے والے کی علمی حیثیت اور اس کا

اخلاقی معیار دریافت نہ ہو، حوالہ کا حوالہ، ماخذ کا ماخذ، سرچشمہ کا سرچشمہ معلوم نہ کیا جائے اور سلسلہ بہ سلسلہ معیار کے برقرار رکھے جانے کا اطمینان نہ کرلیا جائے تو جو مواد جمع ہوگا وہ بڑی حد تک ناقابل اعتبار ہی ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ مقابلہ و تطبیق، نتائج کا اخذ کرنا اور جدید حالات کی دریافت عمل میں لانا وغیرہ ریسرچ کے اصلی مقاصد ہیں۔ لیکن جب ذاتی غرض یا قومی پروپگنڈا، شخصی مذہب یا کسی نہ کسی "ازم" کا پرچار پیش نظر رہے یا خود نمائی یا حصول زر مقصود کار ہو تو ایسی تالیف کو تحقیق کا نام دینا، اصلاً علم کی تحقیر کرنا ہے۔

میں اپنے فاضل بھائیوں کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اولاً اغیار نے اسلام کو صریحاً غلط طور پر پیش کر کے اس کی بدنامی کے درپے ہوئے اور اب جب صحیح حالات کا انکشاف ہوتا جا رہا ہے تو بیرونی وار کے بجائے اندرونی طور پر افتراق کی صورتیں پیدا کی جارہی ہیں۔ اولاً قرآن مجید کو انسانی تحریر بتلانے کی کوشش کی گئی اور اس کے مضامین کا غلط طور پر ترجمہ کیا گیا۔ اس کے برخلاف غلط تصریحات کئے گئے لیکن اس کے باوجود جب حقیقت ظاہر ہونے لگی کہ جس صحیفہ کا ایک حرف آج تک نہیں بدلا اور جو احکام و مضامین کے اعتبار سے آج کل کے "ترقی یافتہ" قوانین سے بھی ہر طرح بالاتر ہے تو اب حدیث کی جانب توجہ منعطف ہونے لگی اور اس کے مضامین کے غلط ہونے اور اس میں تحریفات وغیرہ ہونے کا ادعا آغاز کیا گیا تاکہ ایک محاذ پر مایوسی کے بعد دوسرا محاذ کھولا جائے اور فی الجملہ مذہب اسلام کو مطعون کرنے کی سعی کی جائے، افسوس اس کا ہے کہ اس پروپگنڈے کا شکار اور ایسے الزامات کے تراشنے میں ہمارے ہی بعض حضرات پیش پیش ہیں۔

اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ اگر ملک کے ذی فہم اور قابل افراد بخاری، مسلم،

موطا وغیرہ، پر نکتہ چینی کرنے کے بجائے اپنے وقت کو اس کوشش میں صرف کریں کہ قرآنی احکامات اور جو صحیح حدیثیں ہیں ان سے موزوں حدیثیں اخذ کر کے مسائل حاضرہ کا حل دریافت کریں تو ایسے مساعی یقیناً سب کیلئے فائدہ مند اور خود ان کے لئے موجب برکت ہوں گے اور اس سے ملت کی خدمت ہوگی، دنیا کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ قرآن و حدیث کو اس زمانے کے اعتبار سے بھی کتنا بلند مقام حاصل ہے۔

سنت رسول اللہ ﷺ کی نسبت جو قیاس آرائیاں حالیہ دور میں ہو رہی ہیں وہ زیادہ تر مغربیت کی شان لی ہوئی ہیں۔ مغربیت کا کارنامہ اس صدی میں تعمیری کم اور تخریبی زیادہ رہا ہے، علم کا استعمال انسان سازی کے لئے ہونا چاہئے تھا لیکن اس کا رخ انسانیت سوزی کی جانب پھیر دیا گیا ہے۔ اچھی سے اچھی طاقتوں کو، فطرت کی توانائیوں کو، قدرت کے رازوں کو جو تھوڑا بہت سمجھ گیا ہے تو انسانی دماغ اولاً ان سے بربادی کے سامان پیدا کرنے کی طرف رجوع ہے۔ قدرت کی ایک معمولی شے ایٹم ہے۔ ہزارہا سال بعد انسان کو معلوم ہوا کہ اس کم ترین جزو مادہ میں عظیم تر توانائی بھی موجود ہے اور فوراً ہی اس کو خود اپنی تباہی کا ذریعہ بنالیا۔ یہ ہے ریسرچ کی ستم ظریفی، ایسے ریسرچ سے تو جہالت بہتر ہے۔

انسانی وجود کے لئے توازن ضروری ہے جہاں محض مادی ترقی ہو تو وہ زیادہ تر مضر اثرات ہی کی حامل ہوگی، اور انسانی دماغ کو پستی کی جانب رجوع کرے گی۔ اگر انسان اس کا انتظام نہ کرے کہ مادہ کے ساتھ ساتھ روحانی ارتقاء بھی ہو تو انسانی ذہن کی پرورش یک طرفہ ہوگی اور جب کوئی چیز یک طرفہ ترقی پاتی ہے تو دماغی توازن برقرار نہیں رہے گا اور آخرکار مجنونانہ افعال سرزد ہونے لگیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کے حقیقی سائنس داں اور محقق مثلاً البرٹ، آئنسٹائین اور

برٹرنڈرسل وغیرہ بار بار توجہ دلا رہے ہیں کہ مادہ کی ترقی جو ہوئی تھی ہوئی اب اس کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے زیادہ حقیقی انسانیت واخلاق کی تعلیم وتربیت ہونی چاہئے ورنہ بربادی لازم آجائے گی۔

کسی بڑی چیز کا حاصل ہو جانا فیض خداوندی کا نتیجہ ہے لیکن اس کا سمجھنا، اس کے حقائق کو دریافت کرنا، اس کی تفصیلات اور اطلاقات سے مطلع ہونا اور عمل آوری کے طریقے معلوم کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ قدرت الٰہی پر ایمان لانا، علم کے ساتھ عمل، عمل کے لئے اس کے طریقے، موقع اور محل کی مناسبت سے علم کا اطلاق، یہ وہ ضروریات ہیں جن کے بغیر زندگی کا حقیقی مقام متعین نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن مجید صحیفہ ربانی ہے جو تمام انسانوں اور ہر زمانہ کے لئے نازل فرمایا گیا ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے جو دوامی طور پر نافذ ہے لیکن ہر عام قانون کے خاص قواعد ہوتے ہیں، مجمل احکام کے نفاذ کے لئے خصوصی اشکال کا تعین کرنا لازمات میں سے ہے۔ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ موجودہ حالت میں کسی سابقہ پیغمبر کا صحیفہ اصلاً موجود نہیں ہے۔ جو بھی باقیات ہیں وہ محض قواعد یا تشریحات کی نوعیت رکھتی ہیں، ایسا ہونا ضروری بھی تھا کہ ایک صحیفہ ربانی یعنی قرآن مجید کے نازل ہوتے ہوئے سابقہ صحیفوں کا اصلاً برقرار رکھا جانا خلاف مصلحت تھا۔

ساتھ ہی ساتھ اس آخری مختتم اور مکمل صحیفہ ربانی کی تشریح اور اس کے قواعد کی تدوین بھی لازمی تھی ورنہ ہر شخص اپنی استعداد اور ہر زمانہ اپنے رنگ کے لحاظ سے ایسا عمل کرتا جس سے یک جہتی مفقود اور دنیا کا صحیح طور پر ارتقاء پانا محال ہو جاتا، اسی وجہ سے قرآنی احکام کی توضیح وتشریح لازم آئی۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے وہی عظیم ہستی موزوں ہو سکتی تھی جس کو خود خداوند تعالیٰ نے نزول قرآن کے لئے منتخب

فرمایا تھا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ قرآن پہونچانے والے کے ہر قرآنی لفظ کو تو من وعن تسلیم کرلیا جاتا ہے اور یہی ایمان کا تقاضہ ہے لیکن وہ جو اپنے آپ کو "اہل قرآن" بتلاتے ہیں اسی پہونچانے والے کی تشریح وتوضیح کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ایسا گریز یا تو اس وجہ سے ہوگا کہ معاذ اللہ اس عظیم تر ہستی پر اطمینان نہیں، یا یہ کہ جیسا عام طور پر کہا جاتا ہے یہ احتمال ہے کہ جو تشریح اس بزرگ ہستی نے فرمائی وہ ہم تک حقیقتاً من وعن نہیں پہونچی۔ لیکن ایسی بے اطمینانی کا کوئی معقول سبب بھی ہونا چاہئے۔ ذیل میں چند وجوہ بتلائے جاتے ہیں جو موجودہ زمانہ کے محققین عموماً پیش کرتے ہیں۔

(۱) اولاً یہ کہ جن بزرگوں نے حدیث کی تدوین فرمائی وہ ریسرچ کے اصول سے واقف نہ تھے اس مفروضہ پر آج کل کے چند اشخاص جو قرآن اور عربی علوم سے عام طور پر اور علم حدیث سے خاص طور پر کماحقہ واقف نہیں ہیں یہ تجویز کررہے ہیں کہ حدیث کی تحقیق از سر نو جدید طریقوں پر کی جانی چاہئے۔

جدید طریقے کیا ہیں اور قدیم طریقے کیا تھے؟ قدیم طریقے کس طرح ناقص تھے اور جدید تجاویز کس حیثیت سے بہتر ثابت ہوں گے اولاً ان کی صراحت ہو جائے تو مناسب ہے تاکہ کوئی صحیح اندازہ کیا جاسکے۔ مناسب ہوگا کہ وہ تفصیل سے ظاہر کریں کہ

(۱) سابق میں علماء تدوین حدیث کے جن طریقوں پر شدت سے کاربند رہے وہ کیا تھے؟

(۲) قدیم طریقوں میں کیا خامیاں ہیں؟

(۳)موجودہ طریقہ کار کیا ہو گا؟

مجھے یقین ہے کہ اگر یہ اصحاب صرف (۱)ہی کی تحقیق کر لیں اور علم رجال وغیرہ کی تفصیلات سے کماحقہ، واقف ہو جائیں تو خود ان پر واضح ہو جائے گا کہ تحقیق کتنی مکمل تھی۔

(۲)دوسرا اعتراض یہ ہے کہ چونکہ حدیث کی تحریر و تدوین خود حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہیں ہوئی اس وجہ سے اس کی نسبت وثوق نہیں۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دوسری تیسری صدی ہجری میں تدوین حدیث کے کام کا آغاز ہوا۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ حدیث نبوی ﷺ کو اکثر وبیشتر آں حضرت ﷺ کے زمانہ ہی میں لکھ لیا گیا تھا بلکہ ایک حد تک اس کی تدوین بھی ہو چکی تھی۔

اسی اصول کے تحت خلفائے راشدین نے بھی اس خصوص میں گراں مایہ کام انجام دیا تھا گو چند وجوہ کی بناء پر انہوں نے اپنے مساعی کو ملتوی کر دیا تھا۔ ایک اہم وجہ ان کے اس طرح کے عمل کی یہ تھی کہ قرآن کریم کا کام چونکہ ابھی ابھی مکمل ہوا تھا، اسی حالت میں احتمال تھا کہ لوگ خلط مبحث کریں اور کوئی نامناسب پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں۔

بہر حال صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ سے مجتمعاً اور متفرقاً دونوں طریقوں سے حدیث کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ سے بعض حدیثوں کو صحابہ کا ایک بہت بڑا گروہ اخذ کرتا تھا چنانچہ اکثر عملی حدیثیں جن میں نماز، زکوٰۃ، حج، وراثت، وغیرہ کے احکام کی تشریح کی گئی ہے اسی قسم کی ہیں۔ قرآن مجید کے مطلب کو رسول اللہ کبھی صرف قول سے کبھی صرف فعل سے اور کبھی ایک ساتھ قول و فعل دونوں کے ذریعہ

سے بیان فرمایا کرتے تھے مثلاً آپ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا:

(صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)

اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

آپ ﷺ نے حج ادا کیا اور فرمایا:

(خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ)

مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھو۔

اس لحاظ سے رسول کریم ﷺ کی حیثیت قرآن کے شارح کی ہے، آپ قرآن مجید کی مجمل آیتوں کی تشریح کرتے تھے، اس کی مطلق آیتوں کو مقید فرماتے تھے اور اس کی مشکل آیتوں کی تفسیر کرتے تھے اور اس حیثیت سے حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے مفہوم پر قرآن مجید نے اجمال سے یا تفصیل سے دلالت نہ کی ہو، البتہ اس دلالت کے مختلف طریقے ہیں:

(۱)عام صورت یہ ہے کہ قرآن مجید نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو واجب التعمیل قرار دیا ہے مثلاً۔

﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(پ۲۸ سورہ حشر ع۱)

جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس بات سے تمہیں منع کریں تم اس سے باز رہو۔

نیز:

﴿قُلْ: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾

(پ۳ آل عمران ع۴)

کہد دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔

نیز:

﴿یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾

(پ۵ سورہ نساء ع۸)

مسلمانو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

اور سب سے بڑھ کر شمع رسالت کے جگمگاتے نور (سراجاً منیراً) سے فیضیاب ہونے کے لئے صرف یہی ایک ہدایت کافی ہے کہ۔

﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾

(پ۲۱ الاحزاب ع۳)

تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

قرآن مجید میں اس قسم کی آیتیں دو چار نہیں بلکہ بہ کثرت ہیں۔

(۲) ایک اور صورت یہ ہے کہ احادیث میں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وراثت، دیت، معاشی اور معاشرتی امور وغیرہ کے عملی قواعد ہیں جو قرآن مجید ہی کے احکام کی تشریح میں مدون ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ عہد رسالت کے فرامین مبارک اور سرکاری مراسلے جو محاصل زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق ہیں نیز وہ دعوت نامے جو سرکار دوعالم ﷺ نے مختلف حکمرانوں یا قبیلے کے سرداروں کے نام روانہ فرمائے تھے وہ سب کے سب احادیث اور سیرۃ کی کتابوں اور تاریخوں میں محفوظ ہیں، منجملہ ان کے ایک دعوت نامہ کا فوٹو خود اس کتاب کی زینت بنا ہوا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں مزید دعوت ناموں کے عکس بھی دیئے جائیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے احادیث کا ایک کتابچہ مرتب کیا تھا، اسی طرح عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے "الصحیفۃ الصادقۃ" کو ترتیب دیا تھا، صحیفہ جابر بن عبداللہؓ، مسند ابی ہریرۃؓ اور عمرو بن حزمؓ کے جمع کردہ فرامین رسالت، قیمتی دستاویزات کا مجموعہ ہیں جو ہمارے تاریخی ریکارڈز ہیں۔ اس سے انکار ناممکن ہے کہ اس طرح حفظ حدیث اور یادداشتوں کے تحفظ کا سلسلہ اور تدوین حدیث کا آغاز، عہد رسالت ہی میں ہو چکا تھا۔

حضرت ابوہریرۃؓ کا درجہ حدیث کے تعلق سے ایک بلند ترین درجہ ہے، صحابہ کرامؓ میں وہ سب سے زیادہ حافظ الحدیث تھے، انہوں نے نہ صرف حدیث کو مرتب کیا، تحریر میں لایا اور محفوظ رکھا بلکہ مختلف اجزاء کا اپنے خاص شاگردوں کو املاء بھی کرادیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے شاگرد ابوعقبہ ہمام بن منبہ کے لئے ایسا ہی ایک مجموعہ "الصحیفۃ الصحیحۃ" مرتب کیا تھا۔

خوش قسمتی سے یہ مجموعہ من وعن محفوظ رہا اور اسی کی اشاعت زیر نظر کتاب ہے۔ جس کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مولوی فاضل، ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ نے ایڈٹ کیا اور اس کیساتھ ہی دیباچہ میں تاریخ وتدوین حدیث سے متعلق بیش بہا تفصیلات بھی بیان کردی ہیں۔

صحیفہ ہمام بن منبہ، یا ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی عالمانہ بین الاقوامی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں، اتنا سا اشارہ کافی ہے کہ اس قدیم ترین، انمول اور نایاب کتاب کی اشاعت نے قطعی طور پر ثابت کردیا کہ یہ جو عام خیال ہے کہ بروقت تدوین حدیث کا عمل نہیں ہوا صریحاً غلط ہے، معلوم نہیں مستقبل میں ایسے ہی پوشیدہ ذخائر ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے پر خلوص علماء کی تحقیق سے کتنے اور برآمد ہوں۔ اس وقت یہ ایک مستند

اشاعت اس ادعا کو غلط ثابت کرنے کیلئے کافی ہے کہ پہلی، دوسری اور تیسری صدی تک تدوین حدیث کا کام انجام ہی نہیں پایا تھا۔

ابھی حال میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے یہ خوش خبری سنائی ہے کہ انقرہ یونیورسٹی ترکی کے کتب خانہ سے ہمام بن منبہؒ کے شاگرد رشید، معمر بن راشد کا صحیفہ بھی انہوں نے ڈھونڈھ نکالا ہے اور اس کو ایڈیٹ کرنا شروع کر دیا ہے۔

معمر بن راشد کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل کے جلیل القدر استاد عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی الیمانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ) کے مصنف کو استنبول ترکی، یمن، حجاز، ہند اور سندھ کے مخطوطوں کی مدد سے خود ہماری مجلس مشاورت کے قابل معتمد ڈاکٹر محمد یوسف الدین ایڈیٹ کر رہے ہیں۔ مصنف عبد الرزاق، عہد رسالت اور عہد راشدہ کے آثار پر ایک طرف قدیم ترین کتاب ہے تو دوسری طرف مسند احمد بن حنبل، بخاری اور مسلم وغیرہ کے حدیثوں کا اصلی سر چشمہ ہے۔

اس کے علاوہ دوسری اور تیسری صدی ہجری کی بہت سی ایسی حدیث کی کتابیں ہیں مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند حمیدی وغیرہ جو اب تک منظر عام پر نہیں آئی ہیں، ابن ابی شیبہ، عبد الرزاق بن ہمام کے قریبی زمانہ کے ایک بلند پایہ محدث گزرے ہیں اور ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسیٰ الحمیدی، امام بخاری کے اساتذہ میں سے ایک نامور استاد تھے۔ ایسے نایاب و نادر قدیم بیش بہا حدیث کے ذخیرے، دنیا کے مختلف کتب خانوں میں قلمی مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔

اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی کے پیش نظر یہ امر ہے کہ یکے بعد دیگرے ان انمول ذخیرہ احادیث کی طباعت کا انتظام کرے، پھر صرف حدیث ہی نہیں بلکہ سوسائٹی کی کوشش ہے کہ حدیث کے علاوہ علوم اسلامیہ کے بیش بہا خزانوں، قدیم

تفسیر کی کتابوں، اسلامی قانون، اسلامی فلسفہ اور تاریخ اسلام و جغرافیہ وغیرہ کی قدیم نایاب کتابوں کو ایڈیٹ کرائے اور ممکن ہو تو ساتھ ہی ساتھ ان کے ترجمے اور خلاصے بھی شائع کرے، اسی سلسلہ میں امام مالکؒ کی بے مثل کتاب ”الموطا“ کا عربی متن کے ساتھ انگریزی زبان میں ترجمہ اور شرح بحمد للہ مکمل ہو چکی ہے۔ امام مالکؒ دیار نبی ﷺ کے برگزیدہ محدث اور فقہ کے امام گزرے ہیں اور یوں موطا کا حدیث اور فقہ (اسلامی قانون) کی قدیم ترین کتابوں میں شمار ہوتا ہے جو ایک ساتھ حدیث بھی ہے اور فقہ بھی ہے۔

ملت اسلامیہ کے علمی تعاون اور سرپرستی میں انشاء اللہ ہم ان کتابوں کی اشاعت کے سلسلہ کو ممکنہ تیزی سے آگے بڑھائیں گے۔

صحیفۂ ہمام بن منبہؒ کی اشاعت کے سلسلہ میں مولوی محمد حبیب اللہ صاحب بی اے نائب ناظم لینڈ ریکارڈ حیدر آباد کا خاص طور پر سوسائٹی کی جانب سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ ہندی مسلمانوں میں سب سے پہلے صاحب موصوف ہی نے ابتداءً اس کے اردو ترجمہ کی جانب توجہ کی۔ عربی حصے کی طباعت کے سلسلہ میں السید حبیب عبد اللہ الیمانی صدر مصحح دائرۃ المعارف عثمانیہ یونیورسٹی اور ڈاکٹر محمد یوسف الدین کا شکریہ ضروری ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے عربی اور اردو حصہ کی طباعت اور تصحیح کے علاوہ صحیفۂ ہمام کی حدیثوں کا بخاری اور مسلم سے تخریج احادیث کا کام بھی انجام دیا ہے۔ غرض من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے تحت سوسائٹی ان سب کی بھی مشکور و ممنون ہے کہ جنہوں نے اس کی طباعت میں ہاتھ بٹایا۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محمد رحیم الدین۔ ایم اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ طبع ثالث

۱۹۳۳ء میں برلین میں مجھے زیر اشاعت عربی کتاب کا ایک ناقص مخطوطہ ملا تھا، جس میں دو جگہ ایک ایک ورق ضائع ہو گیا ہے۔ میں نے اسے وہیں اپنے لئے نقل کیا اور تلاش رہی کہ اس نادر روزگار کتاب کا کوئی اور نسخہ مل جائے تو تکمیل بھی ہو اور اشاعت کی طرف توجہ بھی کی جائے۔ پورے بیس سال بعد اللہ نے یہ آرزو پوری کی۔ ولہ الحمد والمنّۃ۔

دمشق کی عربی اکاڈیمی نے اپنے موقر ماہی رسالے "مجلۃ المجمع العلمی العربی" ۱۹۵۳ء، ۱۳۷۲ھ کے چاروں نمبروں میں اولاً اسے بہ اقساط طبع کیا۔ پھر اسے بعض اصلاحوں کے ساتھ الگ کتابی صورت میں بھی شائع کیا۔ عربی میں ہونے کے باوجود ہندی مسلمانوں میں اس نے اتنی مقبولیت حاصل کی کہ یہ میرے بڑے اور محترم بھائی مولانا محمد حبیب اللہ صاحب نے شدید مصروفیتوں اور علالت کے باوجود اس کا ترجمہ فرمایا اور ہوائی ڈاک سے میری نظر ثانی کے لئے بھیجتے ہوئے اردو ایڈیشن کی خواہش کی۔ اس اثناء میں میرے پاس کچھ اور مواد بھی جمع ہو گیا اور ادھر عربی ایڈیشن بھی ختم ہو گیا۔

ان حالات میں مناسب معلوم ہوا کہ اصل عربی کتاب کا ایک نیا ایڈیشن شائع کیا جائے اور دیباچہ کو عصری بنایا جائے، چنانچہ ایک تو اصل صحیفۂ ہمام شائع کیا جارہا ہے، دوسرے نہ صرف اس کا بلکہ سابقہ عربی دیباچے کا بھی (ضروری اصلاح وترمیم کے بعد) اردو ترجمہ جو برادر محترم نے کیا ہے، شامل کیا جارہا ہے، یہ دیباچہ بتائے گا کہ حدیث نبوی کی تاریخ میں صحیفۂ ہمام کو کیا درجہ اور کیا اہمیت حاصل ہے۔

میں بہتوں کا ممنون بھی ہوں اور خوشہ چین بھی۔ خاص کر دو کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے، ایک تو جامعہ کلکتہ کے پروفیسر محمد زبیر صدیقی ہیں۔ مخطوطہ ثانی کا اصل میں انہیں نے پتہ چلایا اور پھر وفور ایثار سے اس کی اشاعت کے لئے میرے حق میں دست بردار ہوگئے۔ تدوین حدیث پر آپ کے بعض گراں قدر مقالوں سے بھی میں نے استفادہ کیا ہے۔ دوسرے استاد محترم مولانا مناظر احسن گیلانی مدفوضہ ہیں۔ یہاں آئندہ اوراق میں دیباچے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اصل میں اسی آفتاب کی ماہتاب وار ضیاپاشی ہے۔ جزاهما الله حق الجزاء۔

محمد حمیداللہ

پاریس ۔ فرانس

دیباچہ

حدیث نبوی کی تدوین وحفاظت

تمہید:

اللہ کا پیام اس کے بندوں تک بہت سے پیغمبروں نے پہنچایا مگر بدبخت انسان عموماً برادر کشی کے جذبے میں اس کو نیست ونابود کرتا رہا۔ صحف آدم وشیث ونوح تو بہت دور ہیں، "صحف ابراہیم" بھی جن کا قرآن مجید (سورہ ۸۷ آیت ۱۹) میں ذکر ہے، اب کہاں ہیں؟ اسی بدبخت انسان نے تورات موسیٰ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ اس کے سارے نسخے تباہ کردیے، زبانی یاد سے اس کے کچھ حصوں کا اعادہ ہوا تو کچھ عرصہ بعد ایک مرتبہ اور اسے یہی مصیبت اٹھانی پڑی۔

ہمارے پاس اب تیسری مرتبہ کا نسخہ ہے[1] اور جیسا ہے اس سے سب واقف ہیں۔ تالمود، مشنا اور ہگادا، وغیرہ کے نام سے یہودی اخبار نے بعد کے زمانوں میں جو چیزیں لکھیں ان کے "اصر واغلال" (قید وبند) کی شدت سے خدائے رحمان کو اپنے بندوں پر پھر ترس آیا اور حضرت عیسیٰ پیام محبت ومرحمت لے کر مبعوث ہوئے۔

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا عنوان "بائبل" ذیلی سرخی "اولڈ ٹسٹمنٹ"۔

انسان نے آپ کو تین چار سال بھی چین سے پرچار کا موقع نہ دیا۔ آپ وعظ ضرور کرتے رہے لیکن روپوشی کی دائمی ضرورتوں، اور امت کے اجڈپن سے اس کا موقع کہاں کہ اپنی انجیل کا املاء کراتے یا اپنے مواعظ کے قلمبند ہونے کا انتظام کرتے۔ آپ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں وغیرہ نے عرصہ بعد اپنی یادداشتیں مرتب کیں۔ ایسی ہر یادداشت انجیل (یعنی بشارت وخوش خبری) کے نام سے موسوم ہوئی، ان انجیلوں کی تعداد بھی کثیر ہو گئی، اور ان کے آپس کے اختلافات بھی شدید ہو گئے تو ان میں سے چار کا کسی نہ کسی طرح انتخاب کیا گیا[1]۔ یہ مستند انجیلیں قرآن سے زیادہ حدیث سے مشابہت رکھتی ہیں یعنی صحابہ اور تابعین اپنے نبی کے ملفوظات کو جمع کرتے ہیں۔ لیکن ان کی قدر و قیمت کی یہاں جانچ کا موقع نہیں ہے۔ صرف اس بات کی طرف اشارہ کافی ہوگا کہ ان انجیلوں میں کہیں عقیدۂ تثلیث کا ذکر نہیں بلکہ توراتِ موسیٰ کی توثیق اور وحدانیت ربانی کی ہی تعلیم ہے، لیکن آج نصرانیت اور تثلیث لازم وملزوم ہو گئے ہیں۔

سنت اللہ کے مطابق پھر ایک اور قوم کا کلام ربانی کی حفاظت کے لئے انتخاب ہوا۔ یہ عرب تھے مگر کیسے؟۔

امی عرب:

سامی نسل کے چند قبیلے صحرائی اور ریتلے براعظم عرب میں رہتے تھے۔ کچھ

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا عنوان "بائبل" "ذیلی سرخی" "نیو ٹسٹمنٹ" میں بتایا گیا ہے کہ "یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ چاروں کب اور کہاں مدون کی گئیں" اسی میں بتایا گیا کہ "انجیل متی کو دوسری صدی میں مدون کیا گیا"۔

ساحلی رقبہ کو چھوڑ کر، یہ زیادہ تر خانہ بدوش لوگ تھے۔ ان کے وطن میں پانی کی کمی کیا تھی کہ وسائل تمدن ناپید تھے۔ جس زمانے میں بین الممالک تجارت محض تبادلہ اشیاء پر منحصر ہو اور عرب میں نہ تو زرعی اور نہ کوئی اور قدرتی ثروت ہو تو وہاں کے تمدن کی ترقی جتنی سست رہ سکتی ہے، وہ ظاہر ہے۔

چنانچہ علم اور تدوین علم کے سلسلے میں حروف تہجی کے استعمال کی ضرورت تھی، ان کی زبان میں اعراب کو چھوڑ دیں تو اٹھائیس آوازیں، یا حروف صحیح تھے۔ کسی زمانہ میں انہوں نے کہتے ہیں کہ حیرہ (حالیہ کوفہ۔ عراق) والوں سے لکھنا سیکھا۔[1] اور ان کے حروف تہجی کو اپنی زبان کے لئے استعمال کیا۔ یہ وہی حروف تہجی ہیں جن میں اب ہم اور عرب ہر دو اپنی زبانیں لکھتے ہیں۔ لیکن اسلام سے پہلے اس خط کی کیا حالت تھی؟ دوسری تمام کوتاہیوں کو چھوڑ بھی دیں تو محض یہ امر کہ اس میں زبر، زیر کا اعراب تو کیا حروف کے نقطے بھی نہ تھے، ابجد ہوز کے اٹھائیس حروف میں سے لفظ کے شروع میں (ب، ت، ث، ن، ی)، (ج، ح، خ)، (د، ذ)، (ر، ز)، (س، ش)، (ص، ض)، (ط، ظ)، (ع، غ)، (ف، ق) میں آپس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور ہر چیز محض انکل پر پڑھی جاتی تھی۔ اس پر عربی زبان کی زرخیزی واقعی روشنی طبع کیا تھی بلائے جان تھی۔ ایک معمولی مثال لیجئے؟ (قبل) اسے فیل (ہاتھی) پڑھیں، قیل (کہا گیا)، قبل (پہلے) قتل، (جان سے مار ڈالا) یا فتل (رسی بٹنا)؟ بعض وقت کسی جملے میں سیاق و سباق ایک سے زیادہ متبادل صورتوں کا امکان رکھتا ہے۔

دوسری مصیبت یہ تھی کہ بدویت اور روزگار کی دشواری سے اس کا موقع کہاں تھا کہ لوگ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ کریں؟ اور توجہ کریں بھی تو کیا لکھیں، اور

(۱) تفصیل کے لئے بلاذری: فتوح البلدان ص۴۷۱ تا ص۴۷۲ ملاحظہ ہو۔

کیا پڑھیں، کہ علمی تحقیق و ترقی کا ملک کو نہ موقع ملا تھا، اور نہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ بڑے سے بڑے حضری مرکز، بستی اور شہر میں بھی، جہاں تاجر اپنے وصول طلب قرضوں کی یادداشت لکھتے ہوں گے، پندرہ بیس آدمیوں سے زیادہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ کچھ اندازہ ان مثالوں سے ہوگا:

تقریباً ۷ھ میں جواثا (مشرقی عرب، علاقہ الحساء) جیسے بڑے مقام پر رسول اکرم ﷺ نے ایک تبلیغی خط بھیجا تو راوی کہتے ہیں کہ سارے علاقے اور قبیلہ میں ایک شخص بھی نہ تھا جو خط کو پڑھ سکے۔ لوگ تلاش اور انتظار کرتے رہے تا آں کہ ایک بچہ ملا جس نے خط پڑھ کر سنایا۔[(۱)] تقریباً اس زمانے یا کچھ بعد کا واقعہ ہے کہ النمر بن تولب مسلمان ہوئے یہ ایک بڑے قبیلے کے سردار تھے اور اتنے بڑے شاعر کہ ان کی نظموں کا ایک دیوان تیار ہوا ہے۔ انہیں ان کے قبیلہ عکل (یمن) کا سردار مامور کر کے ایک تحریری پروانہ بارگاہ رسالت سے عطا ہوا۔ بازار میں آکر یہ پوچھنے لگے: کیا آپ لوگوں میں کسی کو پڑھنا آتا ہے؟ یہ خط پڑھ کر مجھے سنایئے۔[(۲)]

عہد اسلام میں عربوں کی تیز گام علمی ترقی:

اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ زمانہ جاہلیت میں باشندگان عرب نے لکھنے پڑھنے اور اپنے معلومات کی تدوین کرنے کی طرف اتنی توجہ نہ کی جتنی اسلام قبول کرنے کے بعد۔ لیکن حیرت اس پر ہوتی ہے کہ ان کی امیت و جاہلیت کے اور ہر قسم کے علوم و فنون سے ان کے والہانہ اعتناء کے درمیان زمانہ اتنا مختصر ہے کہ پرانی تاریخ

(۱) میری کتاب الوثائق السیاسیہ (نمبر ۷۷) دیکھئے۔

(۲) الوثائق السیاسیہ نمبر ۲۳۳۔

عالم میں اتنی تیز علمی ترقی کی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ کہتے ہیں کہ بعثت نبوی کے وقت شہر مکہ میں سولہ سترہ سے زیادہ آدمی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے،[(۱)] شہر مدینہ میں تو اس سے بھی کم عرب یہ فن جانتے تھے، لیکن دوسری صدی ہجری ہی سے عربی زبان، علمی نقطہ نظر سے دنیا کی متمول ترین زبانوں میں شامل ہو گئی تھی، یہ کیسے ہوا؟

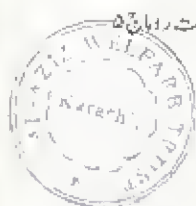
اسلامی حکومت کا آغاز ۱ھ، ۶۲۲ء میں ہوا، جب کہ پیغمبر اسلام ہجرت کر کے مدینہ جا بسے۔ مگر اس وقت وہ ایک چھوٹے سے شہر کے بھی صرف چند حصوں پر مشتمل تھی کیونکہ باقی مدینہ، یہودیوں یا تا حال اسلام نہ لائے ہوئے عربوں کے قبضے میں تھا۔ اس زمانے میں جزیرہ نمائے عرب میں سینکڑوں قبیلے کیا تھے کہ حقیقت میں سینکڑوں ہی خود مختار مملکتیں تھیں جن میں ہر ایک دوسرے سے مکمل آزاد تھی۔

۶ھ کے اواخر میں، جب مسلمانوں اور مکہ والوں میں صلح ہوئی تو اس وقت تک بھی یہ اسلامی مملکت چند سو مربع میل سے زیادہ رقبے پر مشتمل نہ ہو سکی تھی[(۲)] لیکن اس کے بعد پانچ سال بھی نہیں گزرے تھے کہ جب ۱۱ھ میں رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو اسلامی مملکت تقریباً دس لاکھ مربع میل علاقے (پورے عرب اور جنوبی فلسطین) پر پھیل چکی تھی۔ اس پر مشکل سے پندرہ سال گزرے تھے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے (۲۶ھ) میں، ایک طرف طبری[(۳)] کے مطابق،

(۱) تفصیل کے لئے بلاذری: فتوح البلدان ص ۴۷۲ باب "خط کی ابتداء" ملاحظہ ہو۔ مورخ بلاذری نے ان سترہ آدمیوں کے نام بھی گنوائے ہیں۔

(۲) تفصیلات اور نقشے کے لئے دیکھئے میری کتاب "رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی" ص ۱۱۵ ومابعد "صلح حدیبیہ"۔

(۳) تاریخ طبری، طبع یورپ ص ۲۸۱۷ ومابعد، نیز گبن: تاریخ زوال وانحطاط سلطنت روما ج ۵ ص ۵۵۵ مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔



سارے شمالی افریقہ سے گزر کر اسلامی فوجیں اندلس میں داخل ہو چکی تھیں، تو دوسری طرف بلاذری[1] کے مطابق وہ دریائے جیحون (oxus) کو عبور کر کے ماوراء النہر یعنی چین میں گھس گئی تھیں۔ اس کی توثیق، ہمعصر چینی تاریخوں سے بھی ہوتی ہے۔[2] جنوب میں یہ لشکر خود حضرت عمرؓ کی خلافت میں تھانہ (بمبئی یا گجرات) اور دیبل (ٹھٹھہ، قریب کراچی) تک[3] اور شمال میں آرمینیا اور اس سے بھی آگے تک پہنچ چکے تھے[4]۔

یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمان عرب اپنے حریفوں سے نہ تعداد میں اور نہ ہی سازوسامان میں کوئی نسبت رکھتے تھے۔ اسی طرح بیزنطینی (رومیوں) اور ایرانیوں میں، جن سے انہیں سابقہ پڑا تھا، خود فنون حرب وقتال جس بلند درجے پر پہنچے ہوئے تھے، اس کا بیچارے بدویوں کی حالت سے مقابلہ کرنے کا سوال بھی نہیں پیدا ہوتا۔ مزید برآں یہ مسلمان عرب اپنے گھروں اور خیموں سے کسی لوٹ مار یا زمانہ جاہلیت کی غارت گری کے لئے بالکل نہیں نکلے تھے۔ بلکہ صرف اس لئے کہ اللہ ہی کا بول بالا ہو (لتکون کلمة الله هي العليا)

اصل میں ان کی جبلی صلاحیتیں اور اسلامی تربیت ہی اس بات کی ذمہ دار تھیں کہ اس نتیجے تک پہنچیں۔ ان کے لئے فتوحات سیف ہوں کہ فتوحات قلم، دونوں ایک ہی چیز کے دو پہلو، اور ایک ہی باعث وداعی کے دو مظاہر تھے۔ ہمارے کرم فرماؤں کو اس کا یقین نہیں آتا۔ اگر فتوحات سیف میں خود ان کے مقبوضات ہاتھ سے نہ گئے

(۱) بلاذری: فتوح البلدان، طبع یورپ ص ۴۰۸۔

(۲) حوالوں کے لئے بارتولڈ کی انگریزی کتاب "ترکستان" ص ۶۔

(۳) بلاذری: فتوح البلدان ص ۴۲۸ باب فتوح السندھ۔

(۴) تاریخ طبری حالات ۱۹ھ۔

ہوتے تو شاید محض اسلامی تاریخوں میں اس کا ذکر دیکھ کر اس کے وجود سے بھی اسی طرح انکار کر بیٹھتے جس طرح فتوحات قلم کے متعلق ان کا رویہ ہے۔

یہاں ہمیں آغاز اسلام کی شمشیر زنی (اور جسم انسانی کے علم جراحی) اور اس کے ارتقاء سے بحث نہیں، ہم اس دور کی قلم آرائی (اور ذہن انسانی کی تربیت واصلاح) پر اکتفا کریں گے۔

پیغمبرؐ اسلام کی تعلیمی سیاست:

سب جانتے ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام امی تھے، قرآن شہادت دیتا ہے کہ آپ کو نہ پڑھنا آتا تھا، نہ لکھنا!

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ (سورہ ۲۹ ع۵ آیت ۴۸)

اس سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اسے اپنے سیدھے ہاتھ سے لکھتا تھا ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے۔

یہ کتنا ولولہ انگیز امر ہے کہ نبی امی کو سب سے پہلے جو وحی ربانی ہوئی وہ لکھنے کی تعریف اور پڑھنے کے حکم ہی پر مشتمل تھی:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ، الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ (سورہ ۹۶ آیت ۱تا۵)

پڑھ اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے قطرے سے پیدا کیا۔ پڑھ کہ تیرا بزرگ وبرتر رب وہ ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی اور انسان کو سکھایا جو وہ نہ

جانتا تھا،

یہاں "اقرأ" کے معنی پڑھنے ہی کے ہو سکتے ہیں۔ معمولی پیام پہنچانے کے نہیں۔ (جیسے محاورۂ یقرئك السلام میں ہوتے ہیں) کیونکہ سیاق عبارت میں قلم کی تعریف اور اس کے ذریعہ علم ہونے کا ذکر ہے۔ غرض نبی امی نے امت کو اللہ کا جو پہلا حکم پہنچایا۔۔۔اور جس کی عمر بھر تعمیل کرائی۔۔۔۔وہ پڑھنے اور لکھنے ہی کے متعلق تھا۔ اور آپ، جیسا کہ قرآن میں بیان ہوا ہے:

﴿فِيْ الأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (سورہ ۶۲ ع ۱ آیت ۲)

یعنی امیوں میں انہیں میں کے ایک رسول تھے جو ان پر اس یعنی خدا کی آیتیں تلاوت فرماتے ان کو تزکیہ نفس سکھاتے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے۔

اسی طرح آپ وقتاً فوقتاً نازل ہونے والی آیتوں اور سورتوں کے فوراً لکھانے کا انتظام فرماتے، جو تزکیہ اخلاق اور تعلیم ذہنی پر مستزاد تھا۔

مگر ہم وطنوں نے آپ کی بات کم مانی، اور آپ کو، آپ کے ساتھیوں کو، جو خدا کی راہ میں ساتھ دے رہے تھے، طرح طرح سے ستانا شروع کیا،[1] جب اذیت کا پانی

(۱) اس زمانے میں بھی چند مدینے والے مسلمان ہوئے تو وہاں ایک معلم بھیجا گیا (یعنی حضرت مصعب بن عمیر جو مقری کہلاتے تھے) تاکہ لوگوں کو قرآن، فقہ اور دینیات کی تعلیم دیں۔ یہ ہجرت سے قبل کا واقعہ ہے (دیکھو سیرت ابن ہشام ص ۲۸۹ تا ص ۲۹۰)۔ اسی طرح بخاری میں ہے "براء صحابی کہتے ہیں کہ صحابہ میں اول مدینہ میں مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے اور قرآن کی تعلیم دینے لگے" (بخاری، کتاب التفسیر)

سر سے اونچا ہو گیا، تو جو لوگ ہجرت کر سکتے تھے، گھر بار چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور آخر آپ ﷺ بھی ان سے جا ملے، اور وہاں امت کی سیاسی تنظیم و تشکیل شروع فرمائی۔ ہجرت کے بعد جو سورہ سب سے پہلے نازل ہوئی، وہ سورہ بقرہ ہے۔ اور اسی میں مشہور آیت مداینہ (اصول قرض دہی) بھی ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ..... وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَاِنْ لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ،....وَلاَ تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰى اَلاَّ تَرْتَابُوْا﴾

(قرآن سورۂ بقرہ ۲ ع ۳۸ آیت ۲۸۲)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہیں، جب تم آپس میں کوئی قرض دہی کسی معینہ مدت کیلئے کرو تو اسے لکھ لیا کرو..... اور اپنے مردوں میں سے دو گواہوں کی شہادت حاصل کرو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں..... اور کاہلی نہ کرو اس کے لکھنے سے چھوٹا ہو یا بڑا اس کے وعدہ تک۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور گواہی کے لئے زیادہ سیدھی اور مضبوط، اور اس بات سے زیادہ قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو۔

اس آیت کے نازل ہونے سے لکھنے پڑھنے پر توجہ بڑھ ہی گئی ہو گی۔[1]

(۱) قرض دہی کے علاوہ حدیثوں میں وصیت کو بھی لکھ رکھنے کا حکم ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" کسی مسلمان کو جس کے پاس وصیت کے لائق کچھ مال ودولت ہو تو یہ مناسب نہیں کہ دو راتیں اس طرح گزارے مگر یہ کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی رکھی ہو۔ (الاَّ وَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ)" (بخاری ج ۱ کتاب الوصایا)۔

لکھنے پڑھنے کی عام ترویج کا انتظام:

مدینہ منورہ آنے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے سب سے پہلا کام جو کیا وہ مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔ اس عمارت کے ایک حصہ میں سائبان اور چبوترہ (صُفّہ) بنایا گیا۔ یہ اولین اسلامی اقامتی جامعہ تھی۔ رات کو طلبہ اس میں سوتے، اور اساتذہ مامور کیے گئے جو دن کو انہیں وہاں لکھنے پڑھنے اور مسائل دین وغیرہ کی تعلیم دیتے، چنانچہ عبد اللہ بن سعید بن العاصؓ جو خوشخط تھے، اور زمانہ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے۔ انہیں وہاں لکھنا سکھاتے [1]۔ اسی طرح عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ انہیں رسول اکرم ﷺ نے اس بات پر مامور کیا کہ صُفّہ میں لوگوں کو لکھنا سکھائیں اور قرآن پڑھائیں [2] مدینے میں ۲ ھ میں ایک اور اقامتی درسگاہ دار القراء کا بھی پتہ چلتا ہے [3]۔

ہجرت پر مشکل سے ایک سال گزرا تھا کہ رمضان ۲ ھ میں بدر کا معرکہ پیش

(۱) اسد الغابہ لابن الاثیر ۱۷۵/۳۔ استیعاب لابن عبد البر جلد دوم ص ۳۹۳۔ الاصابہ لابن حجر نمبر (۱۷۶۹) ان کا نام زمانہ جاہلیت میں الحکَم تھا۔ رسول اللہ نے عبد اللہ سے موسوم فرمایا، صفہ کی درس گاہ میں تعلیم پانے والوں کی کثیر تعداد کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک قبیلہ تمیم سے ۷۰، ۸۰ طلب آئے تھے، ابن عبد البر لکھتے ہیں:

کان فی وفد تمیم سبعون او ثمانون رجلاً فاسلموا ویقیموا فی المدینۃ مدۃ یتعلمون القرآن والدین. (قبیلہ تمیم سے ستر یا اسی اشخاص اسلام لائے اور مدینہ میں ایک مدت تک ٹھہر کر قرآن سیکھا اور دینی تعلیم حاصل کی) (استیعاب)

(۲) التراتیب الاداریہ لعبد الحی الکتانی ۴۸/۱ (بحوالہ ابوداؤد)

(۳) الکتانی ۵۶/۱۔

آیا جس میں دشمن کی تعداد مسلمانوں سے تگنی تھی [1] پھر یہ کامیاب رہے اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔ ان اسیروں سے جو برتاؤ کیا گیا اس پر آدمی سر دھننے پر مجبور ہو جاتا ہے، چنانچہ دشمن کی رہائی کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ جو قیدی لکھنا پڑھنا جانتا ہو وہ دس دس مسلمان بچوں کو اس فن کی تعلیم دے۔ [2] کیوں نہ ہو کہ ”نبی الملحمۃ“ [3] ساتھ ہی ”مدینۃ العلم“ [4] بھی تھا۔

بعض دقیقہ رس محدثوں نے اس واقعہ کا خوب عنوان باندھا ہے ”مشرک کو استاد بنانے کا جواز“ یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ تعلیم پھیلانے کے متعلق مستقل سیاست ہی کی پیش رفت و تکمیل تھی۔

رسول کریم ﷺ اکثر فرمایا کرتے: ”بُعِثْتُ مُعَلِّمًا“ [5] (میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں) اسی طرح آپ بچوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ اپنے پڑوسیوں سے علم سیکھیں [1]۔

(۱) مسلمانوں کے پاس تین سو سے کچھ ہی زائد سپاہ تھی، دشمن کی تعداد مؤرخوں نے ساڑھے نو سو لکھی ہے (طبری ص ۱۲۹۸، ص ۱۳۰۴، نیز ابن ہشام ص ۴۴۳) تفصیل کیلئے دیکھئے میری کتاب: عہد نبوی کے میدان جنگ، عنوان ”غزوہ بدر“۔

(۲) طبقات ابن سعد، ۱/۲ ص ۱۴، سہیلی: الروض الانف جلد ۲ ص ۹۲، مسند احمد بن حنبل ۲۴۷/۱، نیز کتاب الاموال ص ۱۱۶ نمبر ۳۰۹۔ مصنف عبد الرزاق میں بھی ان کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

(۳) ابن تیمیہ، ذہبی، ماوردی، طبری وغیرہ نے اسے حدیث قرار دیا ہے۔ طبرانی کبیر میں ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں: ”انا نبیُّ الملحمۃ، انا مدینۃُ العِلم. مستدرک حاکم، طبرانی کبیر، اس کے راوی ہیں، جامع صغیر ج ۱ ص ۳۶۹۔

(۴) چاہے یہ الفاظ حدیث میں ثابت نہ ہوئے ہوں، مفہوم کی صحت پر کسی کو اعتراض نہیں۔

(۵) سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء، ابن عبد البر، مختصر بیان العلم ص ۱۵ نیز مشکوٰۃ، کتاب العلم بحوالہ دارمی۔

اور اپنے پڑوس کی مسجد میں سبق پڑھا کریں۔[۲] مورخ بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ عہد نبوی میں مدینہ میں نو مسجدیں تھیں۔[۳] پنج وقتہ نمازیں لوگ وہیں پڑھتے لیکن نماز جمعہ کے لئے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں جمع ہو جاتے۔ مورخ بیان کرتے ہیں کہ اہل جواثا نے (جو بحرین یعنے موجودہ الحسا میں ہے) ایک مسجد تعمیر کی جو مدینہ کی مسجد کے بعد پہلی جامع مسجد تھی۔ اصل میں آں حضرت ﷺ نے انہیں لکھ بھیجا تھا کہ "فلاں فلاں جگہ مسجد بناؤ۔۔۔۔ اور ایک روایت میں: مسجد بناؤ اور فلاں فلاں کام کرو۔۔۔۔۔ ورنہ میں تم سے جنگ کروں گا۔[۴] یقیناً یہاں بھی درس و تدریس کا انتظام ہوا ہوگا۔

اسی طرح جب عمرو بن حزمؓ کو یمن کا عامل (گورنر) بنا کر بھیجا گیا تو انہیں فرائض منصبی کے متعلق ایک تحریری ہدایت نامہ دیا گیا، اس میں انتظامی امور کے علاوہ تعلیم کی اشاعت کے بھی احکام ہیں۔[۵]

مورخ طبری نے ۱۱ھ کے واقعات میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو ناظر تعلیمات بنا کر یمن بھیجا، جہاں وہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دورہ

(۱) الکتانی: التراتیب الاداریہ ج۱ ص ۴۱ بحوالہ اصابہ، ابن الخزاعی۔

(۲) ابن عبدالبر: مختصر، بیان العلم ص ۴۱۔

(۳) بلاذری: انساب الاشراف (مخطوط قاہرہ) ج۱ ص ۴۲۰۔

(۴) پورا متن میری کتاب: الوثائق السیاسیہ میں نمبر (۷۷) بحوالہ بخاری، ابن طولون، یاقوت وغیرہ دیکھئے۔

(۵) الوثائق السیاسیہ نمبر (۱۰۵) بحوالہ ابن ہشام، طبری وغیرہ۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: استعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن حزم علی اهل نجران وهو ابن سبع عشرة سنة لیتفقههم فی الدین ویعلم القرآن (رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو اہل نجران پر گورنر بنا کر بھیجا۔۔۔۔ اور وہ سترا سال کے تھے۔۔۔۔ کہ قرآن پڑھائیں اور دینی تعلیم دیں۔ (ابن عبدالبر: الاستیعاب)

کیا کرتے اور مدارس کی نگرانی و انتظام کرتے۔[۱]

مرد ہی نہیں، عورتیں بھی اس تعلیمی سیاست کا موضوع تھیں، آں حضرت ﷺ نے ہفتہ میں ایک دن عورتوں کی تعلیم و تذکیر کے لئے مخصوص فرما رکھا تھا۔[۲] موطا کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ام المومنین حضرت حفصہؓ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔[۳] نیز ابوداؤد[۴] و عبدالرزاق[۵] کی حدیث ہے

(۱) تاریخ طبری (طبع یورپ) سلسلہ اول ص ۱۸۵۲ تا ص ۱۸۵۳ و ص ۱۹۸۱، مورخ ابن خلدون بھی لکھتے ہیں: "بعث النبی ﷺ معاذ بن جبل معلماً لا هل الیمن وحضر موت۔" (رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن والوں اور حضر موت کا معلم بنا کر روانہ فرمایا۔)

قارہ اور عضل نامی دو قبیلے مشرف بہ اسلام ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے چھ مدرس مقرر فرمائے۔

قد بعث رسول اللہ ﷺ الی عضل وقارة مرثد بن ابی مرثد، عاصم بن ثابت، حبیب بن عدی، خالد بن البکیر، زید بن دثنة، عبد اللہ بن طارق، لیفقهو هم فی الدین ویعلموهم القرآن وشرائع الاسلام۔۔۔۔

(ابن عبدالبر: الاستیعاب)

رسول اللہ ﷺ نے عضل اور قارہ قبیلہ کے لئے مرثد بن ابی مرثد، عاصم بن ثابت، حبیب بن عدی، خالد بن بکیر، زید بن وثنہ، عبداللہ بن طارق کو روانہ فرمایا تھا کہ یہ قرآن پڑھائیں، دینی تعلیم اور شریعت اسلامیہ کا درس دیں۔۔۔۔

(۲) بخاری ج۱، کتاب العلم، باب: هل یجعل للنساء علی حدة فی العلم۔

(۳) موطا امام مالکؒ میں زید بن اسلم سے روایت ہے کہ "ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو یونس کو حکم دیا کہ ان کیلئے ایک مصحف لکھ دیں" نیز عمرو بن رافع کہتے ہیں کہ "میں ام المومنین حضرت حفصہؓ کے لئے مصحف لکھا کرتا تھا۔۔۔۔" امام مالک: موطا، کتاب الصلواة، الصلواة الوسطی۔

(۴) سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب الرقی نیز بلاذری: فتوح البلدان ص ۴۷۳۔

(۵) مصنف عبدالرزاق ج۴ کتاب الجامع باب الرقیٰ۔

کہ ام المومنین حفصہؓ نے آں حضرت ﷺ کے علم واجازت سے اپنی ایک رشتہ دار خاتون شفا بنت عبداللہ سے (جو خوب پڑھی لکھی تھی)، لکھنا سیکھا تھا۔ یہاں اس پہلو کو طول دینے کی ضرورت نہیں، سوائے اس کے کہ زنانہ تعلیم پر اس توجہ کا ہی نتیجہ تھا کہ بعد کے زمانے میں عورتیں مختلف علمی میدانوں میں مردوں کے ساتھ مسابقت کرنے لگیں، چنانچہ زیر اشاعت صحیفۂ ہمام کے مخطوطۂ دمشق کے سماعات میں (جو آگے اپنی جگہ درج ہیں)، ایک معلّمہ کا بھی تذکرہ ہے یعنی ام الفضل کریمہ بنت ابی الفراس نجم الدین القرشیہ الزبیریہ، جس نے اپنے گھر میں ایک مدرسہ حدیث کھول رکھا تھا۔ اسی طرح ابو عبید قاسم بن سلام (۱۵۴ھ تا ۲۲۴ھ) کی کتاب الاموال، جو مالیہ حکومت (فینانس) کے دقیق مسائل پر مشتمل ہے، بسم اللہ کے بعد ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے (یہ کتاب اب مصر میں چھپ گئی ہے):

> قُرِیَ علی الشیخۃ الصالحۃ الکاتبۃ، فخر النساء شہدۃ بنت ابی نَصُراحمد بن الفَرَج بن عُمَر الاِبری الدِینوَرِی بمنزِلِھا بِبَغْدَادَ.
>
> نکوکار وخوش نویس پروفیسر فخر النساء شہدۃ کو (جو سوزن ساز یعنی سوئی بنانے والے ابو نصر احمد بن الفرج بن عمر دینوری کی دختر ہیں) بغداد میں ان کے گھر پر سنا کر سند حاصل کی گئی۔

اسلام کی ابتدائی صدیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے ہوں تو حدیث یا رجال کی کتابیں دیکھ لی جائیں جن میں راویوں کے ناموں میں عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین کی خادمات علم کے نام کثرت سے مل جائیں گے۔

تدوین حدیث :

تعلیم کے بارے میں آں حضرت ﷺ کی عام سیاست کے جو اثرات پیدا ہوئے، یہ ان میں سے کے چند نمونے اور مثالیں ہیں لیکن ہمیں تدوین حدیث کے مسئلے سے ہی یہاں خاص بحث ہے۔ حدیث یعنی حدیث نبوی میں رسول اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات (یعنی کسی صحابی کو کچھ کرتے دیکھ کر اسے روا اور برقرار رکھنا) تینوں شامل ہیں۔ انہیں کا تذکرہ حدیث کی کتابوں میں ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کتابوں کی تالیف کا آغاز کب ہوا؟ اور موجودہ مروجہ کتابوں پر کوئی غیر جانبدار شخص کس حد تک اعتماد کر سکتا ہے؟ واضح رہے کہ زیر اشاعت صحیفۂ ہمام بھی حدیث ہی کی ایک تالیف ہے۔

بدیہی طور پر یہ ایک محال بات ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جو کچھ کہا، کیا، یا اوروں میں روا رکھا، یہ سب کا سب لکھا اور مدوّن کیا گیا ہو۔ یہ انسانوں کا نہیں فرشتوں کا کام ہے۔: "کِرَاماً کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ. (سورۃ ۸۲، آیت ۱۱) (یعنی تم جو کچھ کرتے ہو، اسے شریف، لکھنے والے فرشتے خوب جانتے ہیں) اسی طرح یہ بدگمانی بھی بے بنیاد ہے کہ عہد نبوی میں کچھ لکھا ہی نہیں گیا کیونکہ واقعات اس کے خلاف ہیں جیسا کہ آگے نظر آئے گا۔ بہر حال اسی امی امت نے اپنے نبی کی جو حدیثیں اپنی آنکھ دیکھی اور کان سنی باتوں کی بناء پر لکھی ہیں وہ اس سے کہیں بڑھا چڑھا ہے جو دوسری امتوں نے اپنے انبیاء کے متعلق بروقت لکھا ہو۔ بالکل اسی طرح جس طرح یہ امی امت دوسروں پر اپنے آغاز کار ہی میں فتوحات ملکی اور دور دراز براعظموں میں دین کی نشر واشاعت کے بارے میں بھی غیر معمولی فوقیت رکھتی ہے۔

لیکن نہ محض خوش اعتقادی کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس میں کوئی جرح کہ کسی

جویائے حق کی طرح آغاز شک اور "معلوم نہیں" سے کریں اور سوائے ایسی چیز کے جس سے انکار کی مجال نہ رہے کسی بات کو نہ مانیں۔

ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ اس زمانے میں غریب عربی خط کا کیا حال تھا اور عربوں میں لکھنا پڑھنا جاننے والوں کی تعداد کتنی تھی۔ جب "سیکھو اور سیکھاؤ" کا حکم نبی کریم ﷺ نے اپنے پیروؤں کو دیا تو ان امیوں لیکن مخلص و مستعد فداکاروں کے لئے یہ چیلنج تھا۔ اب ہم دیکھیں گے کہ وہ اس سے کس طرح عہدہ برا ہوئے۔

عہد نبوی میں سرکاری طور پر لکھی ہوئی حدیثیں:

(الف) جب مکی مسلمان مدینہ ہجرت کر گئے تو انہوں نے وہاں ایک حکومت اور شہری مملکت کی بنیاد بھی رکھی۔ رسول اکرم ﷺ نے وہاں کے سب باشندوں یعنی مہاجرین، انصار، یہود، تاحال اسلام نہ لائے ہوئے عربوں وغیرہ سے مشورہ کیا اور ایک دستور مملکت نافذ فرمایا۔ یہ تاریخ عالم میں سب سے پہلا "تحریری دستور مملکت"[1] ہے۔ اس میں حاکم و محکوم دونوں کے حقوق وواجبات کی تفصیل ہے اور ابتداء یوں ہوئی ہے: "پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ ایک تحریر ہے جو قریش اور یثرب کے مومنوں اور مسلمانوں اور ان لوگوں کے درمیان (مؤثر) ہے جو ان (مسلمانوں) کے تابع ہوں، ان سے آملیں اور جنگ میں ان کے ساتھ حصہ لیں، یہ حقیقت میں (دنیا کے) سارے لوگوں سے علیحدہ ایک مستقل امت ہیں..... وغیرہ"

(۱) متن کے لئے الوثائق السیاسیہ نمبر (۱) بحوالہ ابن ہشام، ابوعبید و ابن سید الناس وغیرہ اور تفصیلی بحث کے لئے اردو میں میری تالیف "عہد نبوی کا نظام حکمرانی" باب سوم، عربی میں روئیداد موتمر دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد ۱۹۳۵ء اور انگریزی میں اسلامک ریویو (واکنگ) اگست تا نومبر ۱۹۴۱ء۔

یہاں "یہ ایک تحریر ہے" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ضرور ہے کہ یہ کوئی لکھی ہوئی تحریری چیز ہو[1]۔ باون دفعات کے اس دستور میں نفس متن میں پانچ مرتبہ "اهل هذه الصحيفه" (اس دستاویز والوں) کے الفاظ دہرائے گئے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ "یہ تحریر (کتاب) کسی ظالم یا گناہ گار کے برخلاف حائل نہ ہوگی۔" یہ بھی کہا ہے کہ "یثرب کا میدان (جوف) اس صحیفے والوں کے حق میں ایک حرم ہے" اگرچہ نفس دستور میں اس یثربی حرم یعنی شہری مملکت کے حدود کی تفصیل نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ذیلی قواعد کے طور پر اس کو بھی تحریری طور پر منضبط کیا گیا تھا چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند[2] میں روایت کی ہے۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ..... فَإِنَّ الْمَدِيْنَةَ حَرَمٌ حَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَنَا فِيْ أَدِيْمٍ خَوْلَانِيٍّ.

رافع بن خدیج سے مروی ہے..... کہ مدینہ ایک حرم ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے اور یہ ہمارے پاس ایک خولانی چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔

جہاں سیاسی نقطۂ نظر سے حدود مملکت اور رقبۂ سلطنت کا تعین ضروری خیال کیا گیا، وہیں عملی نقطہ نگاہ سے سرحد اندازی بھی لازم تھی چنانچہ مطری نے اپنی تاریخ مدینہ (مَا أَنَسَتِ الْهِجْرَةُ مِنْ مَعَالِمِ دَارِ الْهِجْرَةِ) میں تصریح کی ہے[3] کہ "کعب بن

(۱) محدث عبدالرزاق نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں "إن رسول الله ﷺ وسلم قال في الكتاب الذي كتبه بين قريش والانصار (مصنف عبدالرزاق، کتاب العقول)

(۲) مسند احمد بن حنبل۔ جلد چہارم ص ۱۴۱ حدیث نمبر (۱۰)

(۳) مخطوطہ شیخ الاسلام، عارف حکمت بے، مدینہ منورہ، باب تحریم المدینہ۔

مالک کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا کہ محیص، حُفَیا، ذُوالعَشِیرہ اور نیم (کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر علامت سرحد کے منارے تعمیر کروں"

(ب) اسی طرح ہجرت کے ابتدائی زمانے میں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی مردم شماری کرائی چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے آں حضرت نے فرمایا:

اُكْتُبُوْا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ.

مجھے ان لوگوں کے نام لکھ دو جو اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔

فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ.[۱]

اس پر ہم نے آپ کے لئے پندرہ سو آدمیوں کے نام لکھ دیئے۔

اس میں مرد، عورت، بچے اور بڑے سب شامل معلوم ہوتے ہیں، یہ مردم شماری تحریری طور سے ہونا بیان کی گئی ہے۔ تعداد سے گمان ہوتا ہے کہ یہ ۱ھ کا واقعہ ہوگا۔

(ج) سرکاری دستاویزوں اور معاہدوں، پروانوں کا آغاز ہجرت سے بھی پہلے ہو چکا ہونا نظر آتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں[۲] کہ تمیم داری کو ہجرت سے پہلے بھی فلسطین کا شہر حبرون ایک پروانے کے ذریعے سے یہ کہہ کر جاگیر میں دیا گیا کہ جب یہ شہر خدا کی عنایت سے فتح ہو، تو وہ تمہارا ہے، اسی طرح خود سفر ہجرت میں سراقہ بن مالک مدلجی کو

(۱) بخاری کتاب الجہاد والسیر، باب کتابۃ الامام للناس (کتاب ۵۶، باب ۱۸۱، حدیث نمبر ۱)

(۲) الوثائق السیاسیہ نمبر (۴۳) بحوالہ حلبی، مقریزی، قسطلانی وغیرہ۔

ایک پروانہ امن لکھ کر دیا گیا تھا۔[۱] ان سے قطع نظر کریں تو ایسا نظر آتا ہے کہ ۱ھ میں قبیلہ جہینہ سے حلیفی اور دوستی کا معاہدہ ہو گیا تھا اگرچہ اس کا متن نہیں ملتا، چنانچہ سیف یعنی ساحل بحر (ینبع) کی سمت سے حضرت حمزہؓ کی جو مہم بھیجی گئی اس کے ذکر میں ابن ہشام[۲] وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ "مجدی بن عمرو الجهنی مسلمانوں اور قریشی کارواں کے مابین آڑے آگیا اور یہ دونوں فریقوں کا حلیف (مداد ج) تھا" البتہ صفر ۲ھ کا معاہدہ محفوظ ہے یہ بنی ضمرہ سے ہوا تھا۔ سہیلی[۳] نے اس کا متن یوں نقل کیا ہے: "یہ ایک تحریر ہے محمد رسول اللہ کی بنی ضمرہ کیلئے....." اس طرح کے معاہدوں کا سلسلہ آں حضرت ﷺ کی زندگی بھر جاری رہا۔ بعض عجیب چیزیں بھی پیش آئیں۔

۵ھ میں خندق کے زمانے میں بنی فزارہ اور غطفان سے ایک توثیق طلب یا مسودہ معاہدہ (مراوضہ)[۴] ہوا تھا اور بعد میں میٹ دیا گیا۔

(۱) ایضاً نمبر (۲) بحوالہ ابن ہشام وغیرہ۔

رسول اللہ نے بلال بن حارث المزنی کو قبیلہ کی معدنوں کا ٹھیکہ دیا تھا اس کی پوری سند کا جو متن رسول اللہ نے انہیں تحریر میں لکھ دیا تھا وہ ابوداؤد کتاب القطائع میں موجود ہے۔ نیز موطا کتاب الزکوٰۃ نیز کتاب الاموال میں بھی تذکرہ ہے۔ ابو عبید قاسم بن سلام اور مورخ بلاذری کا بیان ہے کہ "بلال بن حارث کی اولاد نے ایک جریدہ میں رسول اللہ کا فرمان پیش کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس فرمان مبارک کو چوما اور آنکھوں سے لگایا" ابو عبید: کتاب الاموال ص ۳۳۹ نمبر ۸۶۶ نیز بلاذری: فتوح البلدان ص ۱۳۔

(۲) سیرۃ رسول اللہ لابن ہشام (طبع یورپ) ص ۴۱۹۔

(۳) الروض الانف ۵۸/۲ تا ۵۹ نیز الوثائق السیاسیہ نمبر (۱۳۹) بحوالہ ابن سعد وغیرہ۔

(۴) الوثائق السیاسیہ نمبر (۸) بحوالہ ابن ہشام وطبری۔

سنہ ۶ھ کے صلح نامہ حدیبیہ کے الفاظ پر جھگڑا مشہور ہے جس پر آں حضرت ﷺ نے آخر حکم دیا تھا کہ بعض لکھے ہوئے الفاظ میٹ دیے جائیں [1]۔

سنہ ۹ھ کے غزوہ تبوک کے متعلق مورخ لکھتے ہیں کہ دُومَۃُ الجَندل کے حکمراں اُکیدر بن عبد الملك بن عبد الجن الجیری نے جب اطاعت کا معاہدہ [2] کیا تو آں حضرت نے دستاویز پر "اپنے ناخن سے مہر فرمائی" (خَتَمَہٗ بظفرہ [3]) یہ اصل میں اکیدر کے وطن حیرہ والوں کا قدیم رواج تھا کہ معاہدوں پر انگوٹھے کا نہیں بلکہ ناخن کا نشان لیتے تھے اور اس سے ہلال کی شکل کی ایک لکیر پڑ جاتی تھی، چنانچہ آثار قدیمہ کی کھدائیوں میں پختہ اینٹوں پر کندہ کئے ہوئے زمانہ قبل مسیح کے جو معاہدے نکلے ہیں، ان پر نہ صرف ایسی علامتیں موجود ہیں بلکہ یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ "بغرض توثیق ناخن کا نشان ثبت کیا [4]"۔

(د) آں حضرت ﷺ نے قیصر و کسریٰ، مقوقس و نجاشی وغیرہ حکمرانوں کو

(۱) سیرۃ ابن ہشام ص ۷۴۷۔

(۲) متن کیلئے الوثائق السیاسیہ نمبر (۱۹۰) نیز ابو عبید قاسم بن سلام: کتاب الاموال ص ۱۹۵ نیز ص ۵۰۸، ابو عبید قاسم بن سلام (المتوفی ۲۲۴ھ) لکھتے ہیں کہ "خود میں نے اس تحریر کو پڑھا اور وہ ایک سفید چمڑے پر لکھا ہوا تھا اور میں نے حرف بہ حرف اس کی نقل لے لی۔"

(۳) طبقات ابن سعد جلد دوم حصہ اول ص ۱۲۰، نیز تراتیب کتانی ۱/۱۷۹ بحوالہ اصابہ لابن حجر و وہب بن اکیدر نیز اکیدر بن عبد الملک۔

(۴)

Oluf Krueckman, Neue babylonische Recht und verwaltungstexte text 87, tafel 38, ch edwards, the hammurabi code, p.11; Missner, Babylonien und Assyrien, 1,179.

تبلیغی خط بھیجے تھے ان میں سے قیصر کا موسومہ اصل خط حال حال تک موجود تھا۔ [1] مقوقس، نجاشی اور المنذر بن ساویٰ کے خطوط کی اصلیں موجود و معروف ہیں۔ [2] ابن عساکر نے اپنی "تاریخ دمشق" میں لکھا ہے [3] کہ ابو العباس عبد اللہ بن محمد نے شہر ایلہ والوں سے ان کا معاہدہ نبوی تین سو اشرفی میں خرید کیا۔ کسریٰ کے متعلق مروی ہے کہ اس نے نامہ مبارک کو پوری طرح سنے بغیر چاک کر دیا تھا [4] یہ سب بھی تحریری ہی چیزیں تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کے کاتب "زید بن ثابتؓ نے رسالت مآب ﷺ کے حکم

(۱) میری تالیف "رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی" میں باب "مکتوب نبوی بنام قیصر روم"۔

(۲) ایضاً باب "مکتوبات نبوی کے دو اصول"۔

(۳) ابن عساکر: تاریخ دمشق طبع جدید (شائع کردہ صلاح الدین المنجد) جلد اول ص ۳۲۰۔

(۴) صحیح بخاری کتاب العلم باب ما یذکر فی المناولۃ نیز تاریخ طبری ۶ھ کے واقعات ص ۱۵۷۲ مطبوعہ لیڈن ہالینڈ بخاری کتاب الجہاد میں عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ایک نامہ مبارک (عبد اللہ بن حذافہ کو دے کر) کسریٰ (شاہ ایران) کے پاس بھجوایا۔ (بَعَثَ بکتابہ الی کسری) آپ نے (عبد اللہ بن حذافہ کو) حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے حاکم (منذر بن ساوی) کو دینا وہ کسریٰ کو پہنچا دے گا۔ (منذر نے ایسا ہی کیا) کسریٰ نے وہ خط پڑھ کر پھاڑ ڈالا۔"

اسی بخاری کتاب الجہاد میں عبد اللہ بن عباس ہی بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے قیصر (روم) کو دعوت اسلام کا ایک خط لکھ کر دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا (کتب الی قیصر یدعوہ الی الاسلام وبعث بکتابہ الیہ مع دحیۃ الکلبی) اور دحیہ کلبی سے فرمایا یہ مکتوب بصریٰ کے حاکم (حارث بن ابی شمر) کو پہنچا دینا وہ قیصر کو پہنچا دے گا۔"

بخاری کتاب العلم میں ایک اور واقعہ کا تذکرہ ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے فوج کے ایک سردار کو ایک مکتوب لکھ دیا (کَتَبَ لامیر السَّرِیَّۃِ کتابًا) اور فرمایا کہ اس کو کھول کر پڑھنا نہیں جب تک تو فلاں مقام پر نہ پہنچ جائے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا تو اس نے لوگوں کو وہ مکتوب پڑھ کر سنایا اور آں حضرت ﷺ کا حکم ان کو بتلایا۔" (بخاری ج ۱ کتاب العلم)

سے یہودیوں کی زبان اور تحریر سیکھی تھی[1]۔ مورخ طبری کے علاوہ محدث ابوداؤد اور امام بخاری لکھتے ہیں کہ "زید بن ثابتؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے یہودیوں کی کتابت سیکھی تھی اور رسالت مآب ﷺ جو مراسلے ان کو لکھتے یا جو مراسلے وہ لکھتے زیدؓ بن ثابت ان کو پڑھ کر سنایا کرتے تھے[2]۔"

(ھ) انتظامی ضرورتوں سے اکثر موقع پیش آتا رہتا تھا کہ آں حضرت ﷺ جزیرہ نمائے عرب کے اطراف واکناف میں اپنے ہر جگہ کے گورنروں، قاضیوں، تحصیلداروں، وغیرہ کو وقتاً فوقتاً اپنی ہدایتیں بھیجیں، یا پیچیدہ گتھیوں میں یہ افسر کچھ دریافت یا استصواب کریں تو اس کا جواب بھیجیں۔ اس کا پھر متواتر ذکر ملتا ہے کہ اواخر حیات میں آں حضرت نے زکوۃ یعنی زراعت، ریوڑوں، معدنیات، وغیرہ، میں حکومت کو واجب الطلب محصول کی شرحیں تحریر کروائیں لیکن اضلاع وغیرہ میں بھیجنے سے قبل آپ کا انتقال ہو گیا اور یہ کہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ وغیرہ خلفاء نے اس پر عمل کیا[3]۔

(۱) بلاذری، فتوح البلدان ص ۵۱۳۔

(۲) بخاری نیز ابوداؤد نیز تاریخ طبری ص ۱۴۶۰ ۴ھ کے واقعات۔

(۳) سنن دار قطنی، ابوداؤد، طبرانی، دارمی، کنز العمال وغیرہ میں اس کا متن ہے۔

سنن ابوداؤد کتاب الزکوۃ اور ترمذی کتاب الزکوۃ میں عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ نے زکوۃ کی کتاب لکھی مگر آپ ان کو اپنے عاملوں کو بھیجنے نہ پائے تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ نے اس کو اپنی تلوار سے لگا رکھا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس پر عمل کیا، یہاں تک کہ وفات پائی پھر حضرت عمرؓ نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ وفات پائی"۔

اسی ابوداؤد میں "ابن شہاب زہری (۵۱ھ-۱۲۵ھ) کہتے ہیں کہ میں نے اس تحریر کو پڑھا اور وہ حضرت عمرؓ کی اولاد کے پاس تھی اور عمر بن عبدالعزیزؒ (المتوفی ۱۰۱ھ) نے اس تحریر کی نقل کروائی۔

ان مثالوں کے دینے سے غرض صرف یہ ہے کہ اس طرح کی حدیثیں یعنی سیاسی دستاویزیں جو عہد نبوی سے تعلق رکھتی ہیں تحریری ہی ہو سکتی ہیں کیونکہ اس کے بغیر ان کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ خطوط پر ثبت کرنے کے لئے آں حضرت کا ایک مہر تیار کرانا بھی معروف واقعہ[1] ہے ایسی دستاویزوں یعنی تحریری حدیثوں کو اکٹھا کرنے کی کوششوں کا آغاز عہد صحابہ ہی میں شروع ہوا، جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ اس عاصی پر معاصی نے بھی اس سعادت کے حصول کی بساط بھر کوشش کی اور اگلوں پچھلوں کی کوششوں کو یکجا کر کے "الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ" مصر میں شائع کی۔ اس میں خاص عہد نبوی کی دو سو سے زائد دستاویزیں ہیں۔

حضرت عمرؓ نے زکوۃ سے متعلق جو تحریر لکھی تھی وہ امام مالک (المتوفی ۱۷۹ھ) کی کتاب موطا کتاب الزکوۃ میں محفوظ ہے اور خود مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے حضرت عمرؓ کی کتاب صدقہ کو پڑھا۔"

(۱) کتانی ۱/۱۷۷ (بحوالہ بخاری، ترمذی وغیرہ) صحیح بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ "جس وقت رسول کریم ﷺ نے شاہ روم (دوسری روایت میں عجم کے لوگوں) کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ صرف مہر شدہ مکتوب ہی پڑھتے ہیں، چنانچہ رسالت مآب نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں اس کی سفیدی گویا اب بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا اور اس انگوٹھی کا نگینہ حبشی عقیق تھا" (بخاری ج ۲۴، کتاب اللباس، نیز مسلم، کتاب اللباس)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ "جب ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے مصدق بنا کر بھیجا اور زکوۃ کے مسئلے لکھ دیئے اور اس پر "محمد رسول اللہ" کندہ تھا۔ محمد ایک سطر میں، رسول ایک سطر میں اور اللہ ایک سطر میں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آں حضرت کی انگشتری آپ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت ابو بکرؓ کے اور پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں اور پھر جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو وہ آریس کے کنوئیں پر بیٹھے تھے اور انگشتری کو ہاتھ سے نکالتے کبھی پہنتے کہ ناگاہ وہ کنوئیں میں گر پڑی۔ انسؓ کہتے ہیں کہ تین دن تک ہم لوگ حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس انگوٹھی کو تلاش کرتے رہے کنوئیں کا سارا پانی نکلوا ڈالا لیکن انگوٹھی نہ نکلی۔" (بخاری ج ۲۴، کتاب اللباس)

اس کتاب کا نیا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ اس میں عہد نبوی کے مزید چالیس ایک معاہدے جو بعد میں ملے، اضافہ کئے گئے ہیں۔

کتابت کی بعض اتفاقی صورتیں:

صحیح بخاری[۱] وغیرہ[۲] نے روایت کی ہے کہ ۸ھ میں فتح مکہ پر آں حضرت ﷺ نے حقوق انسانی وغیرہ اہم مسائل پر خطبہ دیا۔ ایک یمنی شخص ابو شاہ وہاں حاضر تھا۔ اس نے درخواست کی، یا رسول اللہ مجھے یہ لکھ دیجئے۔ آں حضرت ﷺ نے حسبِ حکم دیا کہ وہ خطبہ اسے قلم بند کر دیا جائے (اُكْتُبُوْهُ لِأَبِيْ شَاه)

عتبان بن مالک انصاری کے متعلق روایت ہے کہ انہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے کسی خطبے کی ایک بات بڑی پیاری معلوم ہوئی۔ اس پر یاد داشت کے لئے انہوں نے اسے لکھ لیا[۳]۔

عہد نبوی میں اہتمام کے ساتھ حدیث کی تدوین:

اگرچہ ایسی روایتیں نایاب نہیں کہ آں حضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کو قرآن کے سوا آپ سے سنی ہوئی کسی چیز کے لکھنے کی ممانعت فرمائی ہو[۴] جس پر لکھی ہوئی چیزیں میٹ دی گئیں بلکہ ایک مرتبہ تو کہتے ہیں کہ خاصی بڑی تعداد میں جلا دی بھی

(۱) صحیح بخاری ج ۱، ۲۴، باب کتابۃ العلم۔

(۲) سنن ابی داؤد باب کتاب العلم۔ ترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصۃ فیہ۔

(۳) ڈاکٹر زبیر صدیقی کا مقالہ روئیداد اجلاس اول ادارہ معارف اسلامیہ لاہور (صفحہ ۶۳ تا ۷۱) بعنوان:

(Ahadith were Recorded during the lifetime of Muhammad)

(۴) مثلاً ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی کراھیۃ کتابۃ العلم۔ نیز خطیب بغدادی کی کتاب تقیید العلم میں تفصیلی بحث۔ یہ کتاب اب چھپ گئی ہے۔

گئیں[۱] لیکن غور سے چھان بین کرنے پر نظر آتا ہے کہ اس کا تعلق یا تو ابتداء اسلام سے تھا یا ایسے لوگوں کے متعلق جو تازہ مسلمان ہوئے تھے اور قرآن و حدیث میں فرق نہ کر سکتے تھے۔ جنہیں قرآن خوب یاد ہو گیا اور جن کی صلاحیتوں سے اطمینان تھا تو آں حضرت ﷺ نے انہیں حدیث لکھنے کی نہ صرف خوشی سے اجازت دی بلکہ ترغیب بھی دی۔ ذیل کے واقعات سے اس پر روشنی پڑتی ہے۔

(الف) ترمذی[۲] کی روایت ہے کسی انصاری صحابی نے ایک دن آں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی اور کہا کہ ہر روز وعظ و تذکیر میں آپ جو اہم اور کار آمد باتیں فرماتے ہیں وہ مجھے اچھی معلوم ہوتی ہیں لیکن وہ مجھے یاد نہیں رہتیں۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: "اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو۔" (یعنی لکھ لیا کرو) انہوں نے اس اجازت سے فائدہ اٹھایا ہوگا لیکن مزید تفصیلیں معلوم نہیں۔

(ب) ایک مماثل واقعہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص القرشیؓ کے متعلق مروی ہے[۳]۔ یہ آں حضرت ﷺ کی اجازت سے ملفوظات نبوی لکھ لیا کرتے تھے تاکہ انہیں یاد رکھ لیں۔ لوگوں نے انہیں منع کیا کہ رسول اللہ ایک بشر ہیں کبھی خوشی اور کبھی خفگی کی حالت میں ہوتے ہیں اس لئے بلا امتیاز آپ کی ہر بات کو لکھ لینا مناسب نہیں۔ بات معقول تھی اس لئے رسول اللہ کے پاس آئے اور پوچھا "کیا جو بھی آپ سے سنوں اسے لکھ سکتا ہوں؟" آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں۔ مزید اطمینان کے لئے

(۱) مسند احمد ابن حنبل جلد سوم ص ۱۲ تا ۱۳ سطر (۳۱) وما بعد۔

(۲) ترمذی: ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصۃ فیہ۔

(۳) ترمذی حوالہ بالا نیز سنن ابی داؤد کتاب العلم، مسند ابن حنبل (طبع جدید) احدیث نمبر ۶۵۱۰، ۶۸۰۲، ۶۹۳۰، ۷۰۱۸، ۷۰۲۰، نیز ابن سعد، ابن عبد البر سنن ابی داؤد میں (کتاب العلم) وغیرہ۔

پوچھا: "کیا رضا مندی اور غضب ہر حالت میں؟" اس پر آں حضرت ﷺ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "بخدا اس سے جو بھی نکلتا ہے وہ حق بات ہی ہوتی ہے" صحیح بخاری[۱] میں وہب بن منبّہ نے اپنے بھائی ہمام ـــــــ یعنی زیر اشاعت صحیفے کے مؤلف ـــــــ سے روایت کی ہے، کہتے ہیں: "میں نے ابو ہریرہؓ کو کہتے سنا کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں آپ ﷺ کی حدیثیں بیان کرنے والا مجھ سے زیادہ کوئی نہیں، بجز عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ (بروقت) لکھا کرتے تھے، اور میں نہیں لکھتا تھا ـــــ یہی حدیث معمر نے ہمام سے (اور انہوں نے) ابو ہریرہؓ سے بیان کی ہے۔ "عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے اپنے پاس جمع کردہ ذخیرہ حدیث کا نام "الصحیفة الصادقة" رکھا[۲]۔ کہتے ہیں کہ اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں[۳]۔ یہ نسخہ ان کے خاندان میں عرصے تک محفوظ رہا، چنانچہ ان کے پوتے عمرو بن شعیب، اسی کو ہاتھ میں رکھ کر روایت کرتے اور درس دیتے تھے[۴]۔ اللہ امام احمد بن حنبلؒ پر ہزار رحمتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے ـــــ صحیفہ ہمام ہی کی طرح، جس کا ہم آگے ذکر کریں گے ـــــ اس کو بھی اپنی ضخیم قابل قدر "مسند" میں مدغم فرما کر ہمارے لئے محفوظ فرمادیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی تالیف کا ذکر ابن منظور نے (لسان العرب،

(۱) بخاری، کتاب العلم باب کتابة العلم، نیز مصنف عبدالرزاق الجزاء الرابع باب کتاب العلم، عبدالرزاق نے معمر سے اور انہوں نے راست ہمام بن منبہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا۔

(۲) طبقات ابن سعد ۴/۲ ص ۸ تا ۹۔

(۳) اسد الغابة لابن الاثیر جلد سوم ص ۲۳۳ جہاں یہ الفاظ ہیں "قال عبد اللّٰه حفظت عن النبی ﷺ الف مثل" یہاں غالباً مادہ ضرب المثلی مراد نہیں ہیں۔ اس حوالے میں کتاب ذصحیفہ صادقہ کا بھی صراحت سے ذکر نہیں ہے۔

(۴) تہذیب التہذیب لابن حجر جلد ہشتم ص ۴۸ تا ۵۵ نمبر (۸۰)

مادہ "ظہم") میں بھی کیا ہے: "حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک دن ہم لوگ عبداللہ بن عمروؓ کے پاس تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا روم؟ اس پر انہوں نے ایک پرانی صندوق منگوائی، اس میں سے ایک کتاب نکال کر اس پر نظر ڈالی پھر کہا: ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کے پاس (بیٹھے) تھے اور جو کچھ فرما رہے تھے، لکھتے جارہے تھے۔ اس اثناء میں آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا روم؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرقل کے بیٹے کا شہر پہلے فتح ہوگا، یعنی قسطنطنیہ۔" اس راویت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ ہی نہیں، صحابہ کی ایک جماعت کی جماعت ملفوظات نبوی کو لکھا کرتی تھی اور یہ خود رسول اکرم ﷺ کے روبرو۔ عبداللہ بن عمروؓ بڑے عابد و زاہد تھے۔ باپ سے بھی پہلے مسلمان ہوئے۔ ذوق علم میں سریانی زبان سیکھ لی تھی[۱]۔ یہ ۶۵ھ میں بہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے[۲]۔

(ج) آں حضرت ﷺ سے آپ کے آزاد کردہ غلام اور خادم ابو رافع نے بھی احادیث لکھ لیا کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اس کی اجازت دی دے[۳]۔ یہ اصل میں قبطی یعنی مصری تھے اور شروع میں حضرت عباسؓ کے غلام تھے[۴]۔ مسلمان ہوئے تو حضرت عباسؓ نے انہیں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کردیا اور آپ ﷺ نے انہیں فوراً آزاد کردیا۔ بظاہر یہ ۸ھ کا واقعہ ہے کیونکہ آں حضرت ﷺ کا ان کو دیا ہوا پروانہ آزادی محفوظ ہے[۵]۔ اور اس کے آخر

(۱) طبقات ابن سعد جلد چہارم حصہ دوم ص ۱۱۔

(۲) ایضاً ص ۱۳۔

(۳) زبیر صدیقی، حوالہ بالا۔

(۴) الروض الانف السہیلی ۷۸/۲۔

(۵) کتانی ۷۴/۱ تا ۲۷۵۔

میں ہے "اسے معاویہ بن ابی سفیان نے لکھا" حضرت معاویہؓ فتح مکہ پر مسلمان ہوئے تھے۔ سنن ابو داؤد[1] میں یہ بھی لکھا ہے کہ قریش نے انہیں غالباً ان کی کاردانی و معاملہ فہمی کی بناء پر، سفیر بنا کر آں حضرت ﷺ کے پاس بھیجا (اسد الغابہ جلد اول ص ۷۷ کے مطابق یہ قدیم الاسلام ہیں غزوہ احد میں شرکت کی تھی، واللہ اعلم)

(د) ان سب سے اہم حضرت انس بن مالک انصاریؓ کا واقعہ ہے۔ جب رسول اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو نو عمر انس کو جو دس برس کی عمر ہی میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے[2]۔ ان کے والدین نے وفور عقیدت سے حکم دیا کہ رسول کریم ﷺ کی خادمی انجام دی، چنانچہ انس رات دن رسول اللہ ﷺ کے مکان میں رہتے اور صرف اسی وقت وہاں سے نکلے جب دس سال بعد رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی۔ اس کے بعد انسؓ بہت دن (۹۱ھ) تک زندہ رہے۔ ظاہر ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی وہ باتیں دیکھنے اور سننے کا موقع ملا جو کسی اور کو آسانی سے نہیں مل سکتا تھا۔ دارمی کی روایت ہے کہ بعد میں انسؓ اپنے بچوں کو ہمیشہ تاکید کیا کرتے تھے کہ "اے میرے بچو! اس علم یعنی حدیث کو قلم بند کر لو" دارمی ہی نے ایک اور روایت کی ہے کہ: "میں نے دیکھا کہ آبان (ایک دن) انسؓ کے پاس بیٹھے (حدیث) لکھ رہے تھے۔" ان کے بچے اور شاگرد کیوں نہ لکھتے جب انسؓ خود اوروں سے زیادہ تدوین حدیث میں مشغول رہے تھے، چنانچہ محدثین کی ایک جماعت[3] نے سعید بن ہلال کی زبانی یہ روایت نقل کی ہے کہ: جب ہم انس بن مالکؓ سے زیادہ اصرار کرتے تو وہ ہمارے لئے ایک چونگہ نکالتے اور کہتے کہ یہ وہ (حدیثیں) ہیں جو میں نے نبی ﷺ سے سنیں اور آپ ﷺ پر

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی "الامام یستجن به فی العهود۔

(۲) اسد الغابہ جلد اول ص ۱۲۸ (یا رسول اللہ! هذا ابنی وهو غلام کاتب)

(۳) المستدرک للحاکم وغیرہ (بحوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی "تدوین حدیث" محاضر و اول۔

پیش کی ہیں۔" یہاں دیکھا جائے گا کہ وہ سنی یا دیکھی ہوئی باتوں کو صرف قلم بند ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اسے خود جناب رسالت کی خدمت میں پیش کرتے اور حسب ضرورت تصحیح و اصلاح کر لیتے۔

عہد نبوی ہی میں صحابہ کرام کے ہاتھوں تدوین حدیث ہونے کے جو واقعات ملتے ہیں، یہ ان میں سے چند ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا اپنی یادداشتوں کو قلم بند کرنا مختلف وجوہ سے روز افزوں ہی ہو گیا۔ ان میں سے چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک صحابی کی تالیف:

یہ مشہور واقعہ ہے کہ آں حضرت ﷺ نے جب عمرو بن حزم کو یمن کا عامل (گورنر) بنا کر بھیجا تو انہیں ایک تحریری ہدایت نامہ دیا[1] جس میں جو احکام اور ہدایات دینی تھیں، درج فرمائیں۔ عمرو بن حزم نے اس قیمتی دستاویز کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اکیس دیگر فرامین نبوی بھی فراہم کئے۔ جو بنی عادیا بنی عریض کے یہودیوں، تمیم داری، قبائل جہینہ و جذام وطئی و ثقیف وغیرہ کے نام موسومہ تھے اور ان سب کی ایک کتاب تالیف کی جو عہد نبوی کے سیاسی دستاویزوں یا سرکاری پروانوں کا اولین مجموعہ خیال کیا جاسکتا ہے۔ اس کی جو روایت تیسری صدی ہجری میں دیبل (پاکستان) کے مشہور محدث ابو جعفر الدیبلی نے کی ہے ۔۔۔ اور جن حالات انساب سمعانی دیبلی، اور معجم البلدان یاقوت دیبل میں بھی ملتے ہیں۔۔۔ محفوظ ہے اور ہم تک پہنچی ہے،

(۱) متن کے لئے الوثائق السیاسیہ (۱۰۵) بحوالہ طبری وغیرہ نیز مسند احمد بن حنبل وابوداؤد و نسائی کے باب الدیات۔

چنانچہ "اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین" کے نام سے ابن طولون نے جو کتاب تالیف کی۔۔۔۔اور جس کا نسخہ بخط مؤلف کتب خانہ "المجمع العلمی" دمشق میں محفوظ ہے۔ نیز جو چھپ بھی گئی ہے۔۔۔۔ اس میں حضرت عمرو بن حزمؓ کی یہ تالیف بطور ضمیمہ شامل اور محفوظ کر دی گئی ہے۔

عہد صحابہ میں عام تدوین حدیث:

(الف) صحیح مسلم[1] کی روایت ہے کہ جابر بن عبد اللہؓ نے حج پر ایک رسالہ تالیف کیا تھا۔ ممکن ہے اس میں خطبہ حجۃ الوداع اور مناسک حج کے متعلق دیگر حدیثیں جمع کی گئی ہوں۔ (اسے مسند ابن حنبل، باب جابر میں تلاش کر سکتے ہیں) یہ بھی مشہور ہے کہ مسجد نبوی (مدینہ) میں ان کا ایک حلقہ درس تھا جس میں لوگ ان سے علم حاصل کرتے تھے[2]۔ چنانچہ مشہور تابعی مورخ وہب بن منبہ (ہمام بن منبہ کے بھائی) کو بھی انہوں نے حدیثیں املاء کرائی تھیں[3] امام بخاری کی روایت ہے کہ[4] مشہور تابعی قتادہ کہا کرتے تھے۔ "مجھے سورۂ بقر کے مقابلے میں صحیفہ جابر زیادہ حفظ ہے۔" ان کے ایک اور شاگرد سلیمان بن قیس اَلْیَشکُرِی کہتے تھے کہ انہوں نے بھی حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیثیں لکھی ہیں[5]۔ حضرت جابرؓ سے اور لوگوں نے

(۱) بحوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی "تدوین حدیث" ۱/۱۰۱، مصنف عبد الرزاق میں بھی "صحیفہ جابر بن عبد اللہ" کا حوالہ موجود ہے اور معمر نے اس سے روایتیں بیان کی ہیں مثلاً دیکھیے مصنف مذکور باب الذنوب۔

(۲) اصابہ ج ۱ ص ۴۳۴۔

(۳) وہب ان کے شاگرد تھے۔

(۴) التاریخ الکبیر للبخاری جلد ۴ ص ۱۸۲ (بحوالہ مناظر احسن گیلانی مقالہ بالا)

(۵) تہذیب التہذیب لابن حجر ۴/۲۱۵ (۳۶۹)

بھی درس لیا اور ان کے "صحیفہ" کی روایت کی ہے[1]۔

(ب) ام المومنین حضرت عائشہؓ کو پڑھنا تو آتا تھا لیکن خود لکھتی نہ تھیں۔ روایت ہے کہ ان کے بھانجے، عروہ بن الزبیر نے ان کی نیز دیگر صحابہ کی حدیثیں لکھی تھیں جو جنگ حرہ میں تلف ہو گئیں۔ بعد میں یہ پچھتایا کرتے کہ کاش! میں اپنے بال بچوں اور اپنے مال واسباب کو ان کتابوں کے عوض فدا کر دیتا[2]۔ عائشہ صدیقہؓ کے اور بھی شاگرد تھے۔ ان میں ایک خاتون عمرہ بنت عبد الرحمٰن ہیں جن کو انہوں نے بچپن ہی سے پال لیا اور تعلیم و تربیت دی تھی۔ یہ تو معلوم نہیں کہ عمرہ خود کچھ لکھتی تھیں یا نہیں، لیکن خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے مدینہ کے عامل (گورنر) ابو بکر محمد بن عمرو بن حزم کو۔۔۔۔ جو عمرہ کے بھانجے تھے۔۔۔۔ ہدایت بھیجی تھی کہ "عمرہ بنت عبد الرحمٰن اور قاسم بن محمد کے پاس جو علم (یعنی ذخیرہ احادیث) ہے، اسے قلم بند کریں"[3]۔

(۱) حوالہ بالا از ابن حجر، نیز مناظر احسن گیلانی۔

(۲) طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۳۳۔ تہذیب التہذیب لابن حجر ۷/۱۸۳ نمبر (۳۵۱) نیز مصنف عبد الرزاق الجزء الرابع باب تحریق الکتب۔

(۳) مناظر احسن گیلانی مقالہ بالا بحوالہ بخاری و ابن حجر عسقلانی، ان کے علاوہ بھی مزید حدیثیں ہیں تو خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ (۶۱ھ تا ۱۰۱ھ) نے سرکاری طور پر ان حدیثوں کو بھی لکھنے کا باقاعدہ اہتمام فرمایا تھا چنانچہ امام مالکؒ (۹۵ھ تا ۱۷۹ھ) اور امام بخاریؒ (۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ) بیان کرتے ہیں۔

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرِبْنِ حَزْمٍ أُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاكْتُبْهُ فَإِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ وَلَا تَقْبَلْ إِلَّا حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْيَجْلِسُوا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَإِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُونَ سِرًّا.

عمر بن عبد العزیز نے ابو بکر بن حزم (مدینہ کے گورنر) کو لکھا۔ دیکھو، رسول اللہ ﷺ کی جو حدیثیں تم کو ملیں ان کو لکھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں علم دین مٹ نہ جائے

یہ قاسم بن محمد، ام المومنین حضرت عائشہؓ کے بھتیجے تھے۔ یتیم ہونے کے باعث بی بی نے ان کو گود لے لیا اور خود پالا پرورش کیا تھا۔ یہ بڑے عالم گزرے ہیں

اور عالم چل بسے اور صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہی کو لینا اور عالموں کو چاہیے کہ علم پھیلائیں اور تعلیم دینے کے لئے بیٹھا کریں تاکہ جس کو علم نہیں وہ علم حاصل کرلے کیونکہ جہاں علم پوشیدہ رہا پس مٹ گیا۔

(بخاری ج ا، کتاب العلم، نیز موطا امام مالک کتاب العلم)

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے فرمان کی تعمیل میں ابوبکر بن حزم کے شاگرد ابن شہاب زہری (۵۱ھ تا ۱۲۴ھ) نے حدیثوں کے جمع کرنے کا کام شروع کیا۔ بخاری کے مشہور شارح حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری شرح بخاری میں ابو نعیم کی تاریخ اصبہان کے حوالہ سے یہ بیان نقل کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کا یہ حکم صرف مدینہ اور مدینہ کے گورنر کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھا بلکہ انہوں نے اسلامی مملکت کے تمام صوبوں کے گورنروں کے نام اسی قسم کا فرمان بھیجا تھا۔

كَتَبَ عُمَرُبْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ اِلَى الْآفَاقِ اُنْظُرُوْا حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاجْمَعُوْهُ.

(ابن حجر فتح الباری ج ۱ ص ۱۷ مطبوعہ)

عمر بن عبدالعزیز نے تمام مملکت میں لکھا ہے کہ رسول اللہ کی حدیث تلاش کرو اور ان کو جمع کرو۔

حافظ شمس الدین ذہبی اور حافظ ابن عبد البر کے بیان کے بموجب احادیث اور سنن کے دفاتر مرتب ہو کر دارالخلافہ دمشق آئے اور خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ نے ان کی نقلیں مملکت اسلامیہ کے گوشہ گوشہ میں بھیجیں، چنانچہ سعد بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ:

اَمَرَنَا عُمَرُبْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بِجَمْعِ السُّنَنِ فَكَتَبْنَا دَفْتَرًا دَفْتَرًا، فَبَعَثَ اِلَى كُلِّ اَرْضٍ لَهُ سُلْطَانٌ دَفْتَرًا.

ہم کو عمر بن عبدالعزیز نے احادیث جمع کرنے کا حکم دیا اور ہم نے دفتر کے دفتر حدیثیں لکھیں۔ انہوں نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی وہاں وہاں ہر جگہ ایک ایک مجموعہ بھیجا۔

(ذہبی: تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۰۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد)

نیز ابن عبدالبر: مختصر جامع بیان العلم ص ۳۸ مطبوعہ مصر۔

چنانچہ ابو عینیہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیثوں کو سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے عمرو اور قاسم بن محمد تھے[1]۔ بی بی عائشہؓ کے علم و فضل کے کیا کہنے، حدیث، فقہ، شاعری، انساب، تاریخ عرب اور طب غرض ہر فن میں طاق تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ آپ کی قانون دانی اور نکتہ رسی کا لوہا مانتے تھے۔

(ج) روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی احادیث نبویہ جمع کی تھیں اور اس رسالے میں پانچ سو ٥٠٠ حدیثیں تھیں، پھر خود آپ ہی نے یہ سوچ کر اسے تلف کردیا کہ کہیں یاد کی سہو سے کوئی غلط لفظ آں حضرت ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو گیا ہو چنانچہ تذکرۃ الحفاظ میں قاسم بن محمد کی روایت ہے:

قَالَتْ عَائِشَةُ: جَمَعَ اَبِي الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ خَمْسَ مِائَةِ حَدِيْثٍ. فَبَاتَ لَيْلَةً يَتَقَلَّبُ كَثِيْرًا، قَالَتْ: فَغَمَّنِي فَقُلْتُ: اَتَتَقَلَّبُ لِشَكْوَى اَوْ بِشَيْءٍ بَلَغَكَ؟ فَلَمَّا اَصْبَحَ: قَالَ: اَيْ بُنَيَّةُ! هَلُمِّي الْاَحَادِيْثَ الَّتِي عِنْدَكِ فَجِئْتُهُ بِهَا، فَدَعَا بِنَارٍ فَحَرَقَهَا. فَقُلْتُ: لِمَ حَرَقْتَهَا؟ قَالَ: خَشِيْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَهِيَ عِنْدِي فَيَكُوْنُ فِيْهَا اَحَادِيْثُ عَنْ رَجُلٍ قَدِ ائْتَمَنْتُهُ وَوَثِقْتُ وَلَمْ يَكُنْ كَمَا حَدَّثَنِي فَاَكُوْنُ قَدْ نَقَلْتُ ذَالِكَ فَهٰذَا لَا يَصِحُّ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.[2]

حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کی پانچ سو (٥٠٠) حدیثیں جمع کیں۔

پھر ایک رات بڑی بے چینی سے کروٹیں بدلنے لگے۔

(۱) تہذیب التہذیب لابن حجر ۷/۱۸۲ نمبر ۳۵۱۔

(۲) الذہبی: تذکرۃ الحفاظ ۱/۵ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس سے مجھے بہت رنج ہوا۔ میں نے کہا کہ آپ مرض کی وجہ سے کرتے ہیں یا کوئی اور بات ہے؟ جب صبح ہوئی تو مجھ سے کہا کہ بیٹی! تمہارے پاس جو حدیث کی کتاب ہے وہ لے آؤ۔ چنانچہ میں وہ لے آئی تو آپ نے آگ منگا کر اسے جلادیا۔ میں نے کہا آپ نے اسے کیوں جلایا؟ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میں مرجاؤں اور یہ کتاب چھوڑ جاؤں شاید اس میں کسی ایسے شخص کی بھی حدیث ہو جو میرے نزدیک تو معتبر ہو اور وہ حقیقت میں معتبر نہ ہو اور میں نے اس کو نقل تو کر دیا اور وہ صحیح نہ ہو اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

(د) حضرت عمر فاروقؓ نے بھی احادیث نبویہ کو حکومت کی جانب سے جمع کرنے کا اہتمام کیا اور صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور ان سب نے احادیث کو لکھ لینے کا مشورہ دیا لیکن پھر آپ نے یہ ارادہ منسوخ کر دیا چنانچہ محدث عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی الیمانی اپنے مصنف میں لکھتے ہیں:

أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَكْتُبَ سُنَنًا فَاسْتَشَارَ أَصْحَابَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيْ ذَالِكَ. فَاشَارُوْا عَلَيْهِ أَنْ يَكْتُبَهَا فَطَفِقَ يَسْتخِرُ اللهَ فِيْهَا شَهْرًا ثُمَّ أَصْبَحَ يَوْمًا وَقَدْ عَزَمَ لَهُ، فَقَالَ: إِنِّيْ كُنْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَكْتُبَ السُّنَنَ وَإِنِّيْ ذَكَرْتُ قَوْمًا كَانُوْا قَبْلَكُمْ كَتَبُوْا كِتَابًا وَتَرَكُوْا كِتَابَ اللهِ.[1]

حضرت عمرؓ نے احادیث کو ایک کتاب میں لکھنے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے اس بارے میں مشورہ کیا اور انہوں نے

(۱) مصنف عبدالرزاق۔ باب کتاب العلم (مخطوطہ ترکی و حیدر آباد دکن)

مشورہ دیا کہ احادیث کو لکھ لیا جائے پھر حضرت عمرؓ ایک ماہ تک استخارہ کرتے رہے پھر ایک دن صبح میں اٹھے اور انہوں نے اس کا ارادہ کر لیا تھا پھر فرمایا کہ میں احادیث کو لکھ لینے کا ارادہ کر رہا تھا پھر بعد میں مجھے اس قوم کا خیال آیا جو ہم سے پہلے گذری اس نے خود ایک کتاب لکھی اور (اس جانب ہمہ تن اس قدر متوجہ ہو گئی کہ) اللہ کی کتاب ہی کو چھوڑ دیا۔

(ہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق بخاری[1] میں یہ روایت ملتی ہے کہ اَبُو جُحَیْفَۃ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابی طالبؓ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ کہا: نہیں، بجز کتاب اللہ (قرآن) کے یا ایسی سمجھ کے جو کسی مسلمان شخص کو حاصل ہو اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے! ابو جحیفہؓ کہتے ہیں، میں نے پوچھا: تو پھر اس صحیفے میں کیا ہے؟ کہا: خوں بہا اور قیدیوں کو رہا کرانے (کے قواعد) اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے باعث قتل نہ کیا جائے۔" ایک اور روایت[2] کے الفاظ بخاری میں یوں ہیں: "حضرت علیؓ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور کہا ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے جسے ہم پڑھیں بجز کتاب اللہ (قرآن) کے یا جو اس صحیفے میں ہے اور کہا کہ اس میں زخم کے ہرجانے کے قواعد (جراحات)، اونٹوں کی عمریں (بغرض زکوٰۃ) ہیں اور یہ درج ہے کہ مدینہ جبل عیر سے فلاں مقام تک حرم ہے جو کوئی وہاں قتل کا ارتکاب کرے، یا قاتل کو پناہ دے تو اس پر اللہ، فرشتوں، انسانوں سب ہی کی لعنت ہے۔ (قیامت کے دن) اس سے کوئی رقمی معاوضہ یا بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا اور جو

(۱) بخاری ج ا کتاب العلم، باب کتابۃ العلم۔

(۲) صحیح بخاری' ابواب الجہاد والسیر' باب ذمۃ المسلمین۔

معاہداتی بھائی اپنے معاہداتی بھائی (فریق ثانی) کی اجازت کے بغیر کسی اور گروہ سے معاہداتی بھائی چارہ اختیار کرے تو اس پر بھی اسی طرح (لعنت) ہے۔ مسلمانوں (میں سے ہر ایک) کی ذمہ داری ایک ہی ہے (یعنی ایک کا دیا ہوا امن سب پر پابندی عائد کرتا ہے) جو کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے تو اس پر بھی اسی طرح (لعنت) ہے۔" بخاری ہی کی ایک اور روایت [1] اس سے ذرا زیادہ مفصل ہے۔ اس کا درمیانی فقرہ یوں ہے: "مسلمانوں کی ذمہ داری ایک ہی ہے۔ ان میں سے جو قریب ترین ہو وہ اس کی (تکمیل کی) کوشش کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے گا تو اس پر لعنت، وغیرہ۔۔۔۔ غالباً اس سے مراد دستور مدینہ [2] ہے۔ جس کا اوپر ذکر آیا ہے اور جو ١ھ میں رسول اکرم ﷺ نے نافذ فرمایا۔ محولہ قواعد اس میں موجود ہیں۔ اس واقع کی ایک دوسری روایت جو مصنف عبدالرزاق بن همام الصنعانی [3] میں ہے اور جو امام جعفر صادقؒ سے مروی ہے، یہ ہے "جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہیں رسول اکرم ﷺ کی تلوار کے قبضے پر ایک صحیفہ بندھا ہوا ملا۔ اس میں یہ بھی تھا کہ اللہ پر سب سے زیادہ گراں وہ شخص گزرتا ہے جو ایسے آدمی کو قتل کرے جو اسے قتل نہ کر رہا ہو اور ایسے آدمی کو مار پیٹ کرے جو اسے مار پیٹ نہ کر رہا ہو اور یہ کہ جو کسی قاتل کو پناہ دے تو قیامت کے دن اللہ اس سے کوئی رتی معاوضہ یا بدلہ قبول نہ کرے گا"۔۔۔۔ اس اقتباس کا پہلا جز (بطور

(١) ایضاً: باب إثم من عاهد ثم غدر۔

(٢) دنیا کا پہلا "تحریری دستور مملکت" (در کتاب: عہد نبوی کا نظام حکمرانی)

(٣) مصنف عبدالرزاق جلد دوم باب النهبة ومن آوى محدثا" (مخطوطہ حیدر آباد و ترکی) اس حوالے کے لئے میں ڈاکٹر محمد یوسف الدین کا ممنون ہوں، امتاع مقریزی (١٠٧/١) میں صراحت ہے کہ دستور مدینہ رسول اکرم ﷺ کی تلوار پر لٹکا رہتا تھا۔

تشریح) اور دوسرا جز تقریباً بلفظہ مذکورہ دستور مدینہ سے ماخوذ ہے۔ ایک تیسری روایت سنن ابی داؤد [1] میں ہے جو یہ ہے: علیؓ سے مروی ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ (کے ارشادات) سے بجز قرآن اور اس چیز کے جو اس صحیفے میں ہے، کچھ نہ لکھا، کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ جبل عائر سے جبل ثور [2] تک ایک حرم ہے جو کوئی قتل کا ارتکاب کرے یا قاتل کو پناہ دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی بدلہ یا رتی معاوضہ قبول نہ ہوگا جو کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی بدلہ یا رتی معاوضہ قبول نہ ہوگا اور جو معاہداتی بھائی اپنے معاہداتی بھائی کی اجازت کے بغیر کسی اور گروہ سے معاہداتی بھائی چارہ اختیار کرلے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی بدلہ رتی معاوضہ قبول نہ ہوگا۔

ابن المثنی بیان کرتے ہیں۔۔۔۔ اس قصے میں علیؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اس (حرم مدینہ) کا نہ گھاس کاٹا جائے نہ شکار بھڑکایا جائے۔ نہ کوئی لقطہ (کسی کی گری پڑی چیز) اٹھائی جائے بجز اس کے کہ مالک کی تلاش میں عوام کو اطلاع دی جائے، اسی طرح کسی شخص کے لئے یہ درست نہیں کہ لڑائی کے لئے وہاں ہتھیار اٹھائے اور نہ یہ درست ہے کہ وہاں کا کوئی درخت کاٹے بجز اس کے کہ کوئی شخص اپنے اونٹ کو چارہ دے"۔۔۔۔ یہ اقتباسات بھی دستور مدینہ کا کہیں بلفظہ انتخاب اور کہیں شرح ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ صحیح بخاری کے ایک اور باب (یعنی كتاب الاعتصام

(١) سنن ابی داؤد کتاب المناسک "باب في تحريم المدينة"۔

(٢) جبل عائر یا عیر مدینے کی جنوبی حد ہے اور جبل ثور (جو احد کے مغرب میں ہے) شمالی حد ہے۔ نقشہ کے لئے میری کتاب "عہد نبوی کے میدان جنگ" ملاحظہ ہو۔

بالکتاب والسنۃ)[1] میں اس واقع کی جو تفصیل ملتی ہے، اس سے گمان ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ صحیفہ کافی طویل تھا اور وہ کم سے کم چار سرکاری دستاویزوں کا مجموعہ تھا یعنی جدول زکوٰۃ، مدینے کو حرم قرار دینے کا اعلان، دستور مدینہ اور خطبہ حجۃ الوداع۔ ممکن ہے یہ دستاویزیں حضرت علیؓ نے آں حضرت ﷺ کے حکم سے لکھی ہوں اور مثلاً جدول زکوٰۃ کی نقلیں مختلف صوبوں میں بھیجی گئیں تو اصل مدینے ہی میں محفوظ رہی۔ اس سلسلے میں ہم نے خطبہ حجۃ الوداع کا بھی تذکرہ کیا ہے کیونکہ زیر بحث حدیث کا ایک جزء اس مشہور خطبے میں بھی ملتا ہے[2]۔ ممکن ہے کہ یہی جز خطبہ فتح مکہ میں بھی رہا ہے جو حضرت ابوشاہ کو لکھوا دیا گیا تھا جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ یہ بھی گمان ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے ان مختلف دستاویزوں کو ایک کے نیچے ایک چسپاں کر کے لپیٹ رکھا تھا۔ کتاب کی صورت میں جزء بندی نہ کی تھی۔ بہر حال بخاری کی زیر بحث حدیث یہ ہے علیؓ نے ہمیں مخاطب کیا، ایک منبر پر چڑھے جو اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ آپ پر ایک تلوار لگی ہوئی تھی جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے جو پڑھی جائے بجز کتاب اللہ (قرآن) کے یا جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ پھر آپ نے اسے پھیلایا (فَنَشَرَهَا) تو اس میں اونٹوں کی عمریں درج تھیں۔ اسی طرح اس میں لکھا تھا کہ عیر سے فلاں مقام تک مدینہ ایک حرم ہے جو کوئی اس میں قتل کا ارتکاب کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں، انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اسی طرح اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری واحد ہے جس کے لئے ان میں کا قریب ترین شخص جدوجہد کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کے کئے ہوئے عہد کو

(۱) بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب مایکرہ من التعمق والتنازع فی العلم حدیث نمبر۔۲

(۱) ہین متن کیلئے دیکھئے: الوثائق السیاسیہ نمبر ۲۸۷/ب۔

توڑے تو اس پر اللہ، فرشتوں، انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ ایسے شخص سے کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول نہ کرے گا۔ اسی طرح اس میں لکھا تھا کہ جو کسی گروہ سے اس کے مولاؤں کی اجازت کے بغیر قانونی بھائی چارہ اختیار کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے، اللہ ایسے سے کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول نہ کرے گا۔

(ھ) حضرت عبداللہ بن اوفیٰؓ بھی جو حدیثیں لکھا کرتے تھے اور ایسا نظر آتا ہے کہ وہ خط وکتابت کے ذریعے سے درس بھی دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کے متعدد ابواب میں نظر آتا ہے، چنانچہ انہوں نے مشہور کتاب المغازی کے مؤلف موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے کہ: عمر بن عبد اللہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سالم ابو النصر جو اس (عمر بن عبد اللہ) کے کاتب تھے۔ مروی ہے کہ عبد اللہ بن اوفیٰ نے خط لکھا اور میں نے وہ پڑھا۔۔۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں: ''جب وہ حروریوں سے لڑنے روانہ ہوا تو عبد اللہ بن اوفیٰ نے اسے خط لکھا جسے میں نے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا۔۔۔ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک غزوہ میں، جس میں دشمن سے دوچار ہوئے انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ڈھل گیا۔ پھر آپ ﷺ اٹھے اور لوگوں کو مخاطب فرمایا اور کہا: اے لوگو! دشمن سے دوچار ہونے کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ سے عافیت کے طلب گار رہو لیکن جب اس سے دوچار ہو جاؤ تو صبر وثبات دکھاؤ اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے کتاب کے نازل فرمانے والے، بادل کو چلانے والے اور متحدہ لشکروں (الاحزاب) کو شکست دینے والے اللہ، ان کو شکست دے اور ہم کو ان پر نصرت عطا فرما[1]۔

(۱) صحیح بخاری باب لا تمنوا لقاء العدو، باب اذالم یقاتل اول النہار، باب الصبر عند القتال (تین روایتیں)

(و) حضرت سمرہ بن جندبؓ نے بھی حدیثیں جمع کیں جو ان کے بیٹے سلمان بن سمرہ کو وراثت میں ملیں۔ ابن حجر[۱] نے لکھا ہے کہ "سلیمان نے اپنے باپ کے حوالے سے ایک بڑا رسالہ (نسخۃ کبیرۃ) روایت کیا ہے۔" نیز "ابن سیرین کہتے ہیں کہ سمرہ نے اپنے بیٹوں کے لئے جو رسالہ لکھا اس میں بہت علم (علمٌ کثیرٌ) پایا جاتا ہے"[۲]۔

(ز) حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ تو زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جاننے وغیرہ کے باعث "مرد کامل" سمجھے جاتے تھے[۳]۔ ان کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں انہوں نے احادیث نبوی جمع کی تھیں۔ اس کی روایت ان کے بیٹے نے کی ہے[۴]۔

(ح) معلوم نہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خود کوئی حدیثیں لکھیں یا نہیں۔ لیکن طبقات ابن سعد میں سلمان بن موسیٰ کی روایت ہے کہ "ابن عمر کے مولیٰ یعنی نافع کو دیکھا کہ ابن عمرؓ اسے املاء کرا رہے تھے اور نافع لکھتے جا رہے تھے۔" نافع ایک بہت بڑے عالم اور حضرت ابن عمرؓ کے سب سے قابل شاگرد تھے اور اپنے استاد (ابن عمرؓ) کی صحبت میں پورے تیس (۳۰) سال گزار چکے تھے۔ ناگزیر انہوں نے اپنے استاد کے سارے معلومات حاصل کر لئے ہوں گے۔ حضرت ابن عمرؓ فخر سے فرمایا کرتے

---

(۱) ابن حجر: تہذیب التہذیب ۱۹۸/۴۔

(۲) ابن حجر: تہذیب التہذیب ۲۳۶/۴ نمبر (۴۰۱)

(۳) ابن سعد، طبقات جلد سوم حصہ دوم ص ۱۴۲، تہذیب التہذیب ۴۷۵/۳ نمبر (۸۸۳) جو لوگ لکھنے پڑھنے کے ساتھ ساتھ تیر اندازی اور پیراکی جانتے تھے انہیں کامل کہا جاتا تھا۔ چنانچہ مورخ بلاذری کا بیان ہے کہ "سعد بن عبادہ، اسید بن حضیر اور عبداللہ بن ابی اور اوس بن خولی کامل تھے یعنی کتابت کے ساتھ تیر اندازی اور شناوری بھی جانتے تھے" (بلاذری: فتوح البلدان ص ۴۷۴) خط کی ابتداء۔

(۴) مناظر احسن گیلانی مقالہ بالا (بحوالہ ترمذی، کتاب الاحکام)

تھے کہ "نافع کا وجود ہم پر اللہ کا ایک بڑا احسان ہے"[۱]۔

(ط) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی علمی زندگی اتنی مشہور ہے کہ اس کی تفصیل کی حاجت نہیں۔ یہ تواتر سے ثابت ہے کہ ان کی وفات ہوئی تو اتنی تالیفیں چھوڑیں کہ ایک اونٹ پر لادی جاسکتی تھی۔ ترمذی[۲] نے ان کے مولیٰ اور شاگرد عِکْرِمَہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ کچھ اہل طائف ابن عباسؓ کے پاس آئے اور ان کی کتابوں کو نقل کرنا چاہا چنانچہ ابن عباسؓ ان کو پڑھ کر املاء کراتے گئے" دارمی، ابن سعد، وغیرہ[۳] نے ان کے ایک اور شاگرد سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ جو املاء کراتے تھے، اسے وہ لکھتے جاتے تھے۔ بعض وقت اثناء درس میں کاغذ ختم ہو جاتا تو وہ اپنے لباس پر، ہتھیلی پر، حتی کہ اپنی چپل پر بھی لکھ لیتے پھر گھر جا کر اس کی نقل کر لیتے۔

یہ بھی اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ علاوہ مستقل تالیفوں کے حضرت ابن عباسؓ حدیث کی خط و کتابت کے ذریعہ سے بھی تعلیم دیتے تھے چنانچہ سنن ابی داؤد میں ابن ابی ملیکہ کی روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے مجھے لکھ بھیجا کہ "رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ حلف مدعیٰ علیہ کو دیا جائے گا"[۴]۔

جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا انتقال ہوا تو ان کے بیٹے علی بن عبداللہ اپنے باپ کی کتابوں کے وارث بنے اور اس طرح اس سر چشمہ علم کی فیض رسانی کا سلسلہ ان کے بعد بھی جاری رہا۔

---

(۱) تہذیب التہذیب لابن حجر ۴۱۳/۱۰ نمبر (۷۴۲)

(۲) ترمذی کتاب العلل (بحوالہ مناظر احسن گیلانی)

(۳) بحوالہ مناظر احسن گیلانی۔

(۴) سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب الیمین علی المدعی علیہ۔

بعض دیگر صحابہ:

(ی) مولوی عبد الصمد صارم صاحب نے اپنی کتاب اردو تالیف "عرض الانوار المعروف بتاریخ القرآن" (طبع دہلی ۱۳۵۹ھ) میں بھی اس موضوع پر چند معلومات لکھی ہیں(۱)۔

افسوس ہے کہ اس میں حوالے ناتمام ہیں جن کے باعث تلاش آسان نہیں۔ بہر حال وہ لکھتے ہیں کہ انہیں "الجامع الصغیر" میں اس کا ذکر ملا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جو حدیثیں جمع کی تھیں، وہ ان کے بیٹے کے پاس پائی گئیں۔ بعض دیگر تالیفیں، جن کی طرف صارم صاحب نے اشارہ کیا ہے وہ وہی ہیں جن کا اوپر ذکر آچکا ہے، البتہ انہوں نے سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زبیر انصاریؓ کی تالیف کا، کتاب اسد الغابہ کے حوالے سے جو ذکر کیا ہے، وہ ان کتابوں میں (جو حروف تہجی پر مرتب ہیں) متعلقہ ناموں کے تحت نہ ملا۔ ممکن ہے کسی اور کتاب میں انہوں نے یہ تذکرہ پڑھا ہو۔

(ک) صحیح بخاری کے "باب الذکر بعد الصلاۃ" میں مروی ہے کہ المغیرہ بن شعبہؓ نے حضرت معاویہؓ کو، بظاہر ان کی دریافت پر، بعض حدیثیں اپنے کاتب کو املاء کرا کے روانہ کیں۔

(ل) رسول کریم ﷺ کے خادم حضرت ابو بکرۃ کے متعلق سنن ابی داؤد میں یہ واقعہ درج ہے کہ "عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جج غصے کی حالت میں دو آدمیوں کے مقدمہ کا فیصلہ نہ کرے(۲)"۔

---

(۱) دیکھئے عرض الانوار المعروف بتاریخ القرآن ص ۱۷۳ ومابعد۔

(۲) سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ باب القاضی یقضی وھو غضبان۔

تلاش پر توقع ہے کہ بعض اور صحابہ کی تحریری یادداشتوں کا بھی پتہ چلے۔ فی الحال ان نمونوں پر اکتفا کی جاتی ہے اور صرف ایک اور صحابی کا مزید ذکر کیا جاتا ہے جن سے زیر اشاعت رسالے کو خاص تعلق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ الدوسیؓ:

(م) یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھنے والے حضرت ابو ہریرہؓ نے اگرچہ ہجرت نبوی کے کئی سال بعد ۷ھ میں مدینہ میں آکر اسلام قبول کیا لیکن قدیم تر زمانے میں مسلمان ہونے والے کے مقابلے میں احادیث نبوی کی زیادہ روایت کی ہے اس کی وجہ وہ خود بیان کرتے ہیں (جیسا کہ صحیح بخاری میں نقل ہوا ہے) کہ "ابو ہریرہؓ نے کہا: لوگ (اعتراض سے) کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ (حدیث کی روایت) بہت کرتا ہے! اگر کتاب اللہ میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا پھر وہ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ﴾ سے لفظ "الرحیم" تک (قرآن سورہ ۲ آیت ۱۵۹ تا ۱۶۰) کی تلاوت کرتے (جس کا ترجمہ ہے: بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو ہم نے کھلی واضح باتوں اور ہدایت کے طور پر نازل کی ہے اور یہ اس امر کے بعد ہم نے اسے لوگوں کے لئے کتاب (قرآن) میں بیان کر دیا ہے تو ایسوں پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے (لوگ یا فرشتے بھی) لعنت کرتے ہیں۔ بجز ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ اور اصلاح کر لی ہو اور بیان کرنے لگے ہوں تو ایسوں کی توبہ میں قبول کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا، بہت رحم کرنے والا ہوں) ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے اور ہمارے انصاری بھائی اپنی زمینوں میں (زراعت و باغبانی کے) کام میں مشغول رہتے تھے تو ابو ہریرہؓ

پیٹ بھر ابن کر رسول اللہ ﷺ سے چمٹا رہتا تھا۔ وہ ایسے موقعوں پر حاضر رہتا تھا جب وہ حاضر نہیں رہتے تھے اور ایسی باتیں (دیکھ کر) یاد رکھتا تھا جن کا انہیں علم نہ ہوتا تھا"[1]۔

حضرت ابو ہریرہؓ نہ صرف پڑھے لکھے تھے بلکہ انہیں علمی ذوق شروع ہی سے رہا۔ حیرت نہ ہو کہ یمن کے متمدن اور ترقی یافتہ علاقے سے آرہے تھے، جہاں سبا و معین کا تمدن شہر روما کے قیام سے ہزاروں برس پہلے اوج عروج کو پہنچ چکا تھا اور جس کی روایتیں یہودی اور عیسائی حکومتوں[2] کے زمانے میں بھی مسلسل چلی آتی رہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نئے نئے مسلمان ہوتے ہی قرآن، حدیث، عام مشاہدات بارگاہ نبوی ہر چیز کو لکھنے لگے تو خلط مبحث کر جانے کے خوف سے رسول اکرم ﷺ نے ان کو شروع میں قرآن کے سوا دوسری چیزیں لکھنے سے منع کر دیا۔ جس پر انہوں نے اپنا ذخیرہ (جو غالباً اونٹ، بکری کی شانے کی ہڈیوں وغیرہ پر مشتمل تھا) جلا ڈالا[3] لیکن بعد میں جب قرآن کو اچھی طرح حفظ کر لیا تو یہ ممانعت باقی نہ رہی۔

اگر عہد نبوی میں انہیں لکھنے، پڑھنے اور سیکھنے کا ایک بے پناہ شوق تھا، تو بعد کے دور میں اشاعت علم کا ذوق بھی کم نہ رہا۔ چنانچہ امام بخاری کے حوالے سے ابن حجر[4] نے لکھا ہے کہ "ابو ہریرہؓ سے تقریباً آٹھ سو یا اس سے زیادہ صحابہ، تابعین اور دیگر اہل علم نے حدیث کی روایت کی ہے۔"

(۱) بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم۔

(۲) ذونواس اور ابرہہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) مسند حنبل جلد ۳ ص ۱۲ تا ۱۳ ایسی ہی ممانعت شروع میں ابو سعید الخدری کو بھی کی گئی تھی (ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی کراھیۃ کتابۃ العلم)

(۴) ابن حجر: تہذیب التہذیب ۲۶۵/۱۲ نمبر (۱۲۱۶)

ان کا حافظہ بہت اچھا تھا جیسا کہ آگے بیان ہوگا اور ساتھ ہی بہت کھرے تھے اور اپنی دانست میں جو بات حق سمجھتے، اس کے بیان کرنے میں بڑے چھوٹے کسی کی پرواہ نہ کرتے۔ لیکن حق پرست بھی تھے، اپنی غلطی دیکھ لیتے تو بلا تکلف پوری خوشی سے قبول کر لیتے۔ ان پر اور جو بھی اعتراض کیا جائے، ان کی دیانت و صداقت خفیف ترین شائبے سے بھی قطعاً پاک ہے۔ عہد صحابہ میں بعض وقت ان پر کچھ گرفت ہوئی۔ تو ان کی صلاحیت استنباط یا فقہ دانی کے متعلق تھی۔ ایک چھوٹے واقعے سے اس کا اندازہ ہوگا۔ انہوں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ کھانے سے فراغت کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اولاً وضو فرمایا پھر نماز ادا کی۔ انہوں نے اس چشم دید واقعے کی بناء پر یہ مسئلہ یاد کرنا شروع کیا کہ پکائی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اصل میں انہوں نے اس پر غور نہیں کیا تھا کہ زیر بحث کھانے کے وقت آیا رسول اکرم باوضو تھے یا نہیں۔ بہر حال ان کے اس فتوے پر ایک نوعمر دوست (غالباً ابن عباسؓ) نے پوچھا کہ آیا گرم کئے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں؟ (گرم پانی پکائی ہوئی چیز کی تعریف میں آجاتا ہے)

غرض بطور فقیہ حضرت ابو ہریرہؓ کا وہ درجہ نہیں جو خلفاء راشدین، عبداللہ بن مسعود، بی بی عائشہ، ابن عمر، وغیرہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے لیکن ان کی روایتوں میں سے ان کی ذاتی رائے کو ان کے مشاہدات و مسموعات سے جدا کر لیا جائے تو حدیث نبوی کی حد تک وہ ہمارے لئے ایک بڑے قیمتی ماخذ اور انمول معلومات کا ذریعہ ہیں۔

خود ابو ہریرہؓ (اپنے حافظے کی خوبی کو رسول اکرم ﷺ کی دعا کی برکت قرار دیتے ہیں۔ ان کے حافظے کی شہرت دیکھ کر ایک مرتبہ مروان بن الحکم نے ان کا امتحان لیا۔ (وہ مدینے کا گورنر تھا)، چنانچہ اس نے ایک دن انہیں بلایا۔ ادھر ادھر کی باتوں کے

بعد حدیثیں پوچھنی شروع کیں۔ پردے کے پیچھے ایک کاتب بیٹھا ہوا تھا، اور ابو ہریرہؓ کی لا علمی کی حالت میں ان کی ہر بیان کردہ حدیث کو لکھتا جارہا تھا۔ کاتب کہتا ہے: "مروان پوچھتا جاتا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا۔ جو بہت سی حدیثیں ہو گئیں۔ پھر مروان سال بھر چپ رہنے کے بعد انہیں مکرر بلایا اور مجھے پردے کے پیچھے بٹھایا۔ وہ پوچھتا گیا اور میں تحریر کو دیکھتا گیا۔ انہوں نے نہ ایک حرف زیادہ کیا نہ ایک حرف کم[1]۔ اس سے نہ صرف حضرت ابو ہریرہؓ کے عمدہ حافظے کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس کا بھی کہ ان کی بیان کردہ حدیثوں کی ایک تعداد مروان کے حکم سے لکھی بھی گئی اور ان کا ایک مرتبہ "اصل" سے مقابلہ بھی کر لیا گیا۔

مسند ابی ہریرہ کے نسخے عہد صحابہ ہی میں لکھے گئے۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ کی مسند کا نسخہ عمر بن عبد العزیزؒ کے والد عبد العزیز بن مروان گورنر مصر (المتوفی ۸۶ھ) کے پاس بھی تھا۔ انہوں نے کثیر بن مرہ کو لکھا کہ "تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کی جو حدیثیں ہوں انہیں لکھ کر بھیج دو الاَّ حَدِیْث اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَاِنَّہٗ عِنْدَنَا (یعنی ابو ہریرہؓ کی حدیثوں کے بھیجنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمارے پاس موجود ہیں)"[2]۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک اور تالیف ان کے شاگرد بشیر بن نہیک نے مرتب کی۔ دارمی[3] نے روایت کی ہے: "بشیر کہتے ہیں: میں ابو ہریرہؓ سے جو کچھ سنتا تھا لکھتا جاتا تھا۔ جب میں نے ان سے رخصت ہونا چاہا تو ان کے پاس ان کی کتاب لایا اور انہیں

(۱) کتاب الکنی، البخاری ص ۳۳ (بحوالہ مناظر احسن گیلانی)

(۲) طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۵۷۔

(۳) بحوالہ مناظر احسن گیلانی۔

پڑھ کر سنائی اور ان سے کہا: یہ وہ چیز ہے جو میں نے آپ سے سنی ہے! انہوں نے کہا: ہاں"۔

ابن وھب کہتے ہیں مجھے ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ اپنی کتابیں دکھائیں[1] ان کی کتابوں کا ایک اہم واقعہ جو غالباً ان کی پیرانہ سالی کے زمانے کا ہے، قابل ذکر ہے۔ عمرو بن امیہؓ الضمری اوّلین اسلامی سفیر اور عہد نبوی کے بہت ممتاز سفارتی افسر تھے، ان کے ایک فرزند کی جو ابو ہریرہؓ کے شاگرد تھے، روایت ہے:۔

تَحَدَّثْتُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ بِحَدِیْثٍ فَاَنْکَرَہٗ، فَقُلْتُ: اِنِّیْ قَدْ سَمِعْتُہٗ مِنْکَ. فَقَالَ: اِنْ کُنْتَ سَمِعْتَہٗ مِنِّیْ فَھُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدِیْ. فَاَخَذَبِیَدِیْ اِلٰی بَیْتِہٖ فَاَرَانَا کُتُبًا کَثِیْرَۃً مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَوَجَدَ ذٰلِکَ الْحَدِیْثَ. فَقَالَ: قَدْ اَخْبَرْتُکَ اِنْ کُنْتُ حَدَّثْتُکَ بِہٖ فَھُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدِیْ.[2]

میں نے ابو ہریرہ کی ایک حدیث (انہیں سے) بیان کی انہوں نے ناواقفیت ظاہر کی۔ میں نے کہا میں نے اسے آپ ہی سے سنا ہے۔ کہا: اگر تم نے اسے مجھ سے سنا ہے تو وہ میرے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہئے۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ اور ہم کو حدیث نبوی کی بہت سی کتابیں دکھائیں اور پھر وہ حدیث بھی پائی۔ پھر کہا: میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر میں نے وہ حدیث تم سے بیان کی ہے تو وہ میرے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہئے۔

(۱) فتح الباری لابن حجر ۱۸۴/۱ (بحوالہ ڈاکٹر زبیر صدیقی)

(۲) جامع بیان العلم لابن عبد البر ۷۴/۱۔

حضرت ابو ہریرہؓ کے اور بھی شاگرد تھے، جن میں سے ایک زیر اشاعت رسالے کے "مؤلف" ہمام بن منبہ بھی ہیں۔ اور یہ تالیف بعینہٖ محفوظ ہونے سے تا حال دستیاب شدہ کتب حدیث میں قدیم ترین ہے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی وفات ۵۸ھ یا اس کے لگ بھگ زمانے میں[1] بیان کی جاتی ہے۔ ابو ہریرہؓ بھی یمنی تھے اور ہمام بھی یمن ہی کے باشندے تھے۔ جب ہمام تعلیم کیلئے مدینہ آئے تو فطری تقاضے سے وہ اپنے ممتاز ہم وطن ابو ہریرہؓ ہی کے پاس حاضر ہوئے۔ ابو ہریرہؓ نے اس نوجوان ہم وطن کے لئے رسول اکرم ﷺ کی حدیثوں میں سے کوئی ڈیڑھ سو کا انتخاب کیا۔ یہ زیادہ تر تربیت اخلاق کے متعلق ہیں اور ان حدیثوں کو ایک چھوٹے سے رسالے کی صورت میں مرتب کر کے اپنے شاگرد ہمام کو املاء کرایا۔ اس کی ٹھیک تاریخ معلوم نہیں۔ لیکن یقیناً ابو ہریرہؓ کی وفات سے قبل کا واقعہ ہے جیسا کہ نظر آئے گا، یہ اصل میں حضرت ابو ہریرہؓ کی تالیف ہے جو انہوں نے ہمام بن منبہ کے لئے مرتب کی۔ اس لئے اس کا نام "صحیفه ابی هريرة لهمّام بن مُنَبّه" ہونا چاہئے۔ بعض حوالوں سے، جیسا کہ آگے بیان ہوگا، معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام "الصحيفة الصحيحة" تھا۔ یہ قرین قیاس ہے کیونکہ ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو اگر کسی صحابی کی حدیث دانی پر رشک تھا تو وہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ہے، جنہوں نے "الصحيفة الصادقة" کے نام سے حدیثوں کا ایک مجموعہ چھوڑا ہے۔ کوئی تعجب نہیں، اس کا دیکھا دیکھی انہوں نے اپنی تالیف حدیث کا نام صحیفہ صحیحہ رکھا ہو۔

بہر حال پہلی صدی ہجری کے تقریباً وسط کی یہ تالیف تاریخی نقطہ نظر سے

(۱) طبقات ابن سعد جلد چہارم حصہ دوم ص ۶۴ کے مطابق ۵۹ھ میں اٹھتر سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ایک گراں مایہ یادگار ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حدیث نبوی آں حضرت ﷺ کے دو تین سو سال بعد لکھی جانی شروع ہوئی۔ اور احمد بن حنبلؒ، بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، جیسے آئمہ کو بھی جعلساز قرار دینا چاہتے ہیں، ان کی دلیل زیادہ تر یہی رہی ہے کہ عہد نبوی یا عہد صحابہ کی حدیث کے متعلق کوئی یادگار موجود نہیں ہے۔ اب عہد صحابہ کی یہ یادگار ہمارے ہاتھ میں ہے اور مقابلہ کرنے پر نظر آتا ہے کہ بعد کے مؤلفوں نے مفہوم تو کیا، کوئی لفظ تک نہیں بدلا۔ صحیفہ ہمام کی ہر حدیث نہ صرف صحاح ستہ میں ابو ہریرہؓ کے حوالے سے ملتی ہے، بلکہ مماثل مفہوم دوسرے صحابہ سے بھی ان کتابوں میں ضرور ملتا اور اس بات کا ثبوت دیتا ہے۔ اس کا انتساب جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف فرضی اور بے بنیاد نہیں مثلاً زیر اشاعت رسالے کی حدیث نمبر (۵۶) حضرت انسؓ کے اور نمبر (۱۲۴) ابن عمرؓ کے حوالے سے بھی بخاری نے روایت کی ہے۔

هَمَّام بن مُنَبِّه:

ہمام بن منبہ کے حالات جو بھی ملتے ہیں وہ درج ذیل ہیں: طبقات ابن سعد میں لکھا ہے[1]: "وَهَبْ بن مُنَبّه کی وفات صنعاء میں ۱۱۰ھ میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے آغاز میں ہوئی۔ رہے ہمام بن منبہ جو ابناء[2] میں سے ہیں، اور جو اپنے بھائی وہب بن منبہ سے عمر میں بڑے تھے، وہ ابو ہریرہؓ سے (تعلیم کے سلسلے میں) ملے

(۱) طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۳۹۶ مطبوعہ لائیڈن، ہالینڈ۔

(۲) ابناء ان ایرانیوں کی اولاد کو کہتے ہیں جو یمن کو فتح کرنے کے بعد وہیں بس گئے تھے۔ یہ فوج کسریٰ نوشیروان نے سیف بن ذی یزن کی درخواست پر حبشیوں سے لڑنے بھیجی تھی (اسد الغابہ جلد اول ص ۱۶۳)

اور ان سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان کی وفات وہب سے پہلے ہوئی یعنی ۱۰۱ھ ایک سوایک یا دو ہجری میں۔ ان کی کنیت ابو عقبہ تھی"۔

مزید تفصیل ابن حجر نے تہذیب التہذیب،[1] میں دی ہے جو یہ ہے: "ہمام بن منبہ بن کامل بن شیخ[2] الیمانی ابو عقبہ الصنعانی الا بناوی نے ابو ہریرہؓ، معاویہؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ اور الزبیرؓ سے روایتیں کی ہیں، اور خود ان سے ان کے بھائی وہب بن منبہ، ان کے بھتیجے عقیل بن معقل بن منبہ، علی بن الحسن بن آتش اور معمر بن راشد نے روایتیں کی ہیں۔ اسحاق بن منصور نے ابن معین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ (ہمام) ثقہ تھے۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب الثقات میں کیا ہے۔ المیمونی نے احمد سے روایت کی ہے کہ یہ (ہمام) غزوات (اسلامی جنگوں) میں حصہ لیا کرتے اور اپنے بھائی وہب کے لئے کتابیں خریدا کرتے تھے۔ انہوں نے ابو ہریرہؓ کے پاس زانوئے شاگردی تہ کیا۔ اور ان سے حدیثیں سنیں جو تقریباً ایک سو چالیس ہیں، سب کی سب ایک اسناد رکھتی ہیں۔ معمر نے ان کا زمانہ پایا جب کہ یہ بوڑھے ہوگئے اور ان کی بھوئیں (حاجب) ان کی آنکھوں پر گر گئی تھیں۔ ہمام نے ان (معمر) کو یہ (حدیثیں) پڑھ کر سنانی شروع کیں لیکن جب تھک گئے تو معمر نے (رسالہ) ہاتھ میں لے لیا اور باقی کو خود پڑھ کر سنایا۔ عبد الرزاق (راوی) یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ کونسا حصہ انہوں نے پڑھا اور کونسا ان کو پڑھ کر سنایا گیا۔ ابن سعد نے کہا

(۱) مطبوعہ حیدرآباد، جلد یازدہم، صفحہ ۶۷، حالات نمبر ۱۰۶، نیز جلد اول ص ۵۷۴۔

(۲) یہاں اس طرح شیخ ہے لیکن ان کے بھائی وہب بن منبہ کے حالات (۱۶۲/۱۱ نمبر ۲۸۸) میں بغیر نقطوں کے شیخ بن ذی کنار الیمانی الصنعانی الذیاری لکھا ہے۔ ابناء کی آمد یمن میں چھٹی صدی عیسوی کے اواخر میں آں حضرت ﷺ کے ولادت کے بعد ہوئی لیکن یہاں باپ دادا، پڑدادا، سگڑ دادا سب کے نام ایرانی کی جگہ عربی میں دیے ہیں۔ وہ یا تو ایرانی تھے یا نسبت مشتبہ ہے۔

کہ ان کی وفات ۱۳۱ھ اکتیس (احدی وثلثین)[1] میں ہوئی۔ بخاری کا بیان ہے کہ علیؓ نے بیان کیا! میں نے ایک شخص سے جو ہمام بن منبہ سے ملا تھا پوچھا کہ ہمام کی وفات کب ہوئی؟ کہا ۲ھ دو میں[2]۔ اور ابن عیینہ کے حوالے سے بیان کیا ہے، کہا کہ میں ہمام کی آمد کا دس برس تک انتظار کرتا رہا۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ ابن سعد[3]، الخلیفہ اور ابن حبان نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۳۱، ۱۳۲ اکتیس یا بتیس میں ہوئی۔ العجلی نے بیان کیا ہے کہ یہ یمنی، تابعی اور ثقہ تھے۔"

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون[4] میں لکھا ہے کہ "الصحیفة الصحیحة" مؤلفہ، ہمام بن منبہ المتوفی ۱۳۱ھ یہ وہی ہے جسے انہوں نے بروایت ابی ہریرہ تالیف کیا" (کتبھا عن ابی ھریرہؓ)

صحیفہ ہمام کا تحفظ:

بہر حال ہمام بن منبہ نے اپنے استاد سے حدیثوں کا جو مجموعہ حاصل کیا تھا، اسے نہ تو ضائع کیا اور نہ اپنی ذات کی حد تک مخصوص رکھا، بلکہ اپنی نوبت پر اسے اپنے

(۱) جیسا کہ ہم نے ابھی اوپر دیکھا، ابن سعد نے "سنہ ایک سو ایک یا دو" (سنة احدی او اثنتین ومائة) لکھا ہے۔ اور پرانے زمانے میں کسی کاتب کے سہو کے باعث وہ "اکتیس" ہو گیا۔ اور نووی وغیرہ ہر کسی نے وہی نقل کر دیا۔ البتہ بخاری کا "سنہ دو" کہنا ان کو اس سہو سے بچا لیتا ہے۔ وہ غالباً ۱۰۲ھ کہنا چاہتے ہیں جو ابن سعد کی بھی ایک روایت ہے۔

الجمع بین رجال الصحیحین ج ۲ ص ٥٥٤، قال علی بن المدینی عن اجل لقی هماما، انه مات سنة اثنتین وثلاثین ومائة وقال ابن سعد توفی سنة احدی وثلاثین ومائة رحمه الله۔

(۲) اور (۳) کیلئے ملاحظہ ہو ص ۵۰ حاشیہ (۱)

(۴) بر موقع (اس کتاب کے کئی مشرقی و مغربی ایڈیشن ہیں)

شاگردوں تک پہنچایا اور رسالہ زیر تذکرہ کی روایت یا تدریس کا مشغلہ انہوں نے پیرانہ سالی تک جاری رکھا۔ یہ درس بہتوں نے لیا ہوگا لیکن خوش قسمتی سے انہیں ایک صاحب ذوق شاگرد معمر بن راشد یمنی بھی مل گئے۔ جنہوں نے بغیر حذف و اضافہ اس رسالے کو اپنے شاگردوں تک پہنچایا۔ معمر کو بھی ایک ممتاز اہل علم بطور شاگرد مل گئے، یہ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری تھے۔ یہ بھی اسی ملک کے چشم و چراغ ہیں جس کے بارے میں حدیث نبوی وارد ہے کہ اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ (ایمان یمن والوں میں ہے)

یہ عبدالرزاق بہت بڑے مؤلف گزرے ہیں۔ انہوں نے المُصنَف نامی ایک ضخیم کتاب تالیف دو جلدوں میں علم حدیث پر چھوڑی ہے۔ عہد نبوت و عہد صحابہ کی تاریخ سمجھنے میں اس کتاب سے بڑی مدد ملتی ہے۔ مصنف عبدالرزاق کے مخطوطے، استانبول اور یمن میں کامل، اور حیدر آباد دکن، ٹونک اور حیدر آباد سندھ وغیرہ میں ناقص ملتے ہیں۔۔۔۔ جامعہ عثمانیہ کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف الدین اسے آج کل ایڈٹ کر رہے ہیں اور از ایں چہ بہتر۔۔۔۔ جہاں تک زیر اشاعت صحیفے کا تعلق ہے۔ عبدالرزاق نے بجنسہ روایت کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ علم کی خوش قسمتی ہے کہ انہیں دو بڑے ہی اچھے شاگرد ملے، ایک امام احمد بن حنبل[1] اور دوسرے ابوالحسن بن یوسف السلمی، ان دونوں نے ہمارے صحیفے کی خاص خدمت کی۔ امام احمد بن حنبل نے اسے اپنی ضخیم تالیف المسند کے "باب ابوہریرہ"

(۱) امام احمد بن حنبلؒ بمقام بغداد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ امام شافعیؒ سے درس حاصل کیا اور ۲۴۱ھ میں انتقال ہوا۔ امام بخاریؒ (۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ) اور امام مسلم (۲۰۲ھ تا ۲۶۱ھ) جیسے جلیل القدر محدثین امام احمدؒ کے شاگرد تھے۔

کی ایک خاص فصل میں بلا حذف و اضافہ ضم کر دیا اور جب تک مسند احمد بن حنبل دنیا میں باقی ہے، صحیفہ ہمام کے بھی باقی رہنے کا سامان کر دیا۔ دوسرے شاگرد سلمی نے اس صحیفے کی مستقل روایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور ان کو اور ان کے شاگردوں کو نسلاً بعد نسلٍ ایسے شاگرد رشید ملتے گئے۔ جنہوں نے اس قابل قدر یادگار کو آلائش سے پاک اور حفاظت سے رکھا۔ چند نسلوں بعد عبدالوہاب ابن مندہ اصفہانی کا زمانہ آیا تو ان کے دو شاگردوں نے اس رسالے کی حفاظت کا اپنی اپنی جگہ سامان کیا۔ ایک تو ابو الفرج مسعود بن المحسن الثقفی جن کے سلسلے میں محمد ابن حنبل اور اسماعیل بن جماعہ جیسے ممتاز مشاہیر کے نام ملتے ہیں اور کم از کم ۸۵۶ھ تک باقاعدہ درس اور روایت کی اجازت دینے کا سلسلہ جاری رہا۔ دوسرے ان عبدالوہاب ابن مندہ کے دوسرے شاگرد محمد بن احمد اصفہانی ہیں، جن کے شاگرد ایک خراسانی عالم محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن مسعود المسعودی البندھی (پنجدہی)[1] نے صلیبی جنگوں کے زمانے میں ۵۷۷ھ میں مدرسہ ناصریہ صلاحیہ میں (جو سلطان صلاح الدین نے دمیاط یعنی مصر میں قائم کیا تھا) اس کا درس دیا، اتفاق سے یہ اصل نسخہ محفوظ ہے اور ۶۷۰ھ یعنی تقریباً پوری ایک صدی تک اسی نسخے پر نسلاً بعد نسلٍ علماء نے اپنے درس کا مدار رکھا اور اس میں اپنی درس دہی اور حاضر الوقت طلبہ کے نام وغیرہ درج کر کے دستخط کئے۔ اس سماع سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ بندہی جو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین کے استاد تھے، ان کے درس میں دمیاط کا فوجی گورنر، تینیس اور

(۱) ان کے حالات کے لئے دیکھو ارشاد یاقوت ۷/۲۰۔ بغیہ سیوطی ص ۹۹۔ بروکلمان کی جرمن (تاریخ ادبیات عربی) ضمیمہ جلد اول ص ۶۰۴ نیز ضمیمہ، ضمیمہ، جلد اول ص ۷۴۳ وفیات ابن خلکان نمبر (۶۳۱)

دمیاط کے متعدد اساتذہ و فضلاء بھی حاضر تھے۔ فیض علم کے ان جاری رکھنے والوں کا شجرہ یوں بنتا ہے:

رسول اکرم ﷺ (۵۳ھ قبل ہجرت تا ۱۰ھ)

ابو ہریرہؓ (فوت ۵۸ھ)

ہمام بن منبہ (فوت ۱۰۱ھ)

ابو عروہ معمر بن راشد (فوت ۱۵۳ھ)

ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع (۱۲۱ھ تا ۲۱۱ھ)

امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ)

مطبوعہ

احمد بن یوسف السلمی

ابو بکر محمد بن الحسین القطان (ف ۳۰۲ھ)

[ابراھیم بن محمد القطان]

محمد بن اسحاق ابن منده (۳۱۰ھ تا ۳۹۵ھ)

عبدالوھاب بن محمد ابن منده

مسعود بن الحسن الثقفی

محمود بن ابراھیم ابن منده

محمد بن محمد بن محمد بن ھبة اللہ جہبل

القاسم بن محمود بن مظفر بن عساکر

ابراھیم بن احمد بن عبد الواحد

عبداللہ ابن جماعه

اسماعیل ابن جماعه

مخطوطہ برلین

محمد بن احمد بن محمد الاصبہانی

محمد بن عبدالرحمن المسعودی، البندی

مخطوطۂ دمشق

جیسا کہ ہم نے ابھی دیکھا، صحیفۂ ہمام کی جہاں نسلاً بعد نسلٍ مستقل اور علاحدہ روایت کا سلسلہ جاری رہا، وہیں بعض محدثوں نے اس کو اپنی تالیفوں میں ضم یا مدغم بھی کر لیا۔ ان میں سے امام احمد بن حنبلؒ نے چونکہ مؤلف یا راوی وار حدیثیں مرتب کیں، اس لئے ان کے لئے ممکن تھا کہ صحیفہ ھمام کو بجنسہ محفوظ رکھیں اور انہوں نے یہی کیا بھی ہے[1]۔ اس سے جہاں صحیفہ ھمام کے نو دستیاب شدہ مخطوطے کی صحت کی توثیق ہوئی ہے، وہیں خود اس مخطوطے سے مسند بن حنبلؒ کے قابل اعتماد ہونے کا ثبوت ملتا ہے، اللہ نے اس طرح ان دونوں خادمانِ علم کو جزاء دیتے ہوئے آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی سرخ رو کر دیا ہے۔ البتہ دوسرے محدث چونکہ موضوع وار حدیثیں مرتب کرتے رہے، مثلاً امام بخاری وغیرہ، انہوں نے مجبوراً صحیفہ ھمام کی حدیثوں کو اپنی کتابوں کے مختلف ابواب میں منتشر کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر سرسری تلاش میں صحیفہ ھمام کی مندرجہ ذیل حدیثیں صحیح بخاری کے ابواب مفصلہ کے تحت میں ملیں جو متن و عن یکساں ہیں اور سب معمر سے مروی ہیں:

حدیث نمبر	۱۰۸	بخاری	باب لا تقبل صلاة بغیر طهور
حدیث نمبر	۹۲	بخاری	ما یقع من الغائیات
حدیث نمبر	۶۰	بخاری	من اس عریانا
حدیث نمبر	۱۱۹	بخاری	دفن النخامة
حدیث نمبر	۷۰	بخاری	من اخذ بالر کاب
حدیث نمبر	۴۹	بخاری	الحرب خدعة
حدیث نمبر	۱۳۳	بخاری	قول النبی احلت لکم الغنائم

(۱) دیکھئے مسند ابن حنبل طبع اول جلد دوم ص ۳۱۲ تا ۳۱۹۔

حدیث نمبر	۸۵	بخاری	ماجاء فی صفة الجنة
حدیث نمبر	۵۸	بخاری	قول اللّٰه واذ قال ربك للملائكة
حدیث نمبر	۲۳، ۲۴(ہردو)	بخاری	باب علامات النبوة
حدیث نمبر	۵۷	بخاری	باب بالا نیز باب قول اللّٰه واذ وعدنا موسی
حدیث نمبر	۴۶	بخاری	باب قول اللّٰه وایوب اذ نادی
حدیث نمبر	۱۰۳	بخاری	حدیث الخضر مع موسیٰ
حدیث نمبر	۱۱۵	بخاری	بدو الخلق، باب
حدیث نمبر	۵۹	بخاری	وفاة موسیٰ
حدیث نمبر	۴۷	بخاری	قول اللّٰه وآتینا داؤد زبورًا
حدیث نمبر	۴۱	بخاری	قول اللّٰه واذكر فی الكتاب مریم
حدیث نمبر	۷۸	بخاری	حدیث الغار، باب
حدیث نمبر	۱۲۵	بخاری	باب علامات النبوة
حدیث نمبر	۱۲۴	بخاری	باب ایضاً

صحیح کا متن چوتھائی حصہ ہم نے نہیں دیکھا۔ اس میں بھی معمر کے حوالے سے مزید حدیثیں ملیں گی۔

ظاہر ہے کہ امام بخاری وغیرہ کی تالیفوں سے موجودہ مخطوطے کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، بجز اس کے کہ تخریج احادیث کی جائے البتہ مسند احمد بن حنبل سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ جہاں وہ بجنسہ نقل کر دیا گیا ہے اس مقابلے پر نظر آتا ہے کہ:

(۱) مسند ابن حنبل اور ہمارے مخطوطات میں احادیث کی ترتیب یکساں ہے بجز احادیث نمبر ۱۳، ۹۳، ۱۲۶، ۱۳۸ کے جن میں تقدم و تاخر ہوا ہے، لیکن الفاظ بعینہ

وہی ہیں۔

(۲) مسند ابن حنبل میں ایک پانچ لفظی مختصر حدیث ہے جو ہمارے مخطوطوں میں نہیں ہے۔ (دیکھو حدیث نمبر ۱۴ کا حاشیہ) اس کے برخلاف مخطوطوں کی حدیث نمبر ۵ مسند ابن حنبل میں حذف ہو گئی ہے۔ ہم نے مسند ابن حنبل کے مطبوعہ نسخے پر اعتماد کیا ہے۔ اس میں طباعت کی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں، اس کا نیا ایڈیشن، جو متعدد نئے مخطوطوں سے مقابلہ کر کے شائع ہو رہا ہے، ابھی تک اس حصے تک نہیں پہنچا جہاں صحیفۂ ہمام درج ہے۔

(۳) ہمارے مخطوطوں کی حدیثوں (۲۹، ۴۰) میں "وسمی الحرب خدعة" کا جملہ دہرایا گیا ہے۔ مسند ابن حنبل میں یہ صرف حدیث نمبر (۴۰) میں ایک بار آیا ہے نمبر (۲۹) میں نہیں۔

(۴) بعض ذیلی چیزوں میں، جن سے اصل حدیث پر اثر نہیں پڑتا دونوں میں کہیں کہیں فرق ہے۔ مثلاً لفظ "اللّٰہ" کے بعد کسی میں "تعالیٰ" ہے تو کسی میں "عزوجل" یا کسی میں "نبی" ہے تو کسی میں "رسول اللّٰه" یا "ابو القاسم" جو سب مترادف ہیں۔

(۵) چند ایسے خفیف فرق ہیں جو عام طور پر ایک ہی کتاب کے دو مخطوطوں میں ملتے ہیں چنانچہ مخطوطہ دمشق و مخطوطہ برلین میں باہم جو فرق ہے، مخطوطوں اور مسند ابن حنبل کے مابین بھی اسی طرح کا فرق ہے۔ جس سے مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ تمام فرق حاشیے میں درج کر دیے گئے ہیں۔

<u>اسناد:</u>

ماخذ معلومات کا حوالہ بیان کرنا، اور کوئی پرانا واقعہ ہو تو اپنے استاذ کے نام ہی پر

اکتفا کرنا، بلکہ استاد کے استاد اوران کے اساتذہ کے مکمل ناموں کا سلسلہ چشم دید، یا گوش شنید واقف کار تک پہنچانا یہ اسلامی مؤرخوں اور مؤلفوں کی اہم خصوصیات رہی ہیں۔ مسلمانوں میں اس کی ابتداء اور دیگر اقوام میں اس کے کم معروف ہونے پر ایک دلچسپ بحث پروفیسر ڈاکٹر زبیر صدیقی نے کی ہے (دیکھو ان کا مقالہ "السیر الحثیث فی تاریخ تدوین الحدیث" جو موتمر دائرۃ المعارف حیدر آباد میں پڑھا گیا اور روئداد موتمر میں ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوا۔ وہاں یہ بحث ص ۴۳ تا ۵۵ میں آئی ہے)

زیر اشاعت رسالے کے مخطوطہ دمشق کی سند یہ ہے: محمد بن عبد الرحمٰن پنجدہی، از محمد بن احمد اصفہانی، از عبدالوہاب بن محمد ابن مندہ، از والد خود محمد بن اسحاق ابن مندہ، از محمد بن الحسین القطان، از احمد بن یوسف السلمی، از عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، از معمر، از ہمام بن منبہ، از ابو ہریرہؓ، از رسول اللہ ﷺ ۔۔۔۔۔ یہ سب پونے چھ سو سال کی سرگزشت ہے۔

لیکن انسان خطا و نسیان سے مرکب ہوتا ہے، چنانچہ بہ ظاہر سہو کاتب سے ایک درمیانی نام چھوٹ گیا ہے۔ کیونکہ ان گیارہ نسلوں سے چوتھی کڑی پر بیان ہوا ہے کہ محمد بن اسحاق ابن مندہ نے اسے محمد بن الحسین القطان سے سنا، قصہ یہ ہے کہ ابن مندہ کی ولادت ۳۱۰ھ میں ہوئی جبکہ ان کے مبینہ استاد القطان کی دس سے آٹھ سال پہلے ۳۰۲ھ میں وفات ہو چکی تھی (۱)۔ ظاہر ہے کہ استاد شاگرد کا تعلق ناممکن ہے۔ ابن مندہ اور القطان کے درمیان کی ایک کڑی گم ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ایک سہو کتابت ہے اور ایک پوری سطر چھوٹ گئی ہے اور اس سہو کے محسوس نہ ہونے کا باعث یہ ہے کہ اس سطر میں صرف ایک نام، یعنی

(۱) کتاب الانساب للسمعانی تحت مادہ "قطان"

سلسلہ اسناد کی صرف ایک کڑی تھی اور اتفاق سے اس کا اور اس کے بعد کی سطر کا آغاز یکساں الفاظ سے ہو رہا ہے اس لئے نقل کنندہ کاتب کی نظر چوک گئی۔

اس مفروضے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح عبد الوهاب ابن منده نے اپنے باپ سے تعلیم حاصل پائی اور اس رسالے کی روایت کی، اسی طرح محمد بن الحسین القطان سے بھی ان کے بیٹے نے تعلیم پائی اور حدیثوں کی روایت کی ہے جیسا کہ سمعانی نے (کتاب الانساب، تحت مادہ قطان) صراحت سے بیان کیا ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسناد کی اصل عبارت یوں ہوگی کہ:

اخبرنا والدی الامام ابو عبداللہ محمد بن اسحاق، قال: اخبرنا (ابو اسحاق ابراهیم بن محمد بن الحسین القطان قال: اخبرنا والدی الامام(۱)) ابوبکر محمد بن الحسین..... الخ

ہمیں خبر دی میرے والد امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق نے، کہا ہمیں خبر دی (ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن الحسین القطان نے کہا: ہمیں خبر دی میرے والد امام(۱))ابو بکر محمد بن الحسین..... نے، الخ۔

جیسا کہ نظر آئے گا، "محمد بن اسحاق" کے بعد ہی "ابو اسحاق" کا لفظ آیا اور پھر "اخبرنا والدی الامام" کے الفاظ پے درپے دو سطروں میں دہرائے گئے بے چارے کاتب کی نظر چوک گئی اور بعد میں کسی نے اسے محسوس نہ کیا تو اسے معذور رکھا جاسکتا ہے۔ یہ یوں بھی سلسلہ کی رسمی چیز کے ایک دو نہیں بارہ ناموں میں ایک کا اتفاقاً چھوٹ جانا ہے۔ اس سے کتاب کے اصل متن یعنی حدیثوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۱) بریکٹوں [ ] کے مابین کی عبارت ہماری رائے میں کاتب کی سہو سے چھوٹ گئی ہے۔

یہ سہو کب ہوا؟ اس سوال کا جواب بھی دینا ممکن نظر آتا ہے یہ سہو نہ صرف دمشق کے مخطوطے میں ہے، بلکہ برلین کے مخطوطے میں بھی اور دونوں کے اسنادات عبد الوهاب بن محمد ابن منده پر آکر ملتی اور پھر مشترک ہو جاتی ہیں، جیسا کہ اوپر شجرہ دے کر بتایا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے جو نسخہ، تیار ہوا، اسی میں یہ سہو ہوا تھا۔

یہ امر کہ یہ محض سہو ہے اور یہ کہ اس سے اصل متن پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اس بات سے بھی ثابت ہے اس سہو کے تقریباً دو سو سال پہلے اس کتاب کے پورے متن کو ایک اور مؤلف، امام ابن حنبل اپنی جگہ محفوظ کر چکے تھے اور آج ان دونوں ماخذوں (مسند ابن حنبل اور مخطوطۂ صحیفہ ابن ہمام) کا باہمی مقابلہ کرنے پر دونوں بالکل یکساں پائے جاتے ہیں۔ اور صاف نظر آتا ہے کہ سہو کاتب سے اصل کتاب پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ جہاں مسند ابن حنبل سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بعد کی صدیوں کے محدثوں نے صحیفۂ ہمام کے دیانت دارانہ تحفظ میں کوئی کوتاہی نہ کی تو ساتھ ہی صحیفۂ ہمام کے نو دستیاب شدہ مخطوطوں سے خود اس کا بھی یقین ہو جاتا ہے کہ امام ابن حنبلؒ نے پوری علمی دیانت داری سے صحیفۂ ہمام کے متعلق اپنی معلومات محفوظ کیے ہیں۔ انہیں کیا خبر تھی کہ ان کی وفات کے بعد ساڑھے گیارہ سو سال بعد ان کی علمی دیانت داری کی جانچ ہوگی۔ اگر انہوں نے صحیفۂ ہمام کی حد تک جعل سازی نہیں کی تو اپنی مسند کے باقی اجزاء میں بھی عمداً کوئی ایسی بددیانتی نہیں کی ہوگی۔

ہمام بن منبہ کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ابوہریرہؓ سے احادیث کا یہ مجموعہ ۵۸ھ سے (جبکہ حضرت ابوہریرہؓ کا انتقال ہوا) پہلے ہی حاصل کیا ہوگا۔ اس پر اب (۱۳۷۲ھ میں) سوا تیرہ سو سال میں اسی مجموعے کی عبارت نہیں بدلی، بلکہ بجنسہ

باقی رہی تو رسول اکرم ﷺ سے سننے اور ابوہریرہؓ کے اس کو لکھ لینے کی مختصر مدت میں اس میں تبدیل و تحریف کا امکان نہ ہونا چاہئے، خاص کر اس لئے کہ یہی حدیثیں حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا سلسلہ اسناد مختلف رہا ہے۔ بعض حدیثوں کی تو کئی کئی صحابہ نے روایت کی ہے۔ اگر آج کی صحبت میں بے ضرورت تطویل اور تھکا دینے والے اطناب کا خوف نہ ہوتا تو اس رسالے کی ہر ہر حدیث کے متعلق تلاش کر کے یہ بتلایا جاتا کہ کس کس حدیث کو ابوہریرہؓ کے سوا مزید کس کس صحابی نے روایت کیا ہے اور وہ کن کن وسائل سے محفوظ ہوتی ہوئی ہم تک آئی ہے۔ اور کس طرح وہ باہم ایک دوسرے کی توثیق کرتی ہیں۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کی جانب کسی خفیف سے خفیف جعل سازی یا علمی بددیانتی کا گمان تک نہیں رہتا۔ یہ حدیثیں بخاری، مسلم اور صحاح ستہ کے دیگر مؤلفوں نے تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں اپنے دل سے نہیں گھڑیں بلکہ عصر اول سے بحفاظت چلی آنے والی چیزوں ہی کو اپنی تالیفوں میں داخل کیا۔

یہ صورت حال کتاب حدیث پر ہمارا اعتماد مستحکم کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔

مخطوطوں کی کیفیت:

اوپر بیان ہوا ہے کہ صحیفہ ہمام بن منبہ کے ہمیں اب تک صرف دو مخطوطوں کا پتہ ہے۔ اور ان دونوں کا حرف بہ حرف مقابلہ کر کے یہ ایڈیشن تیار کیا گیا ہے۔ ان کی مختصر کیفیت بے محل نہ ہوگی۔

مخطوطہ برلین کا نمبر وہاں کی فہرست مخطوطات عربی میں (1797, 1384, WE) ہے۔ یہ ذخیرہ دوسری جنگ عظیم سے پہلے تک برلین کے سرکاری کتب خانے میں

تھا۔ دوران جنگ میں حفاظت کیلئے یہ شہر ٹیوبنگن بھیجا گیا اور آج تک (۱۳۷۳ھ، ۱۹۵۴ء) وہ وہیں ہے۔ وہاں صحیفۂ ہمام ایک مجموعہ رسائل میں ہے۔ جن میں وہ ورق نمبر (۵۴) سے شروع ہو کر نمبر (۶۱) تک یعنی آٹھ ورقوں میں ہے۔ بیچ میں دو جگہ ایک ایک ورق گم ہو گیا ہے۔ اس کا حجم (۵ء۱۷x۵ء۱۲) سینٹی میٹر ہے۔ اور ہر صفحے میں (۱۹) سطریں آئی ہیں۔ اور اس میں ہر حدیث "وقال" (اور انہوں نے کہا) کے الفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اپنے سفر برلین کے وقت میں نے اپنے ہاتھ سے اس کی نقل کے آخر میں، میں نے یہ عبارت درج کی تھی: "نَقَلَهُ لَفظًا مِنَ الأَصْلِ الْمَحْفُوْظِ فِيْ خِزَانَةِ الْحُكُوْمَةِ الْبَرُوْسَاوِيَّةِ فِيْ بَرْلِيْن يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمًا قَبْلَهُ ۱۳۵۱ مِنَ الْهِجْرَةِ وَقَابَلَهُ مَنَ الأَصْلِ الْمَنْقُوْلِ عَنْهُ بِحَسْبِ الاَسْتِطَاعَة، محمد حَمِيْدُ الله"

(محمد حمید اللہ نے اصل نسخے سے جو حکومت پروشیا کے کتب خانہ واقع برلین میں محفوظ ہے ۱۳۵۱ھ میں اس کو لفظ بہ لفظ بروز عرفہ اور اس سے ایک دن پہلے نقل کیا، اور جس اصل سے یہ نقل حاصل کی گئی اس سے حسب استطاعت مقابلہ کیا)

یہ نسخہ بارھویں صدی ہجری کے ابتدائی زمانے کا ہے۔ جب ہم نے بروکلمان[1] کی طرف رجوع کیا تو افسوس ہوا کہ اس نے فاش غلطیاں کی ہیں۔

(۱) اس نے جرمن زبان میں ساری دنیا کی عربی کتابوں کی ایک فہرست چھاپی ہے اور ہر کتاب کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کا مؤلف کون تھا (مع مختصر سوانح عمری)، کتاب کے کتنے مخطوطے دنیا کے کس کس کتب خانے میں (بحوالہ نمبر فہرست) پائے جاتے ہیں، ساتھ ہی اگر وہ چھپ بھی گئی ہے تو کب کب اور کہاں چھپی ہے۔ یہ سات جلدوں میں تقریباً پانچ ہزار باریک ٹائپ کے صفحوں میں جرمن زبان میں چھپی ہے۔ اس کا نام ہے "تاریخ ادبیات عربی"۔

Geschichte Der Arabischen Litteretur

چونکہ اس کتاب میں حروف تہجی پر اشاریہ بھی ہے اس لئے یہاں صفحوں کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔

بروکلمان اس صحیفہ کو ہمام بن منبہ کے نام کے تحت نہیں بیان کرتا۔ جب ہم نے تلاش کو طول دیا تو اس کا پتہ محض اتفاقاً چلا۔ وہ اس صحیفے کو "عبد الوهاب بن محمد بن اسحاق بن منده اَلْمُتَوَفّٰی ۴۷۳ھ مطابق ۱۰۸۲ء" کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے: "آپ کی تالیفوں میں صحیفۂ همام بن منده (نام یوں ہی ہے) المتوفی ۱۵۱/۷۴۸ (سن اسی طرح ہے) جو ابوہریرہ متوفی ۶۷۸/۵۸ سے مروی ہے" یہ غلطی طبع اول ہی میں نہیں بلکہ ضمیمہ کتاب اور جلد اول کے ضمیمے کے ضمیمے میں بھی ہے۔ اس نے "همام بن منده" لکھا ہے حالانکہ مراد "همام بن منبه" کے سوائے اور کچھ نہیں۔ اسی طرح اس سے ان کی تاریخ وفات میں بھی سہو ہوا ہے (صحیح تاریخ ۱۰۱ھ ہے نہ کہ ۱۵۱ء) اسی طرح اس نے عبد الوهاب ابن منده کی طرف منسوب کرنے میں فاش غلطی کی ہے۔ وہ تو کسی ایک زمانہ میں صرف روای تھے۔

مخطوطہ دمشق:

دمشق کا مخطوطہ اپنے بشیر مخطوطے پر ایسی ہی فوقیت رکھتا ہے جیسے کہ سورج کا نور چاند کی مستعار روشنی پر، اور وہ وہاں کتب خانہ ظاہریہ میں محفوظ ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی (کلکتہ یونیورسٹی) نے مجھے اس کا پتہ دیا اور دمشق کے ڈاکٹر صلاح الدین منجد کی مہربانی سے مجھے اس کتاب کے فوٹو فراہم ہوئے۔ یہ دونوں میرے اور ان تمام لوگوں کے شکریہ کے مستحق ہیں جو اس کتاب کے پڑھنے سے مستفید ہوں گے۔

دمشق کا یہ مخطوطہ بھی کئی رسالوں کے مجموعے کے ضمن میں ہے لیکن یہ امتیاز رکھتا ہے کہ مکمل ہے اور کتابت کی تاریخ کے لحاظ سے بھی برلین کے مخطوطے سے بھی زیادہ قدیم ہے چنانچہ چھٹی صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح یہی وہ اصل

نسخہ بھی ہے جو درس اور سماعت میں استعمال ہوتا رہا اور متعدد مرتبہ اس پر اجازت ثبت ہوئی ہے۔ ابن عساکر مصنف ”تاریخ دمشق“ ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے اسی مخطوطے پر درس دیا ہے، وہ خوش خط ہے البتہ لکھنے والے نے اکثر جگہ حرفوں پر نقطے نہیں دیئے ہیں۔ ہر صفحہ میں ۲۱ یا ۲۲ یا ۲۳ سطریں ہیں۔ میرے پیش نظر فوٹو کا حجم جرمنی کی کتاب کے حجم کے برابر ہی ہے۔ یہ نسخہ صلیبی جنگوں کے زمانہ میں دمیاط (مصر) کے ایک نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔ ان لڑائیوں اور فتنوں کے زمانہ میں محدثین کے پاس اسلامی درس کے جو عادات اور آداب تھے، ہم ان کو اس کی سماعتوں میں دیکھتے ہیں یہاں ان کی تفصیل کی حاجت نہیں۔

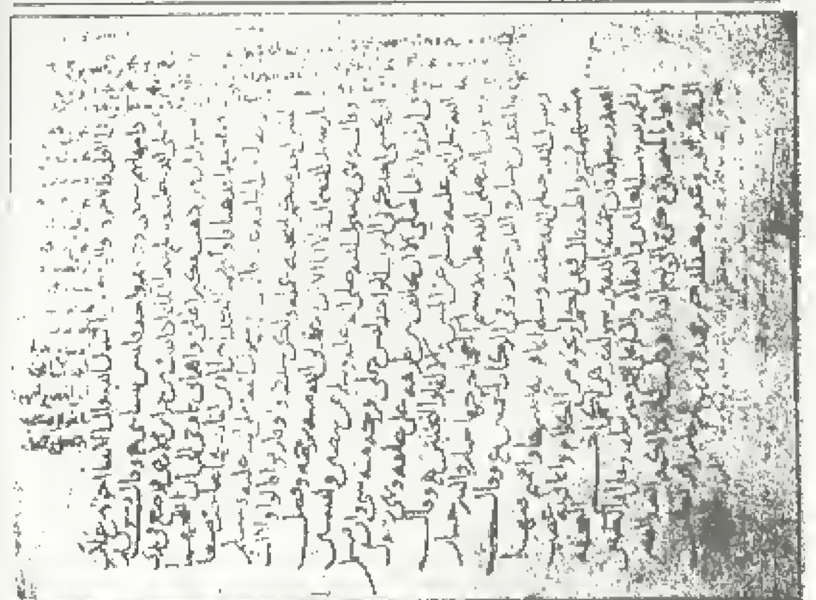
دونوں مخطوطوں میں کاتب نے روایت کے بعض اختلافات کو حاشیہ پر یوں لکھا ہے۔ ”أَوْخِرُ“ یا ”أَذْخِرُ“ اسیطرح ”تَرَكْتُكُمْ“ ”تُرِكْتُمْ“، ”يُحَيُّونَكَ“، ”يُحَيُّونَتَ“ ”فَزَادُوا“ ”فَزَاوَوُهُ“ ”بِطَعَامِكُمْ“ ”بِطَعَامِيهِ“ ”حِيْنَ“ ”حِيْنَئِذٍ“ ان اختلافات سے حدیث کا مفہوم بالکل نہیں بدلتا۔ مسند ابن حنبل میں بھی ہم ایسے چند اختلافات حاشیے پر درج دیکھتے ہیں ممکن ہے کہ مسند کے نئے اور بہتر ایڈیشن میں یہ سارے اختلافات بھی مل جائیں کہ پہلا ایڈیشن کسی قدر ناقص چھپا ہے۔ شاید یہ اختلافات معمر کے زمانے سے چلے آرہے ہیں کیونکہ انہوں نے ہمام سے صحیفہ پورے کا پورا نہیں سنا تھا، جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ شروع میں ہمام ہی سناتے رہے۔ جب وہ اپنی شدید پیرانہ سالی کی وجہ سے تھک گئے تو ان کے شاگرد معمر نے اپنے نقل کردہ نسخے سے باقی عبارت پڑھ کر سنائی اور تھکے ہوئے استاد توجہ نہ کرسکے۔ پرانے عربی خط کی خامیوں کو قرأت سماعت کے ذریعہ سے کنٹرول کیا جاتا تھا جو یہاں پوری طرح نہ ہوسکا۔

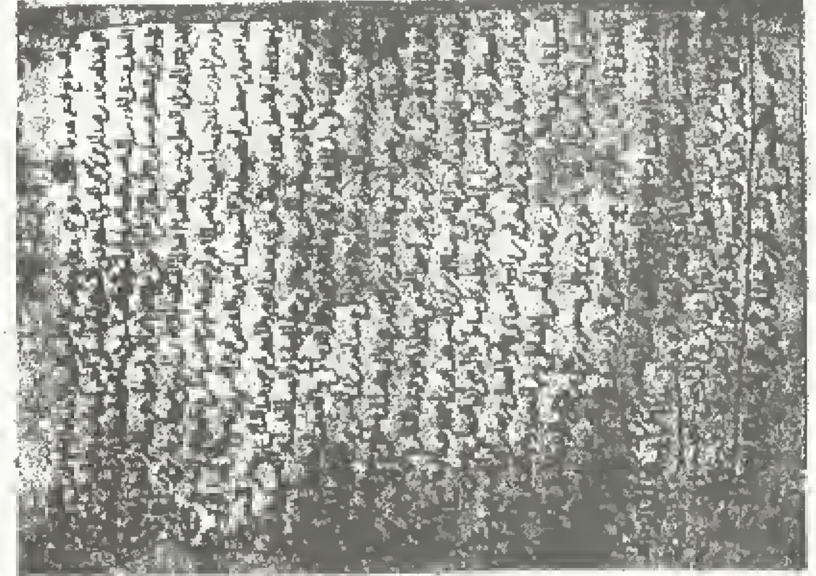
حدیث نبوی اصل میں دو ستونوں پر قائم ہے: کتابت اور قرأت سماعت اور وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ اگر کوئی شخص حدیث نبوی کے تحفظ اور صحت میں جو حزم احتیاط برتی جاتی رہی ہے اس کا مقابلہ اسلام سے پہلے دوسرے پیغمبروں کی حدیثوں کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس سے، اور اسی طرح ہمارے اس موجودہ زمانے کی ”تاریخ“ سے کرتا ہے جو اخبارات وجرائد کے عمداً جھوٹ اور سرکاری دستاویزوں کے مکارانہ بیانات اور تدریسیات پر مبنی ہوتی ہے اور فکر سلیم سے کام لے تو اس پر حدیث کی فضیلت وفوقیت واضح ہوجائے گی اور یہ بھی واضح ہوجائے گا کہ محدثین کے کارنامے، عہد صحابہ سے لے کر آج تک، جو زمانے کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے ہیں کتنی۔ فوقیت رکھتے ہیں! مسلمانوں کی حدیث اور غیروں کی حدیث میں وہی فرق ہے جو زمین وآسمان میں، اور ان دونوں کے فرق کا کیا ٹھکانہ ہے۔ حدیث اسلامی کی خوبیوں پر نہ دشمن کا معاندانہ طعن وطنز پردہ ڈال سکتا ہے اور نہ دوستوں کی ناواقفیت، آئندہ اوراق میں صحیفہ ہمام پیش ہے، سہولت کی خاطر ان حدیثوں پر ہم نے نمبر سلسلہ بڑھادیا ہے۔

(أقدم تأليف في الحديث النبوی)

صحيفة همّام بن منبّه

المولود سنة ١٥ (؟) والمتوفى سنة ١٠١ أو ١٠٢ للهجرة تلميذ سيدنا ابی هريرة رضى الله عنه (المتوفى سنة ٥٨ من الهجرة)





مخطوطہ دمشق کتاب خانہ ظاہریہ کے آخری صفحہ کا فوٹو

اس صفحہ کی ابتداء میں حدیث نمبر ۱۳۲ کا بقیہ حصہ درج ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَوْنُكَ اللّٰهُمَّ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَالصَّلَاةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے)

یا اللہ تیری مدد

الحمدللہ رب العالمین، والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد وآلہ اجمعین۔

(سب تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور اس کے رسول محمد ﷺ اور اس کی تمام آل پر رحمت ہو)

[حَدَّثَنَا الشَّيْخُ الْأَجَلُّ الْأَوْحَدُ الْحَافِظُ تَاجُ الدِّيْنِ بَهَاءُ الْإِسْلَامِ بَدِيْعُ الزَّمَانِ] (۱) اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْعُوْدِ الْمَسْعُوْدِى الْبَنْدِهِىُّ (۲) وَفَّقَهُ اللّٰهُ وَبَصَّرَهُ بِعُيُوْبِ نَفْسِهٖ بِقِرَاءَتِهٖ عَلَيْنَا مِنْ أَصْلِ سِمَاعِهِ الْمَنْقُوْلِ مِنْهُ فِي الْمَدْرَسَةِ النَّاصِرِيَّةِ الصَّلَاحِيَّةِ خَلَّدَ اللّٰهُ مُلْكَ وَاقِفِهَا فِي السَّادِسِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ سَبْعٍ وَّسَبْعِيْنَ وَخَمْسِمِائَةٍ قَالَ:

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الثِّقَةُ الصَّالِحُ أَبُو الْخَيْرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ الْمُقَدَّرِ الاصْبَهَانِىُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ:

(۱) لعل هذا من زيادة بعض المتأخرين فانه لا يطابق ما يلي أي" بصره بعيوب نفسه"

(۲) البندهي، غير معجم في الأصل والنسبة الى بنج ده، قرية بخراسان۔

أَخْبَرَنَا [۱] الشَّيْخُ أَبُوْ عَمْرٍو عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ مَنْدَهْ الإِصْبَهَانِيُّ، قَالَ:

أَخْبَرَنَا وَالِدِيْ الإِمَامُ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ:

أَخْبَرَنَا [...] أَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْخَلِيْلِ الْقَطَّانُ، قَالَ:

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ السُّلَمِيُّ، قَالَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامِ بْنِ نَافِعٍ الْحِمْيَرِيُّ:

عَنْ مَعْمَرٍ:

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ:

هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ،

عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، قَالَ:

(شیخ امام اجل اوحد حافظ تاج الدین بہاء الاسلام بدیع الزماں)[۲] ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن مسعود مسعودی البندھی[۳] نے اللہ ان کو توفیق دے اوران کو ان کے نفس کے عیب دکھائے ہم سے بیان کیا:

انہوں نے مدرسہ ناصریہ کے (اللہ اس کے وقف کرنے والے[۴] کے ملک کو

(۱) من هنا يبدأ سند النسخة البرلينية بعد البسملة،

(۲) غالباً یہ عبارت متاخرین نے بڑھائی ہے کیونکہ بعد میں آنے والی عبارت "(اللہ ....ان کو ان کے نفس کے عیب دکھائے)" اس کے ساتھ پیوست نہیں ہوتی ہے۔

(۳) بندھی اصل نسخے میں بے نقط ہے اور یہ اسم نسبت "پنج دہ" سے ماخوذ ہے، پنج دہ، خراسان میں ایک گاؤں تھا۔

(۴) یعنی سلطان صلاح الدین (ولادت ۵۳۲ھ، ۱۱۳۸ءوفات ۵۸۹ھ، ۱۱۹۳ء) یہ مدرسہ دمیاط یعنی مصر میں تھا جیسا کہ آئندہ اجازت میں وضاحت ہے۔

ہمیشہ قائم رکھے) اصل نسخہ کو جس طرح سنا اور جس اصل ہی سے یہ نسخہ نقل کیا گیا ہے، ہم کو بتاریخ ۲۶ ذی قعدہ ۷ے۵ھ پڑھ کر سنایا انہوں نے کہا:

شیخ ثقہ صالح شیخ ابوالخیر محمد بن احمد بن محمد بن عمر المقدر اصفہانی نے خبر دی اس طرح کہ جب ان پر پڑھ کر سنایا جارہا تھا اور میں سن رہا تھا، انہوں نے کہا:

ہم کو خبر دی[۱] شیخ ابو عمرو عبدالوہاب بن ابی عبداللہ محمد ابن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ اصفہانی نے، انہوں نے کہا:

میرے والد امام ابو عبداللہ محمد بن اسحاق نے ہم کو خبر دی، انہوں نے کہا:

ہم کو خبر دی تو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن الحسین القطان نے، انہوں نے کہا:

ہم کو میرے والد امام[۲] ابو بکر محمد بن حسین بن حسن بن خلیل القطان نے خبر دی، انہوں نے کہا:

ابوالحسن احمد بن یوسف سلمی نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے کہا:

عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری نے ہم سے بیان کیا:

وہ معمر سے (روایت کرتے ہیں):

وہ ہمام بن منبہ سے، انہوں نے کہا:

یہ وہ (حدیثیں) ہیں جن کو ابو ہریرہؓ نے ہم سے بیان کیا:

وہ محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

(۱) برلین (جرمنی) کا نسخہ بسم اللہ کے بعد اسی سند سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) وجوہ مندرجہ مقدمہ کے تحت اتنی عبارت بڑھانی پڑتی ہے، بہ ظاہر سہو کتابت سے اصل میں یہ سطر چھوٹ گئی ہے۔

۱ — نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ، فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ. فَهَدَانَا اللهُ لَهُ. فَهُمْ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ، فَالْيَهُوْدُ غَدًا، وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ.

(۱) ہم (دنیا میں) آخری لوگ ہیں (لیکن) قیامت کے دن (سب امتوں سے) آگے ہوں گے، اگرچہ ان کو (اللہ کی) کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہم کو ان کے بعد، پس یہ ان کا وہ دن ہے جس کو (اللہ نے) ان پر فرض کیا۔ پھر انہوں نے اس میں اختلاف کیا لیکن اللہ نے اس بارے میں ہمیں ہدایت دی۔ پس وہ اس بارے میں ہمارے پیرو ہیں، یہودی کل اور نصاریٰ پرسوں (یعنی عبادت کا دن مسلمانوں کے لئے جمعہ ہے، اس کے بعد یہودیوں کے لئے ہفتہ اور اس کے بعد عیسائیوں کے لئے اتوار)

۲ — وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنٰى بُيُوْتًا فَأَحْسَنَهَا وَأَجْمَلَهَا وَأَكْمَلَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا. فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ وَيُعْجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ. فَيَقُوْلُوْنَ: أَلَا

۱۔ يزاد ههنا كما ذكرنا في المقدمة: [أبو اسحاق إبراهيم بن محمد بن الحسين القطان، قال: أخبرنا والدي الامام]

(۱) مسلم ج(۱) ص ۲۸۲ کتاب الجمعہ (مطبوعہ ہند اصح المطابع دہلی ۱۳۴۹ھ)، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه، اخى وهب بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريره عن محمد رسول الله ﷺ...... (پوری حدیث من وعن) بخاری ج ۲۷ کتاب الايمان، حدثني اسحاق بن ابراهيم، اخبرنا عبدالرزاق اخبرنا مَعْمَرٌ عَنْ همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن النبى ﷺ قال: نحن الآخرون السابقون يوم القيامة فقال رسول الله والله لان بلج احدكم بيمينه ...... (دیکھئے صحیفہ ہمام کی حدیث نمبر ۹۵)

۲۔ "بيوتا" في مسلم بتي "دارا" رقمه۔

وُضِعَتْ هٰهُنَا لَبِنَةٌ فَتَمَّ بِنَاؤُهُ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ.

(۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال اس شخص کے مانند ہے جو حجرے تعمیر کرے ان کو عمدہ اور خوبصورت اور کامل بنائے مگر مکان کے کسی ایک کونے کی ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ جائے۔ لوگ پھر پھر کر مکان دیکھتے ہیں اور عمارت کو پسند کرتے ہیں۔ پس وہ کہتے ہیں کیوں نہیں یہاں ایک اینٹ رکھ دی جاتی جس سے عمارت مکمل ہو جائے۔ پھر محمد ﷺ نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہی ہوں۔

۳ — وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ (۲/أ) كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ –أَوْ جُنَّتَانِ– مِنْ حَدِيْدٍ إِلٰى ثُدَيَّيْهِمَا أَوْ إِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِشَيْءٍ ذَهَبَتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوْ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا أَنْفَقَ شَيْئًا أَوْ حَدَّثَ بِهٖ نَفْسَهُ غَضَّتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا فَيُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ.

(۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال (۲/أ) دو آدمیوں کے مانند ہے جن پر دو لوہے کے جبے ---- یا دو زرہ بکتر ---- جو ان کے سینوں یا ہنسلی کی ہڈیوں تک ہوں۔ جیسے جیسے صدقہ دینے والا شخص کوئی

(۲) مسلم ج ۲ کتاب الفضائل ص ۲۴۸ (باب ذكر كونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبين) حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها: وقال ابو القاسم ﷺ مثلي ومثل الانبياء من قبلي ......

۳۔ بها مش الدمشقية: سقط من اصل السماع كلمة "بنانه" "غضت" في فتح البارى عن همام "غاصت"،

چیز صدقہ دیتا ہے تو وہ اس کے جسم سے دور ہوتا جاتا ہے اور اس کی انگلیوں کو چھپا دیتا ہے اور اثر مٹ جاتا ہے۔ اور بخیل جب کبھی کوئی چیز خرچ کرتا ہے یا اپنے دل میں اس کا خیال کرتا ہے تو زرہ کا ہر ایک حلقہ اپنی جگہ کاٹنے لگتا ہے، وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

٤- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مِثْلِي كَمِثْلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي يَقَعْنَ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجِزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا فَذَاكَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِي تَقَحَّمُوْنَ فِيهَا.

(۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے آگ سلگائی ہو جب اطراف کی چیزیں روشن ہو جاتی ہیں تو پروانے اور زمین پر رینگنے والے وہ (کیڑے مکوڑے) جو آگ میں گرا کرتے ہیں۔ اس میں گرنے لگتے ہیں اور وہ شخص ان کو (اس میں گرنے سے) روکنے لگتا ہے لیکن وہ اس پر غالب ہو جاتے ہیں اور اس میں گھس جاتے ہیں۔ بس یہی میری اور تمہاری مثال ہے، میں تم کو آگ سے بچانے کی کوشش کرتا ہوں (اور چلاتا ہوں) کہ آگ سے ہٹو، آگ سے ہٹو (مگر تم سنتے ہی نہیں) لیکن تم مجھ پر غالب آجاتے ہو اور آگ میں گھس جاتے ہو۔

(۴) مسلم ج ۲ کتاب الفضائل ص ۲٤۸۔ حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ ......

٥- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لا يَقْطَعُهَا.

(۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک (اتنا بڑا) درخت ہے کہ اگر سوار اس کے سایہ میں سو برس تک چلتا رہے تو بھی اس کو ختم نہ کرے گا۔

٦- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلا تَنَاجَشُوْا وَلا تَحَاسَدُوْا وَلا تَنَافَسُوْا وَلا تَبَاغَضُوْا وَلا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا.

(٦) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم (بد) گمانی سے بچو، تم بدگمانی سے بچو کیونکہ (بد) گمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، اور تم آپس میں خرید و فروخت میں دھوکا بازی نہ کرو اور آپس میں حسد نہ کرو اور نہ نفسانیت سے آپس میں مقابلہ کرو اور نہ آپس میں بغض رکھو، اور نہ قطع تعلق کرو، اور اے اللہ کے بندو اتم آپس میں بھائی، بھائی بن جاؤ۔

٧- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ رَبَّهُ شَيْئًا إِلا آتَاهُ إِيَّاهُ.

(۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اس گھڑی کوئی مسلمان نماز پڑھتے ہوئے اللہ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ ضرور

٥۔ لا یذکر هذا الحدیث فی روایة ابن حنبل۔

(٦) بخاری ج ٥ ۲ کتاب الادب، حدثنا بشر بن محمد اخبرنا عبدالله اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال:......

(۷) مسلم ج ۱ ص ۲٥۱ کتاب الجمعة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال: اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال:......

اس چیز کو عطا کرتا ہے۔

۸- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ: مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِيْنَ يَأْتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ قَالُوْا تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَآتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

(۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نوبت بہ نوبت تمہارے پاس آیا کرتے ہیں، اور صبح کی نماز اور عصر کی نماز میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری (پروردگار) کے پاس اوپر جاتے ہیں اور وہ ان سے پوچھتا ہے۔۔۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے۔۔۔ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، اور ہم اس حال میں ان کے پاس گئے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۹- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلَّى فِيْهِ وَتَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ.

(۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے تم میں سے ہر شخص پر اس وقت تک رحمت بھیجتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر جہاں اس نے نماز پڑھی تھی (بیٹھا) رہے، اور وہ کہتے ہیں: "یا اللہ! تو اس کی مغفرت کر، یا اللہ تو

(۸) مسلم ج ۱ ص ۲۲۷ کتاب المساجد حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال.....

اس پر رحم کر"۔ جب تک کہ اس شخص کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔

۱۰- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ فَوَافَقَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(۱۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص "آمین" (قبول کر) کہے اور فرشتے بھی آسمان پر "آمین" کہیں ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا ساتھ دینا موافق ہو تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

۱۱- وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِرْكَبْهَا فَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَقَالَ: وَيْلَكَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ ارْكَبْهَا.

(۱۱) اور ابو ہریرہؓ نے کہا: ایک مرتبہ ایک شخص قربانی کے جانور کو اس کے گلے میں پٹہ ڈالے پیدل ہانکے چلا جا رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تو قربانی کا جانور ہے، آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے اس پر سوار ہو جا، تجھ پر افسوس ہے اس پر سوار ہو جا۔

۱۲- (۲/ب) وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: نَارُكُمْ هٰذِهِ مَا يُوْقِدُ بَنُوْ آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ فَقَالُوْا: وَاللهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَتَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ

(۱۰) مسلم ج ۱ ص ۱۷۶ کتاب الصلوة حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريره عن النبی ﷺ بمثله۔

(۱۱) مسلم ج ۱ ص ۴۲۵ کتاب الحج، حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريره عن النبی ﷺ فذکر احادیث منها وقال......

۱۲۔ فی المخطوطتین: "بنوا آدم"۔

حرّها.

(۱۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری یہ آگ جس کو تم بنی آدم سلگاتے ہو حرارت میں دوزخ کی آگ سے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم یا رسول اللہ! اگر اتنی بھی ہوتی تو ہم کو کافی تھی۔ آپ نے فرمایا: دوزخ کی آگ اس سے انہتر درجے زیادہ ہے اور ان میں سے ہر ہر درجہ حرارت میں اتنا ہی ہے۔

۱۳ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَه فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ.

(۱۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے خلقت کو پیدا کیا تو یہ عبارت لکھ دی اور یہ اس کے پاس عرش کے اوپر (موجود) ہے کہ "یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے"۔

۱۴ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِه لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا.

(۱۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی

(۱۲) مسلم ج ۲ ص ۳۸۱ کتاب الجنة باب جهنم، حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ بمثل حديث ابی الزناد غيرانه قال: "كلهن مثل حرها"۔

۱۳ـ وهو عند ابن حنبل بين ۱۴ و ۱۵۔

۱۴ـ زاد ابن حنبل ههنا حديثا لا يوجد فی المخطوطتين وهو: "وقال رسول الله ﷺ اذا قاتل أحدكم فليجتنب الوجه"۔

(۱۴) بخاری ج۲۷ كتاب الايمان، حدثنی ابراهيم بن موسیٰ اخبرنا هشام هو ابن يوسف عن معمر عن همام عن ابی هريرة قال ابو القاسم ﷺ......

جان ہے، میں جو کچھ جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے ہوتے تو یقیناً روتے زیادہ اور ہنستے کم[1]۔

۱۵ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا فَلَا يَجْهَلْ وَلَا يَرْفُثْ فَإِنَّ امْرُؤٌ قَاتَلَه أَوْ شَاتَمَه فَلْيَقُلْ: إِنِّيْ صَائِمٌ إِنِّيْ صَائِمٌ.

(۱۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ ایک ڈھال ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کسی دن روزہ رکھے تو اس کو نہ تو جہالت سے پیش آنا چاہئے اور نہ فحش کلامی کرنی چاہئے۔ اگر کوئی شخص اس سے لڑائی کرے یا اس کو گالی دے تو یہ کہنا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

۱۶ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِه لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَذَرُ شَهْوَتَه وَطَعَامَه وَشَرَابَه مِنْ أَجْلِيْ فَالصِّيَامُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِه.

(۱۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ یقیناً روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے پاس مشک کی بو سے زیادہ اچھی ہے (اللہ کہے گا) کہ وہ اپنی خواہش، اپنا کھانا اور اپنا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہے، پس روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دونگا۔

(۱) یہاں مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث زائد ہے جو صحیفہ ہمام کے دونوں مخطوطوں میں نہیں ہے:

"اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لڑائی کرے تو چہرے سے بچے" (یعنی مسلمانوں کے منہ پر گھونسہ نہ لگائے کہ نازک جگہ ہے) بخاری ج ۱ کتاب العتق میں بھی ہمام بن منبہ سے یہ روایت موجود ہے: حدثنا عبداللّٰه بن محمد حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال: اذا قاتل احدكم فليجتنب الوجه"

۱۷- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: نَزَلَ نَبِیٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجِهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا وَأَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فِي النَّارِ فَأَوْحَى [اللهُ] إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً؟

(۱۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نبیوں میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترے تو ایک چیونٹی نے انہیں کاٹا، اس پر انہوں نے اپنا سامان وہاں سے نکلوایا اسے آگ لگوا کر جلاڈالا اس پر (اللہ نے) ان کی طرف وحی کی کہ کیا (قصور) صرف ایک چیونٹی کا نہ تھا؟

۱۸- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَلٰكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً فَيَتَّبِعُوْنِيْ وَلَا تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَقْعُدُوْا بَعْدِيْ.

(۱۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر مومنوں پر دشواری کا احتمال نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں لڑنے والی کسی جماعت کے پیچھے نہ بیٹھتا لیکن میں اتنی گنجائش نہیں پاتا کہ ان سب کیلئے سواری کا انتظام کروں، اور وہ بھی اتنی گنجائش نہیں پائے کہ میرے ساتھ ساتھ آئیں، اور ان کا جی خوش نہیں ہوتا کہ میرے پیچھے بیٹھے رہیں۔

(۱۷) مسلم ج۲ ص ۲۳۶ کتاب قتل الحیات وغیرها، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا به ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال.....

(۱۸) مسلم ج ۲ ص ۱۳۳ کتاب الامارة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ماحدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ.. ..

۱۹- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ تُسْتَجَابُ لَهُ فَأُرِيْدُ إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْ أُؤَخِّرَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(۱۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک نبی کی ایک منہ مانگی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے (اوروں نے اس کو اس دنیا ہی میں پورا کرالیا) انشاء اللہ تعالی میرا ارادہ ہے کہ اسے امت کی شفاعت کے لئے قیامت کے دن تک ملتوی کروں۔

۲۰- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَائَهُ وَمَنْ لَمْ يُحِبَّ لِقَاءَ اللهِ لَمْ يُحِبَّ اللهُ لِقَائَهُ.

(۲۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملاقات کرنی پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملاقات کرنی پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملاقات کرنی پسند نہیں کرتا تو اللہ بھی اس سے ملاقات کرنی پسند نہیں کرتا۔

۲۱- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: (۱/۳) مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ يَعْصِنِيْ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ.

(۲۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (۱/۳) جس شخص نے میری اطاعت کی گویا اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اور جس شخص نے میری نافرمانی کی تو گویا اس نے اللہ ہی کی نافرمانی کی، اور جس شخص نے (میرے مقرر کردہ) امیر کی اطاعت کی گویا اس نے میری ہی اطاعت کی اور جس نے (میرے) امیر کی نافرمانی کی تو گویا اس نے میری ہی نافرمانی کی۔

۱۹- بهامش الدمشقية: "خ ادخر"، وفي البرلينية: "ادخر" في المتن، و"اوخر" بالهامش.

۲۲- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَتَقَبَّلُ مِنْهُ صَدَقَتَهٗ قَالَ وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَقْتَرِبُ الزَّمَانُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرَجُ. [قَالُوْا: الْهَرَجُ] اَيُّ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: اَلْقَتْلُ اَلْقَتْلُ.

(۲۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تم میں مال کی کثرت نہ ہو جائے، وہ بہا بہا پھرے گا یہاں تک کہ مالدار کو اس بات کی فکر ہو گی کہ اس سے اس کا صدقہ (زکوٰۃ) کون قبول کرے گا، اور آپ نے فرمایا اور علم اٹھا لیا جائے گا، اور زمانہ (قیامت سے) قریب تر ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہونگے اور ہرج کثرت سے ہو گا (لوگوں نے کہا) یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل، خونریزی۔

۲۳- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

(۲۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دو بڑی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کریں، ان دونوں کے درمیان بڑی جنگ ہو گی اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا۔

(۲۲) قال ابو موسیٰ: "الهرج القتل بلسين الحبشة، عن ابی موسیٰؓ وعن ابی هريرةؓ، (بخاری ج ۲۹ کتاب الفتن) ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہرج حبشہ کی زبان میں قتل کو کہتے ہیں۔

(۲۳) بخاری ج ۱٤ کتاب المناقب حدثنی عبد اللّٰہ بن محمد حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ.... مسلم ج ۲ ص ۳۹۰ کتاب الفتن، حدثنا محمد بن رافع حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ.....

۲٤- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُنْبَعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللهِ.

(۲٤) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تقریباً تیس (۳۰) جھوٹے دجال نہ نکلیں، ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

۲۵- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ وَذٰلِكَ حِيْنَ لا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا.

(۲۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک آفتاب اپنے مغرب سے نہ نکلے۔ (پھر اس کے بعد) جب آفتاب طلوع ہو گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے۔ لیکن یہ اس وقت ہو گا جب کہ کسی شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ پہنچائے گا کہ اس سے پہلے نہ تو وہ ایمان لایا تھا اور نہ ہی اپنے ایمان ہی سے کوئی بھلائی حاصل کی تھی۔

۲٦- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لا يَسْمَعَ التَّاْذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ التَّاْذِيْنُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ يَخْطُرُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ وَيَقُوْلُ لَهٗ: اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ مِنْ قَبْلُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ

(۲٤) بخاری ج ۱٤ کتاب المناقب حدثنی عبد اللّٰہ بن محمد حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ ...

(۲۵) مسلم ج ۱ ص ۸۸ کتاب الایمان، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا قال حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ.....

يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى.

(۲۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر پاد تا ہوا چلا جاتا ہے تاکہ اذان سنائی نہ دے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو وہ پھر آ جاتا ہے یہاں تک کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے پھر جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو آدمی اور اس کے نفس کے درمیان خطرہ ڈالنے کے لئے چلا آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ "فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر" جو اس سے پہلے یاد نہیں آتی تھی۔ یہاں تک کہ آدمی یہ جاننے کے قابل نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی۔

۲۷ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْأٰى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِمَّا فِيْ يَمِيْنِهِ قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ.

(۲۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے، دن رات کے مسلسل خرچ کرنے سے بھی وہ خالی نہیں ہوتا۔ دیکھو تو کہ جب سے کہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے کیا کچھ نہیں خرچ کیا؟ مگر اس کے سیدھے ہاتھ

(۲۶) مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ کتاب الصلوٰۃ باب الاذان، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ .....

(۲۷) بخاری ج ۳۰ کتاب التوحيد، حدثنا علی بن عبد الله حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام حدثنا ابو هريرة عن النبی ﷺ ....، مسلم ج ۱ ص ۳۲۲ کتاب الزکوة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق بن همام قال حدثنا معمر بن راشد عن همام بن منبه اخی وهب بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن النبی ﷺ فذكر أحاديث منها وقال قال رسول الله ﷺ ......

میں جو کچھ ہے وہ کم نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: اور اس کا عرش (تخت) پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں روک لینے کی قابلیت ہے، وہی بلند کرتا ہے اور وہی پست کرتا ہے۔

۲۸ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ لَا يَرَانِيْ ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِيْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مِثْلِ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ.

(۲۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کسی پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ مجھے نہ دیکھے گا، اس وقت مجھ کو دیکھنا اسے اس سے زیادہ پسند ہوگا جتنا اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو دیکھنا۔

۲۹ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَهْلِكُ كِسْرٰى ثُمَّ لَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ وَلَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خَدْعَةً.

(۲۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسریٰ (ایران کا بادشاہ) ہلاک ہو جائے گا پھر

(۲۸) مسلم ج ۲ ص ۲۶٤ کتاب الفضائل، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ ...

(۲۹) بخاری ج ۱۲ کتاب الجهاد والسير، حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال مسلم ج ۲ ص ۸۳ کتاب الجهاد والسير مسلم ج ۲ ص ۳۹٦ کتاب الفتن حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ ....

اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا، اور قیصر (روم کا بادشاہ) بھی ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا، اور تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اور (آں حضرت نے) جنگ کو ایک "دھوکہ" فرمایا۔

۳۰- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: أَعْدَدْتُ (۳/ب) لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ.

(۳۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں (۳/ب) جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خطرہ گزرا۔

۳۱- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

(۳۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک کہ میں تمہیں چھوڑے رکھوں کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گزرے وہ اپنے پیغمبروں سے سوال کر کے اور پھر ان کو نہ ماننے کے باعث ہلاک ہو گئے۔ پھر جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس چیز سے بچو، اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو تم سے جتنا ہو سکے اس پر عمل کرو۔

---

(۳۰) بخاری ج ۳۰ کتاب التوحید، حدثنا معاذ بن أسد اخبرنا عبداللہ، اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ۔

۳۱۔ فی المخطوطتین بالهامش: "خ ترکته (أی بدل: ترکتکم)، وفی الدمشقیة بالهامش: "خ فائتمروا" (ای بدل: فأتوا، ورسمه عنده: فاتوا)،

۳۲- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَأَحَدُكُمْ جُنُبٌ فَلَا يَصُوْمُ يَوْمَئِذٍ.

(۳۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب صبح کی نماز کے لئے اذان دی جائے اور تم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں ہو تو اس دن روزہ نہ رکھے[1]۔

۳۳- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اسْمًا مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ.

(۳۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ننانوے نام ہیں: ایک کم سو، جو شخص ان کو یاد رکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ طاق ہے، طاق (عدد عبادت) کو پسند کرتا ہے۔ ✓

۳۴- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ هُوَ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ.

(۳۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ایسے شخص کو دیکھے جس کو اس سے مال اور اخلاق میں فضیلت دی گئی ہو تو اس کو چاہیے کہ ایسے آدمی کو دیکھو جو اپنے سے کم ہو نہ کہ ایسے شخص کو جو بالاتر ہو۔ تاکہ حسد کی

۳۲۔ "فلا يصوم" كذا ولعله "فلا يصم"،

(۱) یا تو یہ ابتدائی زمانے کی منسوخ شدہ حدیث ہے یا منشا اصل میں یہ کہنا ہے کہ طلوع فجر کے بعد بیوی کے پاس جائیں تو پھر اس دن روزہ نہیں رکھ سکتے۔

۳۳۔ "واحدة" كذا فی المخطوطتين، بدل "واحدا"،

(۳۳) مسلم ج۲ ص ۳٤۲ کتاب الذکر والدعاء حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن ايوب عن ابی سيرين عن ابی هريرة عن النبی ﷺ وعن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ ..... وزاد همام بن منبه عن النبی ﷺ "انه وتر يحب الوتر"

جگہ اللہ کا شکر کر سکے)

۳۵- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: طُهُوْرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْهِ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ.

(۳۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کے برتن میں جب کتا منہ ڈالے تو اس کو چاہئے کہ پاک کرنے کے لئے سات مرتبہ دھولے۔

۳۶- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَانِيْ أَنْ يَسْتَعِدُّوْا لِيْ بِحُزَمٍ مِّنْ حَطَبٍ ثُمَّ آمُرُ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقُ بُيُوْتًا عَلٰى مَنْ فِيْهَا.

(۳۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے نوکروں کو حکم دوں کہ میرے لئے لکڑی کے گٹھے لائیں پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں لوگوں کو (جو نماز کو نہیں آتے) ان کے گھروں سمیت آگ لگا کر جلا ڈالوں۔

۳۵- بہامش الیونینیۃ: "خ طہر" (ای بدل: طہور)، "فلیغسلہ" وفی الجامع الصغیر ج ۱ طبع بمصر "أن یغسلہ"۔

(۳۵) مسلم ج ۱ ص ۱۳۷ کتاب الطھارۃ حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن محمد رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ ۔ مسلم میں بھی "فلیغلسہ" کے بجائے "ان یغسلہ" نیز "طہور" کے ساتھ ساتھ مسلم مطبوعہ ہند کے حاشیہ پر بھی "طہر" درج ہے۔

۳۶- "ثم احرق بیوتا" وفی مسلم عن همام "ثم تحرق بیوت"۔

(۳۶) مسلم ج ۱ ص ۲۳۲ کتاب المساجد وموضع الصلوۃ، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ .....

۳۷- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ.

(۳۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی اور مجھے جامع کلمے دیئے گئے ہیں۔

۳۸- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ أَوْ شِرَاكُهُ فَلَا يَمْشِ فِيْ إِحْدَاهُمَا بِنَعْلٍ وَّاحِدٍ وَالْأُخْرٰى حَافِيَةٌ لِيُحْفِيْهِمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا.

(۳۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کسی کی چپل کا تسمہ یا پٹہ ٹوٹ جائے تو دونوں پاؤں میں سے صرف ایک پاؤں میں چپل پہن کر نہ چلے اور دوسرا (پاؤں) ننگا رہے، یا تو دونوں پاؤں ننگے رکھے یا دونوں پاؤں میں چپل پہن لے۔

۳۹- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَأْتِيْ ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ أَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ وَلٰكِنْ يُلْقِهِ النَّذْرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ وَيُؤْتِيْنِيْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ آتَانِيْ مِنْ قَبْلُ.

(۳۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) نذر ماننے سے انسان کو

۳۷- بہامش الدمشقیۃ: "خ الکلام" (ای بدل: الکلم)

(۳۷) مسلم ج ۱ ص ۲۰۱ کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ .....

۳۸- "بنعل واحدۃ" فی البخاری ج ۲۴ کتاب اللباس "بنعل واحدۃ" "لیحفیهما" فی البخاری ایضا "لیحفهما"۔

(۳۹) بخاری ج ۲۷ کتاب القدر، حدثنا بشر بن محمد اخبرنا عبد الله اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال.....

کوئی ایسی چیز نہیں مل جاتی جو میں نے اس کی قسمت میں مقدر نہ کی ہو بلکہ نذر ماننے سے وہ شخص صرف ایسی چیز حاصل کرتا ہے جو میں نے اس کے لئے پہلے ہی سے مقدر کررکھی ہے۔ البتہ نذر کی خاطر بخیل سے (کچھ خیرات) نکل آتی ہے اور وہ مجھے اس کی خاطر ایسی چیز دیتا ہے جو اس سے پہلے نہیں دیتا تھا۔

۴۰ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ قَالَ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَسَمَّى الْحَرْبَ خِدْعَةً.

(۴۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "خیرات کر میں تجھے اور دونگا" اور آپ نے جنگ کو ایک "دھوکہ" فرمایا۔

۴۱ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: رَأَى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عِيْسَى: [سَرَقْتَ؟ فَقَالَ: كَلَّا وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيْسَى: آمَنْتُ بِاللهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِيْ.

(۴۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریمؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ اس پر عیسیٰؑ نے اس سے کہا: [1]کیا تو نے چوری کی؟ اس نے

(۴۰) مسلم ج ۱ ص ۳۲۲ کتاب الزکوۃ، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق بن همام قال حدثنا معمر عن راشد عن همام بن منبه اخي وهب بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ ....

۴۱ – ضاعت ورقة من البرلينية، و" [" علامة ابتداء السقطة۔

(۴۱) بخاری ج ۱۳ کتاب "بدء الخلق، حدثنا عبدالله بن محمد حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال..... مسلم ج۲ ص ۲۶۵ کتاب الفضائل باب فضائل عيسٰی عليه السلام، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ ....

(۱) یہاں سے حدیث نمبر ۵۵ تک مخطوطہ برلین میں نہیں ہے اور وہ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔

کہا، ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں عیسیٰؑ نے کہا: میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھٹلاتا ہوں۔

۴۲ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا أُوْتِيْكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَا أَمْنَعُكُمُوْهُ إِنْ أَنَا إِلَّا خَازِنٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ.

(۴۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہ تو کوئی چیز تمہیں دیتا ہوں اور نہ کوئی چیز تم سے روک لیتا ہوں، میں تو صرف ایک خازن ہوں، مجھے جہاں رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے وہاں رکھتا ہوں۔

۴۳ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: (۴/أ) إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعِيْنَ.

(۴۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (۱/۴) امام اس لئے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لئے تم امام سے اختلاف نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جب وہ "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" (جو شخص اللہ کی حمد کرتا ہے اللہ اس کو سنتا ہے) کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد (یا اللہ! اے ہمارے رب تیرے

۴۳ – "انما الامام" والمشهور "انما جعل الإمام" "اجمعين" قال فی المصبح المطبوع بمصر (جمع) هو تصحيف من المحدثين والوجه "اجمعون"۔

(۴۳) بخاری ج ۳ کتاب الاذان، حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال: انما جُعِلَ الامامُ......

مسلم ج۱ ص ۱۷۷ کتاب الصلوۃ، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ......

لئے ہی حمد ہے) کہو پھر جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

٤٤ - وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ.

(۴۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں صف باندھ لیا کرو کیونکہ صف باندھنا نماز کا حسن (خوشنمائی) ہے۔

٤٥ - وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَغْوَيْتَ النَّاسَ فَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَى الْأَرْضِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهِ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ كَانَ كُتِبَ عَلَيَّ أَنْ أَفْعَلَ مِنْ قَبْلِ أَنْ أُخْلَقَ؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى.

(۴۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمؑ اور موسیٰؑ نے (ایک بار) آپس میں حجت کی چنانچہ موسیٰؑ نے ان سے کہا: کیا تم ہی وہ آدم ہو جنہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا اور ان کو جنت سے زمین پر نکالا؟ اس پر آدم نے ان سے کہا: کیا تم ہی وہ

(۴۴) بخاری ج ۳ کتاب الاذان حدثنا عبد اللّٰہ بن محمد حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة عن النبی ﷺ......

مسلم ج۱ ص ۱۸۲ کتاب الصلوۃ، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابوهریرة عن رسول اللّٰہ ﷺ فذکر أحادیث منها وقال رسول اللّٰہ ﷺ......

(۴۵) مسلم ج ۲ ص ۳۳۵ کتاب القدر، حدثنا ابن رافع حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة عن النبی ﷺ......

موسیٰ ہو جن کو اللہ نے ہر چیز کا علم دیا اور اپنا رسول بنا کر دوسرے لوگوں سے برگزیدہ بنایا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ (آدمؑ نے) کہا: کیا تم مجھے ایسی بات کے متعلق ملامت کرتے ہو جو میری پیدائش سے پہلے ہی لکھ دی گئی تھی کہ میں ایسا کروں گا؟ اس طرح آدمؑ نے موسیٰؑ کو لاجواب کر دیا۔

٤٦ - وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ قَالَ: فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ! وَلَكِنْ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ.

(۴۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ جب کہ ایوب ننگے غسل خانے میں نہا رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈیوں کا ایک دل گرنے لگا اور ایوب ان کو اپنے کپڑوں میں سمیٹنے لگے کہا: پھر ان کے رب نے ان کو آواز دی، اے ایوب! تم نے جو چیز دیکھی ہے کیا میں نے تم کو اس سے بے نیاز نہیں بنایا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ اے میرے پروردگار! لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز کہاں ہوں۔

٤٧ - وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَكَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُسْرَجَ دَابَّتُهُ وَكَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ.

(۴۶) بخاری ج ۲ کتاب الغسل بخاری ج۱۹ کتاب التفسیر بخاری ج ۳۰ کتاب التوحید، حدثنا عبد اللّٰہ بن محمد حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال ....

٤٧ - "دابته" فی البخاری ج ۱۳ کتاب بدء الخلق عن همام بن منبه "دوابه"۔

(۴۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: داؤدؑ کو قرآن[1] پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیتے تھے اور گھوڑے پر زین لگنے سے پہلے ہی (پورا) قرآن پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے کوئی چیز نہیں کھایا کرتے تھے۔

۴۸ — وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

(۴۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صالح آدمی کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

۴۹ — وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

(۴۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوٹے کو بڑے پر، اور گزرنے والے کو بیٹھے ہوئے پر اور قلیل (جماعت) کو کثیر (جماعت) پر سلام کرنا چاہیے۔

۵۰ — وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا أَزَالُ أُقَاتِلُ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَدْ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ

(۴۷) بخاری ج ۱۳ کتاب بدء الخلق، بخاری ج ۱۹ کتاب التفسیر حدثنی اسحاق بن نصر حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هریرة عن النبی ﷺ .....

(۱) یہاں قرآن سے زبور مراد ہے۔

۴۸۔ "رؤیا الرجل الصالح" فی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۴۳۱ عن الصحیحین ومسند احمد بن حنبل وابن ماجه "رؤیا المؤمن"۔

(۴۹) بخاری ج ۲۵ کتاب الاستئذان حدثنا محمد بن مقاتل ابو الحسن اخبرنا عبد الله اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال......

وَأَنْفُسَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ.

(۵۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ یہ نہ کہیں کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں) جوں ہی وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے قائل ہو جائیں تو مجھ سے ان کے خون اور مال اور جانیں محفوظ ہو جائیں گی بجز ان کے حق کے[1] اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

۵۱ — وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فَمَالِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ، فَقَالَ اللّٰهُ لِلْجَنَّةِ: إِنَّمَا أَنْتِ رَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا، فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهَا رِجْلَهُ، فَتَقُوْلُ: قَطْ قَطْ، فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ، وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ (۴/ب) أَحَدًا، وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا.

(۵۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ایک مرتبہ) جنت اور آگ (دوزخ) آپس میں حجت کرنے لگے۔ دوزخ نے کہا: مجھے مغرور اور ظالم لوگوں کی قیام گاہ

(۱) یعنی کسی اور کا حق دلانے کے لئے سزائے موت یا ہرجانہ دیا جا سکتا ہے۔

(۵۱) بخاری ج ۲۰ کتاب التفسیر (سورۃ ق) حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هریرة قال قال النبی ﷺ ...

مسلم ج ۲ ص ۳۸۲ کتاب الجنة، باب جهنم، حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هریرة عن رسول الله ﷺ فذکر احادیث منها وقال رسول الله ﷺ ...

بننے کے لئے مجھے ترجیح دی گئی ہے اور جنت نے کہا: کیا بات ہے کہ مجھ میں ضعیفوں اور پست اور بھولے لوگوں کے سوائے اور کوئی داخل نہ ہوگا اس پر اللہ نے جنت سے کہا: تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں رحم کروں گا، اور دوزخ سے کہا: تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں عذاب دوں گا اور تم میں سے ہر ایک بھر جائے گی لیکن دوزخ اس وقت تک نہ بھرے گی جب تک کہ اللہ اس میں اپنا پاؤں نہ رکھ دے پھر (دوزخ) کہے گی: بس، بس وہ اس وقت بھر جائے گی اور اس کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا اور اللہ اپنی مخلوق میں سے (۴/ب) کسی پر ظلم نہیں کرتا، رہی جنت تو اس کے لئے اللہ عزوجل ایک مخلوق پیدا کرے گا۔

۵۲— وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوْتِرْ.

(۵۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ڈھیلہ لے تو طاق (تعداد میں) لے۔

۵۳— وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: قَالَ اللهُ تَعَالٰى: إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِيْ بِأَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْهَا، فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا.

(۵۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میرا بندہ دل میں یہ کہے کہ نیک کام

(۵۳) مسلم ج ۱ ص ۷۸ کتاب الایمان، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال وهذا ما حدثنا ابوهريرة عن محمد رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

کرے گا تو میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں جب تک کہ وہ اس کو نہ کرے پھر جب وہ اس کو کرتا ہے تو میں اس کے لئے اس جیسی دس (نیکیاں) لکھ لیتا ہوں، اور جب یہ کہے کہ وہ برا کام کرے گا تو میں اس کو معاف کر دیتا ہوں جب تک کہ وہ برا کام نہ کرے، پھر جب وہ برا کام کرتا ہے تو میں اس کے لئے صرف ایک برائی لکھ لیتا ہوں۔

۵۴— وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: وَاللهِ لَقِيْدِ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ لَهُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

(۵۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں ایک شخص ہے[1] جسکے کوڑے کی ڈوری (جو جنت میں ملے گی) آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے اس سے بھی بہتر ہے۔

۵۵— وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَدْنٰى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ إِنْ هُيِّئَ لَهُ أَنْ يُّقَالَ لَهُ: تَمَنَّ، فَيَتَمَنّٰى وَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتَ؟) فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.

(۵۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں تم میں سے کسی کا ادنیٰ ٹھکانا اگر اس کے لئے تیار کیا جائے تو اس سے کہا جائے گا: آرزو کر، پھر وہ آرزو کرے گا

(۱) ایک غریب مگر نکوکار صحابی کی تعریف ہے۔

۵۵۔ "إن هيئ له" ساقط من المشكاة باب صفة الجنة واهلها ص ٤٩٦ "] " علامة انتهاء السقطة من البرلينية،

(۵۵) مسلم ج ۱ ص ۱۰۱ كتاب الايمان حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

آرزو پر آرزو کرے گا۔ اس پر اس سے کہا جائے گا: کیا تو نے آرزو کر لی؟[1] وہ کہے گا ہاں۔ پھر اس سے کہا جائے گا: تجھ کو تیری آرزو کے موافق دیا جاتا ہے بلکہ اس کے ساتھ اس جیسا اور۔

۵۶- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِّنَ الأَنْصَارِ، وَلَوْ يَنْدَفِعُ النَّاسُ فِيْ شُعْبَةٍ أَوْفِيْ وَادٍ، وَالأَنْصَارُ فِيْ شُعْبَةٍ لَانْدَفَعْتُ مَعَ الأَنْصَارِ فِيْ شُعَبِهِمْ.

(۵۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک آدمی ہوتا، اگر لوگ ایک گھاٹی یا ایک وادی میں جاتے اور انصار ایک دوسری گھاٹی میں تو میں انصار کے ساتھ ان کی گھاٹی میں جاتا۔

۵۷- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْلَا بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ وَلَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ.

(۵۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر بنی اسرائیل[2] نہ ہوتے تو کھانا خراب نہ ہوتا اور گوشت سڑ نہ جاتا اور اگر حواء[3] نہ ہوتیں تو کوئی عورت کبھی اپنے

(۱) مخطوطہ برلین کے گم شدہ ورق کی عبارت یہاں ختم ہوتی ہے۔

۵۶۔ "فی شعبة" فی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۳۸۹ "فی شعب" كذا رواه احمد والشيخان واظن هذا هو الصحيح لان آخر الحديث "فی شعبهم".

۵۷۔ فی المخطوطین: "بنو اسرائیل".

(۵۷) بخاری ج ۱۳، کتاب بدء الخلق، حدثنی عبداللہ بن محمد الجعفی حدثنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريرة قال، قال رسول الله ﷺ......

(۲) جب تک آدمی اللہ پر توکل کرتا رہا اور روز کی غذا روز خرچ کرتا رہا، چیزیں سڑتی گلتی نہ رہیں، آنے والے دنوں کے لئے اٹھا کر رکھنے کا آغاز بنی اسرائیل سے ہوا۔

(۳) جنت کا شجر ممنوعہ کھانے کا مشورہ دینا مراد معلوم ہوتا ہے۔

شوہر سے خیانت نہ کرتی۔

۵۸- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهٗ، قَالَ: اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ النَّفَرِ -وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ- فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ قَالَ: فَذَهَبَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا: [اَلسَّلَامُ] عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْا وَرَحْمَةَ اللّٰهِ قَالَ: فَكُلُّ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتّٰى الْآنَ.

(۵۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے آدم کو اپنی شکل پر بنایا[1] ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی پھر جب ان کو پیدا کیا تو ان سے کہا: "جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو" ---- یہ فرشتوں کی ایک بیٹھی ہوئی جماعت تھی۔ "اور سنو کہ وہ تم کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں؟ وہی تمہارا اور تمہاری..... اولاد کا سلام ہوگا۔" کہا: پھر وہ گئے اور کہا: السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) انہوں نے کہا: (السلام علیک) ورحمۃ اللہ (اور تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو) انہوں نے

۵۸۔ بهامش البرلینیة: "خ معا: يحييونك" (ای بدل: يحيونك). وفيه أيضاً "خ معا: فزادوه" (ای بدل: فزادوا).

(۵۸) بخاری ج ۱۳ کتاب بدء الخلق، حدثنی عبد الله بن محمد حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ... مسلم ج ۲ ص ۳۸۰ کتاب الجنة حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ.....

(۱) اللہ سنتا، دیکھتا، بولتا، ارادہ کرتا، پیدا کرتا، جانتا، ایجاد کرتا ہے اور دیگر صفتیں رکھتا ہے، آفتاب کی پرچھائیوں کی طرح انسان میں بھی چھوٹے پیمانے پر یہ صفتیں ہیں جو دوسرے جانوروں میں نہیں۔

''ورحمۃ اللہ'' زیادہ کیا۔ کہا: ہر وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا آدم کی صورت کا ہوگا، اس کی لانبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی۔ پھر اس کے بعد مخلوق (قد میں) اب تک گھٹتی ہی گئی ہے۔

۵۹ـ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوْسَى، فَقَالَ لَه: أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ: فَلَطَمَ مُوْسَى عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا قَالَ: فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ، وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي، قَالَ: (۵/آ) فَرَدَّ اللهُ إِلَيْهِ عَيْنَه، قَالَ: اِرْجِعْ إِلَى عَبْدِي، فَقُلْ لَه: اَلْحَيَاةَ تُرِيْدُ؟ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيَاةَ، فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَمَا وَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً، قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ تَمُوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ مِنْ قَرِيْبٍ، قَالَ: رَبِّ أَدْنِنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَوْ أَنِّي عِنْدَه لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَه إِلَى جَانِبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ.

(۵۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موت کا فرشتہ موسیٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا: تمہارے پروردگار کے پاس چلو۔ کہا: اس پر موسیٰ نے موت کے فرشتہ کی آنکھ پر طمانچہ مارا اور آنکھ پھوڑ ڈالی، کہا: پھر فرشتہ اللہ کے پاس واپس گیا اور

(۵۹) بخاری ج ٦ كتاب الجنائز، بخاری ج ١٣ كتاب بدء الخلق باب وفاة موسى۔ حدثنا يحيى بن موسى حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام حدثنا ابو هريرة عن النبي ﷺ قال ...

مسلم ج ٢ ص ٢٦٧ كتاب الفضائل باب فضائل موسى عليه السلام، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ ...

کہا: تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور میری آنکھ پھوڑ ڈالی، کہا: (۵/ا) اس پر اللہ نے اس کو اس کی آنکھ واپس کردی، فرمایا: میرے بندے کے پاس جا اور اس سے کہہ: کیا تو زندہ رہنا چاہتا ہے اگر تو زندہ رہنا چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھ۔ تیرا ہاتھ جتنے بال ڈھانک لے گا تو اتنے سال زندہ رہے گا۔ (موسیٰ نے) کہا: پھر کیا ہوگا؟ کہا: پھر تم مر جاؤ گے، کہا: پھر تو اب جلدی ہی بہتر ہے۔ کہا: اے میرے رب! مجھے ارض مقدس سے اتنا ہی قریب کردے جتنا کہ ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ان کے پاس ہوتا تو تم کو راستے کے کنارے سرخ ٹیلے کے قریب ان کی قبر بتلاتا۔

٦٠ـ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوْأَةِ بَعْضٍ، وَكَانَ مُوْسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَه، فَقَالُوْا: وَاللهِ! مَا يَمْنَعُ مُوْسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّه آدَرُ، قَالَ: فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَه عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِه، قَالَ: فَجَمَحَ مُوْسَى فِي أَثَرِه، يَقُوْلُ: ثَوْبِي، حَجَرُ، ثَوْبِي حَجَرُ، حَتَّى نَظَرَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ إِلَى سَوْأَةِ مُوْسَى فَقَالُوْا: وَاللهِ! مَا بِمُوْسَى مِنْ بَأْسٍ، قَالَ: فَقَامَ الْحَجَرُ بَعْدَ مَا نُظِرَ إِلَيْهِ فَأَخَذَ ثَوْبَه، وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَاللهِ! إِنَّه نَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوْسَى بِالْحَجَرِ.

٦٠ـ في المخطوطتين: "بنو اسرائيل" ، "والله! ان بالحجر لندبا من اثر ضربه ثلاثا او اربعا او خمسا" كذا في البخاري ج ١٣ كتاب بدء الخلق.

(۶۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرم گاہ دیکھتے تھے، اور موسیٰ تنہا نہایا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ کو ہمارے ساتھ نہانے سے کوئی چیز نہیں روکتی مگر یہ کہ وہ خصیوں کی بیماری میں مبتلا ہوں گے، کہا: ایک مرتبہ وہ نہانے کے لئے گئے، اور اپنا کپڑا ایک پتھر پر رکھا، پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا، کہا: پھر موسیٰ اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ "میرا کپڑا پتھر، میرا کپڑا پتھر!، پھر تو بنی اسرائیل نے موسیٰ کی شرم گاہ کو دیکھ لیا اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ کہا: ان کی شرم گاہ پر نظر پڑ جانے کے بعد پتھر ٹھیر گیا، انہوں نے اپنا کپڑا لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے، پھر ابو ہریرہ نے کہا: اللہ کی قسم! پتھر پر نشان ہیں جو چھ یا سات بار موسیٰ نے مارے تھے۔

۶۱- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ الْغِنَى مِنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ.

(۶۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثیر مال سے تونگری نہیں ہے بلکہ تونگری نفس کی تونگری ہے۔

۶۲- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ مِنَ الظُّلْمِ مَطْلُ الْغَنِيِّ وَإِنْ اتُّبِعَ أَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتَّبِعْ.

---

(۶۰) بخاری ج۲ کتاب الغسل، حدثنا اسحاق بن نصر قال حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ۔

مسلم ج۱ ص ۱۵٤ نیز مسلم ج ۲ ص ۲٦٦ کتاب الفضائل، باب فضائل موسیٰ علیہ السلام، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ۔

(۶۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالدار کا وعدہ کو ٹالتے رہنا بھی ایک ظلم ہے تم میں سے کس کا کسی پیٹ بھرے سے پالا پڑے تو چاہئے کہ اس کا پیچھا کرے۔

۶۳- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ وَأَغْيَظُهُ عَلَيْهِ رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلَكُ الْأَمْلَاكِ لَا مَلِكُ إِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

(۶۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو سب سے زیادہ غصہ میں لانے والا اور سب سے زیادہ خبیث اور اللہ کا سب سے زیادہ غصہ اٹھانے والا وہ شخص ہوگا جس کو شاہ شاہان (بادشاہوں کا بادشاہ) کہتے ہوں، اللہ عزوجل کے سوائے کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

٦٤- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ وَقَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

(۶۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص تھا دو چادروں میں اکڑتے ہوئے چل رہا تھا اور اس کو اپنے نفس پر غرور تھا اتنے میں وہ زمین میں دھنس گیا[1]

---

(۶۲) مسلم ج ۲ ص ۱۸ کتاب البیوع، حدثنا محمد بن رافع قال اخبرنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه عن النبی ﷺ ...

(۶۳) مسلم ج ۲ ص ۳۰۸ کتاب الادب، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ ..... رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ۔

(۶۴) مسلم ج ۲ ص ۱۹۵ کتاب اللباس حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ .....

(۱) غالباً قارون مراد ہے۔

اور وہ قیامت کے دن تک دھنستا رہے گا۔

٦٥- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ.

(۶۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا گمان کہ وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔

٦٦- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يُوْلَدُ يُوْلَدُ عَلٰى هٰذِهِ الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُوْنَ الْبَهِيْمَةَ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ حَتّٰى تَكُوْنُوْا أَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! (٥/ب) أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوْتُ وَهُوَ صَغِيْرٌ؟ قَالَ: اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

(۶۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پیدا ہوتا ہے وہ اس فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنادیتے ہیں اور اس کو نصرانی بنادیتے ہیں جس طرح تم جانور سے بچے پیدا کرتے ہو تو کیا تم ان میں ناک کان کٹا پاتے ہو؟ یہاں تک کہ تم خود نہ کاٹو (یعنی بچے کو تم یہودی یا نصرانی بناتے ہو وہ خود بخود نہیں بنتا)، لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! (۵/ب) (کافروں کا جو شخص بچپن میں مرجاتا ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا: وہ بچے جو کچھ کرنے والے تھے اللہ ان کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔

٦٧- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ فِي الْإِنْسَانِ عَظْمًا لَا تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ أَبَدًا فِيْهِ يُرَكَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوْا: أَيُّ عَظْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: عَجْمُ

(۶۶) بخاری ج ۲۷ کتاب القدر، حدثنی اسحاق اخبرنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ۔ مسلم ج ۲ ص ۳۳۶ کتاب القدر، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ۔

لِلذَّنَبِ، وَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ: إِنَّمَا هُوَ عَجَبٌ، وَلٰكِنَّهُ قَالَ: بِالْمِيْمِ.

(۶۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان میں ایک ہڈی ہوتی ہے، اس کو زمین کبھی نہیں کھاتی، اسی سے وہ قیامت کے دن مرکب ہوگا۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! کونسی ہڈی؟ آپ نے فرمایا "عجم لذنب" (ریڑھ کی ہڈی) اور ابوالحسن نے کہا: وہ "عجب" ہے لیکن "میم" سے (عجم) فرمایا۔

٦٨- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ قَالُوْا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَسْتُ فِيْ ذٰلِكُمْ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ.

(۶۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم (صوم) وصال (نفل روزے پے در پے) نہ رکھا کرو، لوگوں نے کہا: مگر آپ خود (صوم) وصال رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں اس بارے میں تمہارے جیسا نہیں ہوں: میں رات گزارتا ہوں تو میرا پروردگار مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، پس تم ایسے ہی عمل کی تکلیف اٹھاؤ جس کی تمہیں طاقت ہو۔[1]

٦٩- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعُ يَدَهُ فِي الْوُضُوْءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا إِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَحَدُكُمْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ.

(۶۷) مسلم ج ۲ ص ۴۰۷ کتاب الفتن، حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

(۱) جو لوگ سال بھر نفل روزے ریاضت کے طور پر ساری عمر رکھنا چاہتے ہیں؟ اس کی ممانعت ہے۔

٦٩۔ "يضع" في البخاري ج ١ كتاب الوضوء "يدخل" و"إنه" فيه ايضا "فإنه"۔

(۶۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو اس کو چاہئے کہ اپنا ہاتھ دھوئے بغیر وضو کے پانی میں نہ ڈالے، تم میں سے کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات کہاں رہا ہے۔

۷۰- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: كُلُّ سُلامى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ قَالَ: تَعْدِلُ بَيْنَ الاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَابَّتِه وَتَحْمِلُه عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَه عَلَيْهَا مَتَاعَه صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيْطُ الأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

(۷۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کا چھوٹی سی ہڈی (کسی کو دینا) بھی اس وقت تک کے لئے نیکی ہے جب تک کہ آفتاب طلوع ہوتا رہے۔ آپ نے فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی نیکی ہے، اور کسی آدمی کو سوار ہونے میں مدد دینا اور اس کو یا اس کے اسباب کو سوار کرانا بھی نیکی ہے اور میٹھی اچھی بات کرنا بھی نیکی ہے اور ہر قدم جو نماز کی طرف چل کر جائے وہ بھی نیکی ہے اور راستہ سے ایذا دور کرنا بھی نیکی ہے۔

(۶۹) مسلم ج ۱ ص ۱۳۶ کتاب الطهارت، ما حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة قال رسول الله ﷺ۔

(۷۰) بخاری ج ۱۲ کتاب الجهاد والسیر(۷۰) بخاری ج ۱۲ کتاب الجهاد والسیر، حدثنی اسحاق اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ... .

مسلم ج ۱ ص ۳۲۵ کتاب الزکوة، حدثنامحمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق بن همام قال حدثنا معمرعن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابوهريرة عن النبی ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ ....

۷۱- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تَسَلَّطَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَخْبِطُ وَجْهَه بِأَخْفَافِهَا.

(۷۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جانوروں کا مالک جانوروں کا حق (یعنی زکوۃ) ادا نہیں کرتا، تو قیامت کے دن اس کے وہی جانور (بطور عذاب) اس پر مسلط کر دیے جائیں گے جو اپنی لاتیں اس کے منہ پر مارتے رہیں گے۔

۷۲- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُه وَيَطْلُبُه وَيَقُوْلُ: أَنَا كَنْزُكَ قَالَ: وَاللهِ! لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُه حَتّٰى يَبْسُطَ يَدَه، فَيُلْقِمُهَا فَاهُ.

(۷۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کا خزانہ قیامت کے دن گنجا یعنی نہایت زہریلا سانپ بن جائے گا، صاحب خزانہ اس سے بھاگنا چاہے گا لیکن وہ اس کا پیچھا کرے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔ فرمایا: اللہ کی قسم! وہ پیچھا کرتا ہی رہے گا یہاں تک کہ (اس زکوۃ نہ دینے والے) شخص کو اپنے قبضے میں لا کر اپنا نوالہ بنا لے گا۔

۷۳- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لا يَبَالُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ بِه.

(۷۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پانی ٹھہرا ہوا ہے اور بہتا نہیں ہے اس میں

(۷۱) بخاری ج ۲۸ کتاب الحیل، حدثنی اسحاق حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ.....

(۷۲) بخاری ج ۲۸ کتاب الحیل، حدثنی اسحاق حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ.....

(۷۳) مسلم ج ۱ ص ۱۳۸ کتاب الطهارة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا

پیشاب کرکے پھر اسی سے غسل نہ کرنا چاہئے۔

۷۴– وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ هٰذَا الطَّوَّافُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَيَسْتَحْيِيْ اَنْ يَسْاَلَ النَّاسَ وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ.

(۷۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ چکر لگانے والا جو (بھیک مانگنے کے لئے) لوگوں کے پاس چکر لگایا کرتا ہے اور ایک لقمہ یا دو لقمے یا ایک کھجور یا دو کھجور پاتا ہے تو وہ مسکین نہیں ہے، اصل میں مسکین وہ ہے جس کے پاس مال نہ ہو اور لوگوں سے مانگنے میں شرم کرے اور لوگ اس کی حالت نہیں جانتے کہ اس کو کچھ خیرات دے سکتے۔

۷۵– وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (۶/آ) وَلَا تَاْذَنُ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَمَا اَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهٖ عَنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَاِنَّ نِصْفَ اَجْرِهٖ لَهٗ.

(۷۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی عورت کا شوہر گھر پر موجود ہو تو اس

عبدالرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

۷۵۔ "لا تصوم" في مسلم ج ۱ ص ۲۳۰ "لا تصم" عن همام بن منبه۔

(۷۵) بخاري ج ۲۱ كتاب النكاح، حدثنا محمد بن مقاتل اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابي هريرة عن النبي ﷺ.....

مسلم ج۱ ص ۳۳۰ كتاب الزكوة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ما حدثنا ابو هريرة عن محمد رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......لا تصوم المرأة.... گو مسلم میں "لاتصم" ہے لیکن صحیفہ ہمام

کو اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھنا چاہئے (۶/ب) اور اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دینی چاہئے۔ اور اس کی آمدنی سے اس کے حکم کے بغیر جو کچھ خیرات کرے تو اس کا آدھا ثواب شوہر کو ملے گا (یعنی علاوہ مال کے ثواب کے، نفس فعل خیرات دہی کا بھی پورا ثواب عورت کو نہ ملے گا۔)

۷۶– وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُوْ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهٗ اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ –اَوْ قَالَ: اَجَلُهٗ– اِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عُمُرِهٖ اِلَّا خَيْرًا.

(۷۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے، اور اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا نہ کرے، جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کا "عمل" منقطع ہو جاتا ہے۔۔۔۔ یا آپ نے فرمایا: اس کی "زندگی" ختم ہو جاتی ہے۔۔۔۔ مومن کی عمر زیادہ ہونے سے اس کی بھلائی میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

۷۷– وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ [اَلْكَرْمِ] اِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ.

کی طرح بخاری میں "لا تصوم" ہے۔

۷۶۔ "لا يتمنى...... ولا يدعو به" في شرح الجامع الصغير للعزيزي ج ٤ ص ۴۳۰ "وفي رواية همام لا يتمن احدكم لموت ولا يدع به"۔

(۷۶) مسلم ج ۲ كتاب الذكر والدعاء، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

(۷۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص عِنَب (انگور) کو "کرم" نہ کہے، کرم تو مرد مسلمان کرتا ہے۔

۷۸- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِشْتَرٰى رَجُلٌ مِّنْ رَجُلٍ عِقَارًا، فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِيْ اشْتَرَى الْعِقَارَ فِيْ عِقَارِهٖ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعِقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّيْ، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ، فَقَالَ الَّذِيْ شَرَى الْأَرْضَ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيْهَا، فَتَحَاكَمَا إِلٰى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِيْ تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: لِيْ غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِيْ جَارِيَةٌ، فَقَالَ: أَنْكِحِ الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ، وَأَنْفِقُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمَا مِنْهُ، وَتَصَدَّقَا.

(۷۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص تھا جس نے کسی سے ایک زمین خریدی، پھر جس شخص نے زمین خریدی تھی اس نے اپنی زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا، زمین کے خریدار نے (بائع سے) کہا: مجھ سے تمہارا سونا

(۷۷) مسلم ج ۲ ص ۲۳۸ کتاب الفاظ من الادب وغیرھا، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن ھمام بن منبہ قال ھذا ما حدثنا ابوھریرۃ عن رسول اللہ ﷺ فذکر احادیث منھا وقال رسول اللہ ﷺ: "لا یقولن احدکم للعنب الکرم انما الکرم الرجل المسلم۔

۷۸۔ "انکح" وفی البخاری باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ص ۴۹۲ "انکحوا" "علی انفسکما" فیہ ایضا "انفسھما"۔

(۷۸) بخاری ج ۲ ۱ کتاب بدء الخلق حدثنا اسحاق بن نصیر اخبرنا عبدالرزاق، عن معمر عن ھمام عن ابی ھریرۃ قال، قال رسول اللہ ﷺ..... مسلم ج ۲ ص ۷۷ کتاب الاقضیۃ، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن ھمام بن منبہ قال: ھذا ما حدثنا ابو ھریرۃ عن رسول اللہ ﷺ فذکر احادیث منھا وقال رسول اللہ ﷺ.....

لے لو، میں نے تو تم سے زمین خریدی تھی، سونا نہیں خریدا تھا، مگر جس شخص نے زمین فروخت کی تھی اس نے کہا: میں نے تو زمین اور جو کچھ اس میں ہے تمہیں بیچ ڈالا تھا۔ اس پر ان دونوں نے ایک کو حَکَمْ (پنچ) بنایا۔ حَکَمْ نے کہا: کیا تمہاری اولاد ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا: میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا: میری ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا: لڑکے سے لڑکی کی شادی کر دو اور سونا اپنے ہی پر خرچ کرو اور صدقہ دو[1]۔"

۷۹- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِرَاحِلَتِهٖ إِذَا ضَلَّتْ مِنْهُ ثُمَّ وَجَدَهَا؟ قَالُوْا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ إِذَا تَابَ، مِنْ أَحَدِكُمْ بِرَاحِلَتِهٖ إِذَا وَجَدَهَا.

(۷۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے اگر کسی کی سواری کا جانور گم ہو جائے پھر مل جائے تو کیا اس کو خوشی ہوگی کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ کو بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ کسی شخص کو (گم شدہ) سواری کے پھر مل جانے سے (خوشی ہوتی ہے)

۸۰- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: إِذَا تَلَقَّانِيْ عَبْدِيْ بِشِبْرٍ تَلَقَّيْتُهٗ بِذِرَاعٍ، وَإِذَا تَلَقَّانِيْ بِذِرَاعٍ تَلَقَّيْتُهٗ بِبَاعٍ، وَإِذَا تَلَقَّانِيْ بِبَاعٍ جِئْتُهٗ- أَوْ قَالَ: أَتَيْتُهٗ- بِأَسْرَعَ.

(۱) اپنے بچوں کو یہ رقم دے دینا گویا اپنے آپ پر خرچ کرنا ہے اور ساتھ ہی یہ ایک نیکی بھی ہے۔

(۷۹) مسلم ج ۲ ص ۳۵۴ کتاب التوبۃ، حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن ھمام بن منبہ عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال.....

(۸۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: جب میرا بندہ مجھ سے ایک بالشت آگے بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ بڑھ کر ملتا ہوں، اور جب میرا بندہ مجھ سے ایک ہاتھ بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ بڑھ کر ملتا ہوں، اور جب مجھ سے دو ہاتھ بڑھ کر ملتا ہے تو میں اس کے پاس اس سے زیادہ تیز جاتا ہوں، یا یہ فرمایا کہ "آتا ہوں" (راوی کو الفاظ میں شک ہے)

۸۱- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمُنْخَرَيْهِ مِنْ مَّاءٍ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ.

(۸۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو اس کو چاہئے کہ دونوں نتھنوں میں پانی ڈالے پھر چھڑک دے۔

۸۲- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ اَنَّ عِنْدِيْ أُحُدًا ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَايَأْتِيَ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ أَجِدُ مَنْ يَتَقَبَّلُهُ مِنِّيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَرْصُدُهُ فِيْ دَيْنٍ عَلَيَّ.

(۸۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر میرے پاس اُحد (ایک پہاڑ کا نام) کے برابر بھی سونا ہوتا تو میں

(۸۰) مسلم ج ۲ ص ۳٤۱ کتاب الذکر والدعاء، حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ...

(۸۱) مسلم ج ۱ ص ۱۲٤ کتاب الطهارت، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق بن همام قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا به ابوهريرة عن محمد رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ۔

(۸۲) بخاری ج ۲۹ کتاب التمنی، حدثنا اسحاق بن نصر حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن همام سمع ابا هريرة عن النبی ﷺ قال...

اس بات کو پسند کرتا کہ تین رات گزرنے سے پہلے اگر کوئی اس کو لینے والا ہوتا تو ایک دینار بھی باقی نہ رکھوں، میں کوئی چیز باقی رکھ کر اپنے کو (اللہ کے سامنے) مقروض نہیں بنانا چاہتا۔

۸۳- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا جَاءَكُمُ الصَّانِعُ بِطَعَامِكُمْ قَدْ أَغْنٰى عَنْكُمْ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَادْعُوْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَكُمْ وَإِلَّا فَأَلْقِمُوْهُ فِيْ يَدِهِ (اَوْ: لِيُنَاوِلَهُ فِيْ يَدِهِ) (٦/ب).

(۸۳) جب تمہارا کھانا پکانے والا تمہارے پاس تمہارا کھانا لائے، جس نے تمہیں گرمی اور دھوئیں سے بچایا تو اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے کے لئے بلالو ورنہ اس کے ہاتھ میں لقمہ ہی دے دو (یا: "اس کے ہاتھ میں ہاتھ دو") (٦/ب) فرمایا (یہ فرمایا وہ راوی کو شک ہے)

۸٤- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: اِسْقِ رَبَّكَ وَأَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: رَبِّيْ وَلْيَقُلْ: سَيِّدِيْ مَوْلَايَ وَلَايَقُلْ أَحَدُكُمْ: عَبْدِيْ أَمَتِيْ وَلْيَقُلْ: فَتَايَ فَتَاتِيْ غُلَامِيْ.

(۸٤) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے: "تمہارے رب کو پانی پلاؤ" یا "تمہارے رب کو کھانا کھلاؤ" اور "تمہارے رب کے لئے (چراغ) روشن کرو" اور تم میں سے کوئی شخص کسی کو یہ نہ کہے: "میرا رب"

۸۳- بهامش البرلينية: "خ معا: بطعام" (أی بدل بطعامكم)،

(۸۳) بخاری ج ۱۰ کتاب الرهن، حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام بن منبه أنّه سَمِعَ اباهريرة يحدث عن النبی ﷺ انه قال،.. مسلم ج ۲ ص ۲۳۸ کتاب الفاظ من الادب وغيرها، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ.....

بلکہ یہ کہے "میرا سردار"، "میرا مولا" اور تم میں سے کوئی شخص "میرا بندہ"، "میری بندی" نہ کہے بلکہ "میرا بچہ"، "میری بچی"، "میرا لڑکا" کہے۔

۸۵- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوَرُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ فِيْهَا، آنِيَتُهُمْ وَاَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَمَجَامِرُهُمْ مِنَ الْاَلُوَّةِ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبٍ وَاحِدٍ يُسَبِّحُوْنَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا.

(۸۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان لوگوں کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گی۔ جنت میں وہ نہ تھوکیں گے اور نہ اس میں ناک صاف کریں گے اور نہ اس میں بیت الخلاء کو جائیں گے۔ ان کے برتن اور کنگھیاں سونے، چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیاں ایلوے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ مشک کا ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی، بیوی کی پنڈلی کا گودہ حسن کی (شفافی کی) وجہ سے گوشت

۸۵۔ فی المخطوطتین : "یسقون" ثم صحح فی الدمشقیۃ: "یبصقون"، "ساقہا" فی الصحیحین "ساقہما"، "عن قلب"، "علی" ساقط من الصحیحین.

(۸۵) بخاری ج ۱۳ کتاب بدء الخلق، حدثنا محمد بن مقاتل اخبرنا عبد اللہ اخبرنا معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ ﷺ .....

مسلم ج ۲ ص ۳۷۹ کتاب الجنۃ، حدثنا محمد بن رافع حدثنا معمر عن ہمام بن منبہ قال ہذا ما حدثنا ابو ہریرۃ عن رسول اللہ ﷺ فذکر احادیث منہا وقال رسول اللہ ﷺ.

میں سے نظر آئے گا۔ (جنت کے) لوگوں کے درمیان نہ تو اختلاف ہوگا اور نہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے بغض ہوگا، وہ صبح شام اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں گے۔

۸۶- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَهُ، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ [فَاَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ اَوْ شَتَمْتُهُ اَوْ جَلَدْتُهُ اَوْ لَعَنْتُهُ، فَاجْعَلْهَا صَلَاةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(۸۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں تو اس کے خلاف نہ ہونے دے، میں تو ایک بشر (انسان) ہوں[1] (وہ یہ کہ نہ میں نے کسی مومن کو ایذاء دی ہے یا اس کو گالی دی یا اس کو مارا ہے یا اس پر لعنت بھیجی ہے تو اس کو رحمت اور پاکیزگی اور قربت بنا دے جس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن (اللہ سے) تقرب حاصل کرے۔

۸۷- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِمَنْ كَانَ قَبْلَنَا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللهَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا.

(۸۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم سے پہلے جو لوگ تھے ان کے لئے غنیمت کا

۸۶۔ "لن تخلفہ" فی مسلم ج ۲ ص ۳۲۴ "لن تخلفنیہ". سقطت ورقۃ اخری من ب. و "[" علامۃ ابتدائہا.

(۱) "[" مخطوطہ برلین کا دوسرا ورق یہاں سے گم ہے۔

(۸۷) "لم تحل" فی مسلم ج ۲ ص ۸۵ "فلم تحل" وسیاتی فی رقم (۱۲۳).

(۸۷) مسلم ج ۲ ص ۸۵ کتاب الجہاد والسیر، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن ہمام بن منبہ قال: ہذا ما حدثنا ابو ہریرۃ عن رسول اللہ ﷺ فذکر احادیث منہا وقال رسول اللہ ﷺ..... نیز دیکھئے صحیفہ ہمام کی حدیث نمبر ۱۲۳ کا آخری حصہ۔

مال حلال نہیں تھا[1]۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے ہمارے ضعف اور ہماری عاجزی کو دیکھا، اسی لئے اس نے اس کو ہمارے لئے پاک بنادیا۔

۸۸– وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: دَخَلَتْ اِمْرَأَةُ النَّارَ مِنْ جَرَاءِ هِرَّةٍ لَهَا أَوْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَتَقَمَّمُ مِنْ خِشَاشِ الأَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ هَزْلًا.

(۸۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت تھی جو اپنی بلی کی وجہ سے (یا یہ فرمایا: بلی کو باندھ رکھنے کی وجہ سے) دوزخ میں گئی چنانچہ نہ تو وہ اس کو کھانا ڈالتی تھی اور نہ چھوڑ ہی دیتی تھی کہ وہ خود ہی زمین کے کیڑے مکوڑے، پرندے پکڑ کر کھالے، یہاں تک کہ وہ بلی فاقے کر کے مر گئی۔

۸۹– وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا يَسْرِقُ سَارِقٌ وَهُوَ حِيْنَ يَسْرِقُ مُؤْمِنٌ وَلَا يَزْنِيْ زَانٍ وَهُوَ حِيْنَ يَزْنِيْ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْحُدُوْدَ أَحَدُكُمْ –يَعْنِي الْخَمْرَ– وَهُوَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا مُؤْمِنٌ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَنْتَهِبُ أَحَدُكُمْ نُهْبَةً ذَاتِ شَرَفٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ أَعْيُنَهُمْ فِيْهَا وَهُوَ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاكُمْ.

(۱) بلکہ اسے اللہ کے نام پر جلادینے کا حکم تھا جیسا کہ موجودہ توریت میں بھی ذکر ہے۔

۸۸۔ "تتقمم" لعله "ترمرم" "اوتلقم" کما فی النهایة ج ۲ ص ۹۰۱۔

(۸۸) مسلم ج۲ ص ۲۳۷ کتاب البروالصلة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال......

۸۹۔ بهامش الدمشقية : يحاذی السطرالذی يبتدئ بکلمة "يرفع" وينتهی بکلمة "لا يغل" : "خ معا: حينئذ". (کانه بدل "حين") "الحدود" لعله "العجوز" فانه من اسماء الخمر.

(۸۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص چوری کرنے کی حالت میں (سچا) مومن نہیں ہوتا، کوئی شخص زنا کرنے کی حالت میں مومن نہیں ہوتا، کوئی شخص ممنوع چیز یعنی شراب پینے کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ کوئی شخص عزت دار ہو کر (نکاح میں کھجور مصری) اس طرح لوٹے کہ لوگوں کی نظروں میں نکو ہو جائے تو اس حال میں وہ مومن نہیں ہوتا۔ تم میں سے کوئی شخص دغابازی کرے تو دغابازی کرنے کی حالت میں وہ مومن نہیں ہوتا۔ بچتے رہو، بچتے رہو۔

۹۰– وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ وَلَا يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ وَمَاتَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.

(۹۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اس امت کا کوئی شخص، یا یہودی یا نصرانی میرا تذکرہ سنے اور مرجائے اور اس چیز پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے تو وہ دوزخ کے لوگوں میں ہوگا۔

۹۱– وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلتَّسْبِيْحُ لِلْقَوْمِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ فِي الصَّلَاةِ.

(۸۹) مسلم ج ۱ ص ۵۶ کتاب الایمان، حدثنا محمد بن رافع قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ کل هؤلاء بمثل حديث الزهری غير ان العلاء وصفوان بن سليم ليس فی حديثهما "يرفع الناس اليه فيها ابصارهم" وفی حديث همام "يرفع اليه المومنون اعينهم فيها وهو حين ينتهبها مومن" وزاد "ولا يغل احدکم حين يغل وهو مومن فاياکم اياکم"

۹۱۔ "للقوم" فی الصحيحين، کتاب الصلاة "للرجال".

(۹۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور عورتوں کو تالی بجانی چاہئے (یعنی نماز میں امام کوئی غلطی کرے تو اس کو آگاہ کرنے کے لئے۔ مترجم)

۹۲- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُ بِهِ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَكُوْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذَا طُعِنَتْ يَفْجُرُ دَمًا اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ.

(۹۲) (۱/۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر زخم جو مسلمان کو اللہ کی راہ میں لگے، قیامت کے دن اسی صورت کا ہوگا جب کہ وہ نیزے سے زخمی ہوا، خون بہہ رہا ہوگا، رنگ تو خون کا رنگ ہوگا مگر خوشبو مشک کی سی خوشبو ہوگی۔

۹۳- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَزَالُوْنَ تَسْتَفْتُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلَ اَحَدُكُمْ: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟

(۹۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ہمیشہ دریافت پر دریافت کرتے رہو گے، یہاں تک کہ تم میں سے کوئی یہ بھی کہے گا کہ: یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا

(۹۱) مسلم ج ۱ ص ۱۸۰ کتاب الصلوة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا معمر عن همام عن ابی هریرة عن النبی ﷺ بمثله وزاد "فی الصلوة"۔

۹۲۔ "یکلم" فی جامع الصغیر ج ۲ ص ۱۶۹ عن ابی هریرة "یکلمه" یکون" فی الجامع الصغیر "تکون" و "یفجر" فیه "ایضا تفجر" متفق علیه.

(۹۲) بخاری ج ۱ کتاب الوضوء، حدثنا احمد بن محمد قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال......

مسلم ج ۲ص ۱۳۳ کتاب الامارة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هریرة عن رسول الله ﷺ فذکر أحادیث منها وقال رسول الله ﷺ......

کیا، پھر تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

۹۴- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنِّيْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ اَوْ فِيْ بَيْتِيْ فَاَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَاُلْقِيْهَا.

(۹۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں کے پاس جاتا ہوں تو میں اپنے بستر پر (یا یہ فرمایا: اپنے گھر میں) کھجور پڑا ہوا پاتا ہوں اور میں اس کو کھانے کے لئے اٹھالیتا ہوں، پھر مجھے خوف ہوتا ہے کہ شاید صدقے کا ہو، پھر میں اس کو ڈال دیتا ہوں۔

۹۵- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاَنْ يَلِجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِيْ اَهْلِهِ اٰثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ فَرَضَ اللّٰهُ.

(۹۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا قسم کھانے کی وجہ سے اپنے اہل و عیال کے پاس نہ جانا اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اپنا کفارہ ادا کرے جس کو (قسم توڑنے پر) اللہ نے فرض کیا ہے۔

۹۶- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَكْرَهَ الْاِثْنَانِ عَلَى الْيَمِيْنِ فَاسْتَحَبَّاهُمَا

(۹۴) بخاری ج ۹ کتاب فی اللقطة، حدثنا محمد بن مقاتل اخبرنا عبدالله اخبرنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال.....

مسلم ج ۱ ص ۳٤٤ کتاب الزکوة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق بن همام قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هریرة عن محمد رسول الله ﷺ فذکر احادیث منها وقال قال رسول الله ﷺ......

(۹۵) بخاری ج ۲۷ کتاب الایمان حدثنی اسحاق بن ابراهیم اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ماحدثنا ابوهریرة عن النبی ﷺ قال: نحن الآخرون السابقون یوم القیامة فقال رسول الله ﷺ والله، لان یلج احدکم.....

فَأَسْهَمَ بَيْنَهُمَا.

(۹۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ لوگ قسم کھانے کے لئے مجبور کئے جائیں اور دونوں حیا کریں تو ان کے درمیان قرعہ ڈالو۔

۹۷- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا مَا أَحَدُكُمُ اشْتَرَى لِقْحَةً مُصَرَّاةً أَوْ شَاةً فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا إِمَّا هِيَ وَإِلَّا فَلْيَرُدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ.

(۹۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اونٹنی یا بکری خرید کرے جس کا دودھ دھوکا دینے کے لئے کئی وقت کا نہ نچوڑا گیا ہو تو اس کو دودھ نچوڑنے کے بعد دو باتوں کا اختیار ہوگا، یا تو اس کو رکھ لے ورنہ اس کو واپس کر دے اور ایک صاع کھجور دے دے (دودھ کے معاوضہ میں)

۹۸- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلشَّيْخُ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ: طُوْلِ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةِ الْمَالِ.

(۹۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بوڑھا آدمی دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے: لمبی عمر اور مال کی کثرت۔

۹۹- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ أَنْ يَنْزِعَ مِنْ يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ

---

(۹۷) مسلم ج ۲ ص د کتاب البیوع، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابوهریرة عن النبی ﷺ فذکر احادیث منها وقال رسول الله ﷺ.....

۹۸- "الشیخ شاب" فی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۳۹ "الشیخ یضعف جسمه وقلبه شاب علی حب".

النَّارِ.

(۹۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ ممکن ہے کہ (وہ ہتھیار) شیطان اس کے ہاتھ سے نکال لے اور پھر وہ شخص آگ (دوزخ) کے گڑھے میں گر پڑے (اگر بے ارادہ ایک مسلمان کو قتل کر دے)

۱۰۰- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ حِيْنَئِذٍ يُشِيْرُ إِلَى رُبَاعِيَتِهِ.

(۱۰۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم پر اللہ کا غصہ بہت سخت ہو گیا جب کہ اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ (یہ) کیا اور آپ اس وقت اپنے سامنے کے چار دانتوں کی طرف اشارہ فرما رہے تھے[1]۔

۱۰۱- وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ.

(۱۰۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا غضب اس شخص پر بہت سخت ہو جاتا ہے

---

(۹۹) بخاری ج ۲۹ کتاب الفتن، حدثنا محمد بن رافع اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن همام سمعت ابا هریرة عن النبی ﷺ قال مسلم ج ۲ کتاب البر والصلة والادب، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هریرة عن رسول الله ﷺ فذکر احادیث منها وقال رسول الله ﷺ....

(۱۰۰) بخاری ج ۱۶ کتاب المغازی، حدثنا اسحاق بن نصر حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن همام انه سمع ابا هریرة قال، قال رسول الله ﷺ....

(۱) غزوہ اُحد کی طرف اشارہ ہے جس میں کفار نے رسول اللہ ﷺ کو دانت شہید کر دیا تھا۔

(۱۰۱) مسلم ج ۲ ص ۱۰۸ کتاب الجهاد والسیر حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هریرة عن رسول الله ﷺ فذکر

جس کو اللہ کا رسول، اللہ کی راہ میں قتل کرے[1]۔

۱۰۲ – وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبٌ مِّنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ قَالَ: فَالْعَيْنُ زِنْيَتُهَا النَّظَرُ وَتَصْدِيقُهَا الْإِعْرَاضُ وَاللِّسَانُ زِنْيَتُهُ الْمَنْطِقُ وَالْقَلْبُ زِنْيَتُهُ التَّمَنِّي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ بِمَا ثَمَّ أَوْ يُكَذِّبُ.

(۱۰۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر اولاد آدم کے لئے زنا کا بھی کچھ حصہ مقدر ہے، وہ اس کو لازمی طور پر پاتا ہے، فرمایا: آنکھ کا زنا (نا محرم پر) نظر کرنا ہے اور اس کی تصدیق نظر موڑ لینا ہے، اور زبان کا زنا (فحش) بات چیت ہے، اور دل کا زنا خواہش کرنا ہے اور شرم گاہ گناہ کی تصدیق کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔

۱۰۳ – وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ (۷/ب) حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ.

(۱۰۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام کو اچھا بنادے پھر تو ہر ایک (۷/ب) نیکی جو وہ کرتا ہے اس جیسی دس سے سات سو گونا لکھ لی جاتی ہیں اور ہر برائی جو وہ کرتا ہے اس جیسی ہی (یعنی صرف ایک گناہ) لکھ لی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل سے جاملتا ہے۔

أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ ....

(۱) ابی بن خلف کو جو مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو بڑی ایذا دیتا تھا، غزوہ احد ہی میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے مارا جانا نصیب ہوا۔ اللھم عافنا۔

(۱۰۳) بخاری ج۱ کتاب الایمان، حدثنا اسحاق بن منصور قال حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ.....

۱۰۴ – وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفِ الصَّلَاةَ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَفِيهِمُ الضَّعِيفَ وَفِيهِمُ السَّقِيمَ وَإِنْ قَامَ وَحْدَهُ فَلْيُطِلْ صَلَاتَهُ مَا شَاءَ.

(۱۰۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی امام بن کر لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس کو چاہیے کہ نماز کو مختصر بنادے کیونکہ جماعت میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں، ضعیف بھی ہوتے ہیں، اور اگر تنہا نماز کے لئے کھڑا رہے تو اپنی نماز کو جتنا چاہے دراز کر سکتا ہے۔

۱۰۵ – وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: يَا رَبِّ! ذَاكَ عَبْدٌ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً، وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ، فَقَالَ: ارْقُبُوهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا إِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً، إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّايَ.

(۱۰۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملائکہ (فرشتے) (بعض وقت) کہتے ہیں: "اے رب! یہ بندہ گناہ کا ارادہ کر رہا ہے۔" اللہ تو اس کو سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے اس پر اللہ فرماتا ہے: اس کو دیکھتے رہو، اگر وہ اس کو کرے تو اس کو اس جیسا ہی (ایک گناہ) لکھ لو اور اگر اس کو چھوڑ دے تو اس کو اس کیلئے ایک نیکی لکھ لو، بے شک اس نے اس گناہ کو میری خاطر چھوڑا ہے۔

۱۰۶ – وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: كَذَّبَنِي عَبْدِي وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لَهُ، وَشَتَمَنِي عَبْدِي] وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لَهُ، أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ: لَنْ يُعِيدَنَا كَمَا بَدَأَنَا، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ أَنْ يَقُولَ: اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا وَأَنَا الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ.

۱۰۶۔ "] " علامة انتهاء السقطه في ب ، و"لن يعيدنا كما بدأنا" وفي المشكاة ج ۱ كتاب الايمان عن ابي هريرة "لن يعيدني كما بدأني" رواه البخاري۔

(۱۰۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: میرا بندہ مجھے جھٹلاتا ہے اور یہ اس کے لئے مناسب نہیں اور میرا بندہ مجھے گالی دیتا ہے[1] اور یہ اس کے لئے مناسب نہیں اس کا یہ کہنا مجھے جھٹلانا ہے کہ: "وہ ہم کو اس طرح ہرگز دوبارہ پیدا نہ کرے گا جس طرح اس نے ابتداء میں پیدا کیا تھا۔" اس کا یہ کہنا مجھے گالی دینا ہے کہ: "اللہ نے کسی کو بیٹا بنالیا ہے۔" اور میں بے نیاز ہوں، نہ جنتا ہوں اور نہ جنا گیا ہوں اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔

۱۰۷ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَبْرِدُوْا عَنِ الْحَرِّ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

(۱۰۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دھوپ ذرا ٹھنڈی ہونے کے بعد نماز پڑھو، کیونکہ سخت دھوپ دوزخ کی بھاپ ہے۔

۱۰۸ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ.

(۱۰۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کی نماز جب کہ وضو ٹوٹ

(۱) "[" مخطوطہ برلین کا گمشدہ ورق یہاں ختم ہوتا ہے۔

(۱۰۷) مسلم ج۱ ص ۲۲۴ کتاب المساجد، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ .....

(۱۰۸) بخاری ج۱ كتاب الوضوء حدثنا اسحاق حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن همام عن ابی هريرة عن النبي ﷺ قال..... بخاری ج ۲۸ كتاب الحيل .....

مسلم ج۱ ص ۱۱۹ كتاب الطهارة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق بن همام قال حدثنا معمر بن راشد عن همام بن منبه اخي وهب بن منبه قال هٰذا ما حدثنا ابو هريرة عن محمد رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

جائے قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ دوبارہ وضو کر لے۔

۱۰۹ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فَأْتُوْهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا سُبِقْتُمْ فَأَتِمُّوْا.

(۱۰۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان دی جائے تو اس کے لئے جاؤ مگر اس طرح چلو کہ تم پر سکون و اطمینان ہو، جتنی نماز ملے اس کو پڑھ لو اور جو چھوٹ گئی ہے اس کو پورا کر لو[1]۔

۱۱۰ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَضْحَكُ اللهُ لِرَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالُوْا: وَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: يُقْتَلُ هٰذَا فَيَلِجُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللهُ عَلَى الْآخَرِ فَيَهْدِيْهِ إِلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيُسْتَشْهَدُ.

(۱۱۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ان دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیا ہو اور پھر بھی دونوں جنت میں جائیں۔ لوگوں نے عرض کیا: کس طرح؟ یا رسول اللہ! فرمایا: یہ قتل ہو گیا اس لئے جنت میں داخل ہوگا، پھر دوسرے پر اللہ مہربانی کرے گا اور اس کو اسلام کی ہدایت دے

(۱۰۹) مسلم ج۱ ص ۲۲۰ کتاب المساجد، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ ...

(۱) یعنی رکعت لینے کے لئے بے تحاشا بھاگنا نہیں چاہیے۔

(۱۱۰) مسلم ج۲ ص ۱۳۷ كتاب الامارة حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ.....

گا، پھر وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا اور شہید ہو جائے گا۔

۱۱۱ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَبِيْعُ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ.

(۱۱۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا بھائی کوئی چیز خرید رہا ہو تو تم اس کو نہ خریدو، اور اگر تمہارا بھائی منگنی کر رہا ہو تو تم (اسی عورت سے) منگنی نہ کرو (بلکہ انتظار کرو کہ وہ فارغ ہو جائے پھر جو چاہے کرو)

۱۱۲ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مَعْيٍ وَاحِدٍ.

(۱۱۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے اور مومن ایک آنت سے کھاتا ہے[1]۔

۱۱۳ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (۸/آ) إِنَّمَا سُمِّيَ خِضْرٌ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ تَحْتَهُ خَضْرَاءَ.

(۱۱۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (۱/۸) خضر (علیہ السلام کا نام خضر یعنی سبز) اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ ایک مرتبہ سفید ریت پر بیٹھے تو وہ ان کے نیچے سرسبز ہو گئی۔

۱۱۴ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى الْمُسْبِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [يَعْنِيْ] إِزَارَهُ.

(۱۱۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مُسْبِل کی طرف (نظر

(۱) مسلمان کی شان یہ ہے کہ کھاتے وقت دوسرے ساتھیوں کا لحاظ رکھے۔

(۱۱۳) بخاری ج ۱۳ کتاب بدء الخلق، حدثنا محمد بن سعید الاصبهانی اخبرنا ابن مبارك عن معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال.....

رحمت سے) نہ دیکھے گا (یعنی) جس کی لنگی (بہت لانبی ٹخنوں سے نیچے تک ہو)

۱۱۵ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قِيْلَ لِبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ: اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ يُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ، فَبَدَّلُوْا: فَدَخَلُوا الْبَابَ يَزْحَفُوْنَ عَلَى إِسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا: حَبَّةٌ فِيْ شَعِيْرَةٍ.

(۱۱۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ يُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ (۲) (تم دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو "حطة" (ہمارے گناہوں کو معاف کر) وہ تمہاری خطاؤں کو معاف کریگا مگر انہوں نے (ان الفاظ کو بدل دیا: اور دروازہ میں اپنی چوتڑوں سے رینگتے ہوئے داخل ہوئے اور حبة في شعيرة (جو میں گیہوں) کہنے لگے۔

۱۱۶ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ فَلْيَضْطَجِعْ.

(۱۱۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص رات کو نماز کے لئے کھڑا ہے پھر اس کی زبان سے قرآن صاف نہ نکلے اور جاننے کے قابل نہ

(۱۱۵) بخاری ج ۱۳ کتاب بدء الخلق، حدثنی اسحاق بن نصر حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن همام بن منبه انه سمع ابا هريرة يقول: قال رسول الله ﷺ.....

مسلم ج۲ ص ۴۱۹ کتاب الزهد، حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ماحدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ.....

(۱۱۶) مسلم ج۱ ص ۲٦۷ کتاب صلوة المسافرين، حدثنا محمد بن رفع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هٰذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ...

رہے کہ کیا کہہ رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ سو جائے۔

۱۱۷ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: لَا یَقُلْ اِبْنُ آدَمَ: یَا خَیْبَةَ الدَّھْرِ فَإِنِّی أَنَا الدَّھْرُ أُرْسِلُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُھُمَا.

(۱۱۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کہا: آدم کے کسی بیٹے (انسان) کو "زمانہ کا برا ہو" نہ کہنا چاہئے کیونکہ میں ہی زمانہ (دھر) ہوں، میں ہی رات اور دن کو پے در پے بھیجتا ہوں اور جب چاہوں ان کو روک لوں۔

۱۱۸ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْكِ أَنْ یَّتَوَفَّاہُ اللّٰہُ بِحُسْنِ طَاعَةِ رَبِّه وَطَاعَةِ سَیِّدِہٖ نِعِمَّا لَهُ نِعِمَّا لَهُ.

(۱۱۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلام کے لئے یہ بات کیا ہی اچھی ہے کہ اللہ اس کو اپنے پروردگار اور اپنے آقا (ہر دو) کی اچھی اطاعت کرتے ہوئے وفات دے یہ اس کے لئے بڑا ہی اچھا ہے، یہ اس کیلئے بڑا ہی اچھا ہے۔

۱۱۹ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَی الصَّلَاةِ فَلَا یَبْصُقْ أَمَامَه فَإِنَّه یُنَاجِی اللّٰہَ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ وَلَا عَنْ یَمِیْنِه فَإِنَّ عَنْ یَمِیْنِه مَلَكًا وَلٰكِنْ لِیَبْصُقْ عَنْ شِمَالِه أَوْ تَحْتَ رِجْلِه فَیَدْفِنْهُ.

(۱۱۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے سامنے نہ تھوکے، کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز کی جگہ

(۱۱۸) مسلم ج ۲ ص ۳ ۵ کتاب الایمان حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ.....

(۱۱۹) بخاری ج ۲ کتاب الصلوة، حدثنا اسحاق بن نصر قال اخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن همام سمع اباهريرة عن النبی ﷺ قال.....

پر ہوتا ہے اللہ سے مناجات کرتا رہتا ہے اور سیدھی طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ اس کی سیدھی جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے لیکن اپنے بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک کر اس کو دفن کر دے[1]۔

۱۲۰ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِذَا قُلْتَ لِلنَّاسِ: أَنْصِتُوْا وَھُمْ یَتَكَلَّمُوْنَ فَقَدْ لَغَوْتَ عَلٰی نَفْسِكَ –یَعْنِی یَوْمَ الْجُمُعَةِ–.

(۱۲۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نے لوگوں سے کہا کہ "خاموش رہو" اور وہ باتیں کرتے ہی رہیں یعنی جمعہ کے دن تو تم نے اپنے نفس پر ایک لغو کام کیا[2]۔

۱۲۱ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: أَنَا أَوْلَی النَّاسِ بِالْمُؤْمِنِیْنَ (۸/ب) فِی كِتَابِ اللّٰہِ فَأَیُّكُمْ تَرَكَ دَیْنًا أَوْ ضَیْعَةً فَادْعُوْنِی فَأَنَا وَلِیُّه وَأَیُّكُمْ مَا تَرَكَ مَالًا فَلْیُؤْثَرْ بِمَالِه عَصَبَتُه مَنْ كَانَ.

(۱۲۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہ نسبت اور لوگوں کے میں مومنوں (۸/ب) کے حق میں اللہ کے نوشتہ احکام میں زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں چنانچہ تم میں سے اگر کوئی شخص قرض چھوڑ کر مرے یا اس طرح فوت ہو کہ کفن دفن کو بھی پیسے نہ ہوں تو مجھے بلاؤ۔ میں اس کا ولی ہوں، اور اگر تم میں سے کوئی شخص مال چھوڑے تو جو کوئی اس کا قرابت دار ہو اسے اس مال پر ترجیح حاصل ہوگی۔ (ترکہ بحق حکومت ضبط نہ ہوگا)

۱۲۲ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَا یَقُلْ أَحَدُكُمْ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ إِنْ شِئْتَ أَوِ

(۱) یہ جنگل صحرا میں نماز پڑھتے وقت بے تحاشا بلغم منہ میں آجانے کا ذکر ہے۔

(۲) خطبہ سنتے وقت دوسرے کو یہ تک نہیں کہنا چاہئے کہ چپ رہو، چہ جائے کہ خوب باتیں کرو۔

ارْحَمْنِی إنْ شِئْتَ أوِ ارْزُقْنِی إنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمَ الْمَسْأَلَةَ، إنَّه يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لا مُكْرِهَ لَه.

(۱۲۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے: "اگر تو چاہے تو میری مغفرت کر" یا "اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر" یا "اگر تو چاہے تو مجھے رزق دے۔" اس کو چاہئے کہ پورے عزم کے ساتھ سوال کرے، بے شک وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

۱۲۳ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِلْقَوْمِ: لا يَتْبَعْنِی رَجُلٌ قَدْ كَانَ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأةٍ يُرِيْدُ أنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا بَنَى، وَلا آخَرُ بَنَى بِنَاءً لَه وَلَمَّا يَرْفَعْ سَقْفَهَا، وَلا آخَرُ قَدِ اشْتَرَى غَنَمًا أوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلادَهَا، فَغَزَا، فَدَنَا الْقَرْيَةَ حِيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ أوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: أنْتِ مَأمُوْرَةٌ وَأنَا مَأمُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَىَّ شَيْئًا، فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ، حَتّٰى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعُوْا مَا غَنِمُوْا فَأقْبَلَتِ النَّارُ لِتَأكُلَه، فَأبَتْ أنْ تُطْعِمَه، فَقَالَ: فِيْكُمْ غُلُوْلٌ، فَلْيُبَايِعْنِی مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ، فَبَايَعُوْهُ فَلَصِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِه، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِی قَبِيْلَتُه، فَبَايَعَتْه قَبِيْلَتُه، فَلَصِقَ يَدُ رَجُلَيْنِ أوْ ثَلاثَةٍ بِيَدِه، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ أنْتُمْ غَلَلْتُمْ، قَالَ: فَأخْرَجُوْا لَه مِثْلَ رَأسِ بَقَرَةٍ مِّنْ

(۱۲۲) بخاری ج ۳۰ کتاب التوحید، حدثنا یحیی حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن همام سمع اباهريرة عن النبی ﷺ قال....

۱۲۳۔ "حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا مَعْمر عن هَمَّام بن مُنَبِّه قال: هذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال: غزانبی...... "لماتبی" فی مسلم "لمايبن" "فدنا القرية" فی مسلم ج ۲ ص ۸۵ "فدنا من القرية"، "فاكلت" فيه ايضا "فاكلته".

ذَهَبٍ، فَوَضَعُوْهُ فِی الْمَالِ، وَهُوَ بِالصَّعِيْدِ، فَأقْبَلَتِ النَّارُ، فَأكَلَتْ، قَالَ: فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لأحَدٍ مِّنْ قَبْلِنَا، ذٰلِكَ (۹/آ) بِأنَّ اللهَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا.

(۱۲۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے (ایک مرتبہ) جنگ کی اور اپنی قوم سے کہا: میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کسی عورت سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ زفاف کرنا چاہتا ہو اور زفاف نہ کیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جو اپنا مکان بنا رہا ہو اور ابھی اس کی چھت بلند نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی اور جس نے بکریاں یا اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے پیدا ہونے کا انتظار کر رہا ہو۔ پھر انہوں نے جنگ کی، پھر جب کہ عصر کی نماز کا وقت ہوا یا اس کے لگ بھگ تو (دشمن کے) شہر کے پاس پہنچے اور سورج سے کہا: تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں، یا اللہ! اس کو کچھ دیر تک میرے لئے روک دے، اس پر ان کے لئے سورج رک گیا، یہاں تک اللہ نے اس کو فتح دی پھر لوگوں نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا جمع کیا اور اس کو کھانے کیلئے آگ آگے بڑھی لیکن اس کے کھانے سے انکار کر دیا، پیغمبر نے کہا: "تم میں خیانت ہے، اس لئے چاہئے کہ ہر قبیلے سے ایک شخص مجھ سے بیعت کرے" پھر انہوں نے ان سے بیعت کی اور ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے

(۱۲۳) بخاری ج ۲۱ کتاب النکاح نیز بخاری ج ۱۲ کتاب الجهاد، حدثنا محمد بن العلاء حدثنا ابن المبارك عن معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ..

مسلم ج ۲ ص ۸۵ کتاب الجهاد والسير، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال رسول الله ﷺ ...

چمٹ گیا، اس پر انہوں نے کہا: "تم میں خیانت ہے اس لئے چاہئے کہ اس کا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے۔" پھر اس کے پورے قبیلے نے ان سے بیعت کی تو دو تین آدمیوں کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا، اس پر انہوں نے کہا: "تم میں خیانت ہے، تم نے خیانت کی ہے"۔ کہا: پھر ان کے پاس گائے کے سر کے جیسی کوئی سنہری چیز نکال کر لائے، اس کو بھی مال غنیمت میں رکھ دیا گیا اور وہ پاک مٹی پر تھا، تو آگ آگے بڑھی اور کھالیا، فرمایا: غنیمت کا مال ہم سے پہلے کسی پر حلال نہ تھا، یہ (۱/۹) اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے ہمارے ضعف اور ہماری عاجزی کو دیکھا، اس لئے اس نے اس کو ہمارے لئے پاک بنادیا۔

۱۲٤ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ اَنِّيْ أَنْزِعُ عَلٰى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ، فَاَتَانِيْ أَبُوْ بَكْرٍ، فَاَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِيْ لِيُرِيْحَنِيْ، فَنَزَعَ دَلْوَيْنِ، وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ قَالَ: فَاَتَانِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَخَذَهَا مِنْهُ، فَلَمْ يَنْزِعْ رَجُلٌ نَزْعَهُ حَتّٰى وَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَنْفَجِرُ.

(۱۲۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بار جب کہ میں سورہا تھا میں نے (خواب میں) دیکھا کہ حوض پر لوگوں کو پانی پلانے کے لئے ڈول سے پانی کھینچ رہا ہوں۔ پھر میرے پاس ابو بکرؓ آئے اور انہوں نے میرے ہاتھ سے ڈول لے لیا تاکہ مجھے راحت پہنچائیں۔ پھر انہوں نے دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں ضعف تھا، اللہ ان کو معاف کرے، فرمایا: پھر میرے پاس عمر بن الخطابؓ آئے

۱۲٤۔ "رأیت" فی البخاری ج ۱٤ کتاب المناقب وفی مسلم ج ۲ ص ۲۷۵ "أریت"، "تیریحنی" فی مسلم ج ۲ ص ۲۷۵ "لیروّحنی"۔

(۱۲۴) بخاری ج ۲۸ کتاب التعبیر، حدثنا اسحاق بن ابراھیم، حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن ھمام انہ سمع اباھریرۃؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ...

اور ڈول کو ان سے لے لیا، پھر کوئی شخص ان کے جیسا کھینچ نہ سکا، یہاں تک کہ سب لوگ (سیراب ہوکر) واپس ہوگئے اور حوض بہتا ہی رہا۔

۱۲٥ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا جُوْرَ كِرْمَانَ قَوْمًا مِنَ الْأَعَاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوْهِ، فُطْسَ الْأُنُوْفِ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ، كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

(۱۲۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی، یہاں تک کہ تم جور کرمان سے لڑیں، وہ ایک عجمی (غیر عرب) قوم ہے، سرخ چہرے، چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھوں والی، گویا کہ ان کے چہرے پٹی ہوئی ڈھال ہیں۔

۱۲٦ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْخُيَلَاءُ وَالْفَخْرُ فِيْ أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ، وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ.

(۱۲۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فخر و تکبر گھوڑے اور اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور بردباری بکری والوں میں۔

۱۲۷ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ

۱۲۵۔ "جُور کرمان" فی المشکاۃ ص ٤٦٥ کتاب الفتن عن ابی ہریرۃ "خوزا و کرمان من الأعاجم"۔

(۱۲۵) بخاری ج ۱٤ کتاب المناقب، حدثنی یحیی حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن ھمام عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال:

لاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا خُوْزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الأُنُوْفِ صِغَارَ الأَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔

(۱۲۶) بخاری ج ۱۴ کتاب المناقب میں امام زہری نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ابو ہریرہ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے، البتہ آخری الفاظ یہ ہیں" والایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ" (ایمان یمن والوں میں ہے اور حکمت (حدیث) یمن والوں میں ہے)

الشَّعْرُ.

(۱۲۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

۱۲۸ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِيْ هٰذِهِ الشَّأْنِ –أَرَاهُ يَعْنِي الإِمَارَةَ– مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ.

(۱۲۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس معاملہ میں ــــ یعنی میں سمجھتا ہوں امارت کے بارے میں ــــ لوگ قریش کے تابع ہیں، ان میں کے مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع، اور ان میں کے کافر ان میں کے کافروں کے تابع ہیں۔

۱۲۹ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهِ.

(۱۲۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین عورتیں جو کبھی اونٹ پر سوار ہوئیں ہیں وہ قریش کی عورتیں ہیں: اپنے بچوں پر ان کے بچپن میں بڑی مہربان رہتی ہیں، اور اپنے شوہر کے مال کی بڑی حفاظت کرتی ہیں۔

۱۳۰ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ.

(۱۳۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر لگنا حق بات ہے، اور آپ نے پچھے (پچھا

۱۲۸۔ فی مسلم ج ۲ ص ۱۱۹ "عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابوهريرة عن رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها" "أراه يعني الامارة" ساقط من مسلم.

(۱۲۸) مسلم ج ۲ ص ۱۱۹، كتاب الامارة، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبدالرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

(۱۳۰) بخاری ج ۱۹ كتاب الطب، حدثنا اسحاق بن نصر حدثنا عبد الرزاق عن معمر

ہو) لگانے سے منع کیا۔

۱۳۱ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ، وَلَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَّا انْتِظَارُهَا.

(۱۳۱) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک نماز ہی میں رہتا ہے جب تک کہ نماز اس کو روکے رکھے[1] اور نماز کے انتظار کے سوائے اس کو اور کوئی چیز جانے سے نہیں روکتی۔

۱۳۲ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ.

(۱۳۲) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے[2] اور (خیرات) اپنے قریبی رشتہ داروں سے شروع کرو۔

۱۳۳ – وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (۹/ب) فِي الْأُوْلٰى وَالْآخِرَةِ، قَالُوْا: كَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ، وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى، وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ، فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ.

(۱۳۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور لوگوں کے مقابلہ میں عیسیٰ بن مریم

عن همام عن ابی هريرة عن النبی ﷺ. بخاری ج ۲٤ كتاب اللباس حدثنی يحيى حدثنا عبدالرزاق.....

مسلم ج ۲ ص ۲۲۰ كتاب السلام، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول ﷺ......

(۱) نماز کے انتظار میں مسجد میں رہنا بھی عبادت ہے۔

(۲) یعنی خیرات کرنے والا، خیرات لینے والے سے بہتر ہے۔

(۱۳۳) مسلم ج ۲ ص ۲٦٥ كتاب الفضائل باب فضائل عيسى عليه السلام، حدثنا

(۹/ب) کے ساتھ دنیا اور آخرت میں اولیٰ ہوں، لوگوں نے کہا: کس طرح؟ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: پیغمبر علاتی بھائی ہیں، اور ان کی مائیں علیحدہ ہیں[1] اور ان کا دین ایک ہے، اور ہم دونوں کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

۱۳۴- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيتُ مِنْ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَنْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ.

(۱۳۴) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ جب کہ میں سو رہا تھا تو زمین کے خزانے میرے پاس لائے گئے اور سونے کے دو کنگن میرے ہاتھ میں رکھے گئے، مجھ پر وہ گراں گذرے اور مجھے رنج میں ڈال دیا۔ اس پر مجھے وحی ہوئی کہ

محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

(۱) اور انبیاء کے ماں اور باپ دونوں جدا ہیں، حضرت عیسیٰ کے باپ نہ ہونے سے صرف ماں جدا ہے۔

۱۳٤۔ "اتيت من خزائن" في البخاري ج ۲۸ كتاب التعبير عن همام بن منبه قال: هذا ما حدثنا به ابو هريرة عن رسول الله ﷺ "اوتيتُ خزائن".

(۱۳۴) بخاری ج ۱۷ کتاب المغازی نیز بخاری ج ۲۸ کتاب التعبير، حدثني اسحاق بن ابراهيم الحنظلي حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا به ابو هريرة عن رسول الله ﷺ......

مسلم ج ۲ ص ۲٤٤ كتاب الرؤيا، حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه: قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ......

ان دونوں کو پھونک دوں، پھر میں نے ان دونوں کو پھونک دیا اور وہ دونوں چلے گئے، میں نے ان دونوں سے دو جھوٹوں کی تعبیر لی جو میرے دونوں طرف ہیں اور میں ان کے درمیان میں ہوں: صنعا والا اور یمامہ والا[1]۔

۱۳۵- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِمُنْجِيهِ عَمَلُهُ، وَلٰكِنْ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ وَفَضْلٍ.

(۱۳۵) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے عمل کے ذریعہ نجات نہیں پائے گا۔ لیکن (عمل کو) درست کرو اور میانہ روی اختیار کرو، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ بھی نہیں؟ فرمایا: میں بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانک لے۔

۱۳۶- وَقَالَ وَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَلِبْسَتَيْنِ: أَنْ يَحْتَبِيَ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَأَنْ يَشْتَمِلَ فِي إِزَارِهِ إِذَا مَا صَلَّى إِلَّا أَنْ يُخَالِفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقِهِ وَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَسِّ وَالْإِلْقَاءِ وَالنَّجْشِ.

(۱۳۶) اور کہا: اور رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی تجارت اور دو طرح کے لباس سے منع فرمایا (چنانچہ لباس کی حد تک) تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے کو اس طرح نہ لپیٹ لے کہ اس کی شرم گاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو، اور یہ کہ جب نماز پڑھے تو اپنی لنگی کو کندھوں پر ڈال لے مگر یہ کہ اس کے دونوں کناروں کو مخالف

---

(۱) "یہ دونوں شخص اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب تھے" اسود عنسی نے صنعاء میں، اور مسیلمہ نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

۱۳٦۔ "عاتقه" في المشكاة ص ۲٤۷ "عاتقه".

ستوں سے اپنے کندھے پر ڈال لے[1]۔ اور رسول اللہ ﷺ نے چھو کر یا کنکری ڈال کر خریدنے[2] اور نجش[3] سے منع فرمایا۔

۱۳۷– وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالنَّارُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

(۱۳۷) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے زبانوں (جانوروں وغیرہ) سے موت واقع ہو تو وہ معاف ہے[4] کنوئیں میں گرنے سے موت واقع ہو تو بھی معاف ہے، کان میں گرنے سے موت واقع ہو تو بھی معاف ہے، آگ سے موت واقع ہو تو بھی معاف ہے، البتہ دفینہ یا تو اس کا پانچواں حصہ زکوۃ میں دینا چاہئے۔

۱۳۸– وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوْهَا وَأَقَمْتُمْ فِيْهَا فَسَهْمُكُمْ. وَأَظُنُّه قَالَ: فَهِيَ لَكُمْ– أَوْ نَحْوُه مِنَ الْكَلَامِ– وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه فَإِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِه ثُمَّ هِيَ لَكُمْ.

(۱) لبادہ کندھوں پر ڈالنے سے رکوع سجود کے وقت وہ گر پڑنے لگتا ہے اور نمازی ان کو بار بار سنبھالتا ہے جو نماز سے توجہ منتشر کرنے کا باعث ہے، البتہ کندھوں پر اس طرح ڈال لیں کہ وہ پھر ملتے گرتے نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) یہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ تھا کہ مول پسند آئے تو زبان سے قبولیت ظاہر کرنے کی جگہ چیز کو چھوتے یا اس پر کنکری مارتے تھے۔

(۳) نجش کا تذکرہ اوپر حدیث نمبر (۶) میں بھی ہے۔ یہ گاہک کو دھوکہ دینے کی صورت تھی کہ تاجر کا ایک ساتھی جھوٹ موٹ بڑی قیمت پر مال خریدتا اور دوسرے لوگ سمجھتے کہ واقعی اس کی اتنی ہی قیمت ہے۔

(۴) زمانہ جاہلیت میں جانور، کنوئیں وغیرہ کو بھی قاتل قرار دے کر سزا دیتے تھے، جو لایعنی بات ہے، حال حال تک انگلستان میں بھی درخت، جہاز وغیرہ کو اسی طرح سزا دی جاتی تھی۔

(۱۳۸) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی شہر میں جاؤ اور اس میں اپنے مقدر کے مطابق اقامت کرلو۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ پھر آپ نے فرمایا۔۔۔۔ تو وہ تمہارے لئے ہے۔۔۔۔ یا ایسا ہی کوئی اور کلام۔۔۔۔ اور جو شہر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو (فتح ہونے پر) اس کا خمس (پانچواں حصہ) اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے، پھر وہ (خمس بھی) تمہارے ہی لئے ہے (یعنی سرکاری حصہ بھی مفاد عامہ کے لئے خرچ ہوتا ہے)

☆ آخِرُ الصَّحِيْفَةِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَيْرِ خَلْقِه وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَأَصْحَابِهِ الْمُنْتَجِبِيْنَ وَكَرَّمَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. وَكَاتِبُ الْجُزْءِ مَالِكُه الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَعَفْوِه عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ حَمْدَانَ بْنِ بَرَكَاتٍ حَامِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى.

(آخِرُ مَخْطُوْطَةِ دِمَشْقَ)

☆ والحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی محمد خیر خلقہ وعلی آلہ الطیبین واصحابہ المنتجبین وکرم الی یوم الدین۔ اس جز کا لکھنے والا، اس کا مالک، اللہ کی رحمت اور عفو کا محتاج عبد الرحیم بن حمدان بن برکات ہے جو اللہ کی تعریف کرتا ہے۔

(مخطوطہ دمشق کا آخر)

(۱۳۸) مسلم ج ۲ ص ۸۹ کتاب الجهاد والسير، حدثنا احمد بن حنبل ومحمد بن رافع قالا حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن همام بن منبه قال: هٰذا ما حدثنا ابو هريرة عن محمد رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول ﷺ......

(۱۳۸) وبهامش الدمشقيه (بلغ المقابلة).

☆ آخِرُ الصَّحِيفَةِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ تَسْلِيْمًا' فَرَغَ مِنْهَا كِتَابَةَ الْفَقِيْرِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِبْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ الْحَنَفِيِّ الْجِيْنِيْنِيِّ الْأَصْلِ' اَلدِّمَشْقِيِّ الدَّارِ فِيْ نَهَارِ الْاِثْنَيْنِ سَابِعَ عَشَرَ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ سَنَةَ مِائَةٍ وَأَلْفٍ وَعَلَّقَهَا لِنَفْسِهٖ وَلِمَنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ بَعْدِهٖ' مِنْ خَطِّ الْعَلَّامَةِ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ جَمَاعَةَ وَتَارِيْخُ كِتَابَتِهٖ لَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ١٦ رَبِيْعَ الْأَوَّلِ سَنَةَ ٨٥٦ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَّاسِعَةً' آمِيْنَ. (آخِرُ مَخْطُوْطَةِ بَرْلِيْن)

☆ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ تَسْلِيْمًا. فقیر ابراہیم بن سلیمان بن محمد بن عبد العزیز الحنفی جو بہ لحاظ پیدائش جینینی اور بلحاظ سکونت دمشقی ہے اس کی کتابت سے پیر کی صبح ۱۷ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ کو فارغ ہوا، اور اس کو اپنے لئے لکھا نیز اس کے بعد جس کے لئے اللہ چاہے، جس اصل سے اسے نقل کیا گیا وہ اسماعیل بن ابراہیم بن جماعہ کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا اور ان کے اس صحیفہ کو لکھنے کی تاریخ جمعہ کا روز ۱۶ ربیع الاول ۸۵۶ھ تھا اللہ ان پر بڑی رحمت کرے، آمین (مخطوطہ برلین کا آخر)

اختلاف الروايات

الرموز :"ب" يدل على مخطوطة برلين لصحيفة همام بن منبه، "د" على مخطوطة دمشق، "ح" على مسند ابن حنبل.

والرقم هو رقم الحديث فى الصحيفة كا نشرنا ها.

١. ح : فرض الله عليهم، ب، ح : اوتينا من بعدهم.

٢. ح : ابو القاسم صلعم . أكملها واجملها. فيتم بناؤك. محمدالنبى ﷺ فكنت انا.

٣. ب، ح :أنفق اشياء.

٤. ب : يقحمن فيها فذالك، ح: فتقتحم فيها قال : فذلكم، ب ح :"هلم عن النار" مرة واحدة، ح : فتغلبونى تقحمون.

٦. ح : "اياكم والظن" مرة واحدة. وكذلك كلمة "ولا تناجشوا" حذفت عنده، ح : عبيد الله.

٧. ح :مسلم وهو يسأل.

٨. ح : لى رسول الله . وقال يجتمعون . أعلم كيف. فقالوا.

٩. ح : كلمة "مالم يحدث" بعد "صلى فيه".

١٠. ح : كلمة "آمين" الثانية فى ب فقط، ح : فيوافق.

١١. ح : وقال : بينما. قال له. ويلك اركبها فقال : بدنة، ب، ح : يا رسولَ الله!. قال: وفى آخر الحديث كلمة "ويلك اركبها"

مرة واحدة عند ح.

۱۲. ح : جزء واحد من. جهنم قالوا : كانت لكافية.

۱۳. هذا الحديث بعدرقم ۱۶ عندح.

۱٤. ب : تعلمون ما لبكيتم، ح : لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيراً.

۱۵. ح : شتمه. كلمة "إنى صائم" مرة واحدة فى ب.

۱۷. ح : امر بالنار، د : فلد غته. فأوحى اليه.

۱۸. د : محمدفى يده، ب : قعدت سرية، د : تغزوا.

۲۲. ح : ويفيض. بكثر الهرج أيما هو؟ يا رسول الله

۲۳. ب ، ح : يكون بينهما.

۲۵. ب : آمنوا جميعاً.

۲٦. ح : وله ضراط. حتى يخطر. نفسه فيقول، ب : حتى قضى التثويب.

۲۷. ح : خلق السموات . مافى يمينه.

۲۸. ح : يوم لأن يرانى. من أهله وماله ومثلهم معهم.

۲۹. ح : هلك كسرى ثم لا يكون. لتقتسمن كنوزهما. سبيل الله عزّوجل. وحذف ح كلمة "وسمى الحدب خدعة".

۳۱. ح : فانما اهلك. بأمر فائتمروا به ، ب : بأمر فاتوا به.

۳٤. ب، ح : الى من فضل، ح : منه فيمن.

۳۵. ح : طهر اناء . أن يغسله.

۳٦. ح : يصلى الناس ثم يحرق.

۳۹. ح : لم اكن قدرته له ولكنه يلقته به قدرته له يستخرج به من البخيل يؤتينى. آتانى عليه.

٤۱. ح : هو قال عيسى :.

٤۲. ح : والله ما أوتيتكم.

٤۳. ح : جعل الامام . وإذا كبر . وإذا سجد.

٤۵. ح : واخر جتهم. اعطاك الله علم كل شئ واصطفاك. برسالاته كان قد كتب . فحاج.

٤٦. ح : خرّ عليه جراد. اغنيك عما.

٤۷. خففت على داود عليه السلام القراء ة. بدابته فتسرج وكان.

٤۹. ح : ليسلم الصغير.

۵۰. ح : عصموا منى اموالهم. على الله عزّوجل.

۵۱. ح : الناس وسفلتهم وعرتهم فقال اللهعزوجل للجنة : إنما انتِ رحمة. يضع الله عزّوجل رجله فتقول: قط قط أى حسبى. فان الله ينشى.

۵۳. ح : عليه وسلم إذا تحدث. حسنة ما لم يعملها. يعمل سيئة فأنا اغفرها ما لم يعملها.

۵٤. ح : عليه وسلم لقيد. خيرمما.

۵۵. ح : الجنة أن يقول تمن ويتمن فيقول له، ب : له إن لك.

۵۷. لاند فعت فى شعبهم.

۵۸. ح : خلق الله عزّوجل. قال له: اذهب. واستمع ما يجيبونك .

فقالوا: السلام عليك ورحمة الله فزادوه رحمة الله. صورة آدم وطوله. ينقص الخلق، ب:حذف كلمة "فزادوا ورحمة الله".

۵۹. ح : موسٰى عليه السلام. عينه وقال. فقل الحياة. فماتوارت بيدك جنب الطريق ، ب ح : رد الله عينه.

۶۰. ح :موسٰى عليه السلام يغتسل. الحجر بثوب موسى. موسى باثر. موسى وقالوا: ان بالحجر ند باسته.

۶۱. ح : عن كثرة.

۶۲. ح : وإذا اتبع أحدكم.

۶۴. ح: خسفت به. حتى يوم القيامة.

۶۶. ح : ما من مولود يولد إلا على. تنتجون الاء بل فهل.

۶۷. ح :الذنب قال.

۶۸. ح: قالوا: إنك، ب، ح : كلمة "إياكم والوصال" مرة واحدة. لست في ذاكم.

۷۰. ح : تطلع الشمس. الرجل على دابته تحمله. له متاعه عليها صدقة قال: والكلمة. قال: كل خطوة يمشيها.

۷۱. ح : حقها بسطهاعليه.

۷۲. ح : قال : ويفرمنه، ب : يفر منه ويطلبه.

۷۳. ح : لا تبل. تغتسل منه.

۷۴. ب : المسكين الذي يطوف.

۷۶. ح :لا يتمن أحدكم. انقطع عمله وإنه لا يزيد، د : يدعوابه.

۷۸. ح : فقال الذى اشترى. وقال الذى باع الأرض. قال: فتحاكما. قال احدهما. جارية قال. على انفسهما منه، ب ح : انا اشتريت منك الأرض، د: اشترا.

۷۹. ب : ضلت ثم وجدها.

۸۰. ح : حذف كلمة "او قال: أتيته".

۸۱. ح : الماء ثم لينثر.

۸۲. ح :أن احداً عندى. أجد من يقبله مني ليس شيئاً.

۸۳. ح : عنكم عناء حره. فلقموه في يده. وحذف ح كلمة"أولينا وله في يده".

۸۴. ح : ربك أطعم. وليقل فتاتي، غلامي : ب ح : سيدى ومولاى.

۸۵. ح : فيهاولا يتفلون ولا يتمخطون.أمشاطهم الذهب. مجامرهم الألوة. مخ ساقيهما.



۸۶. ح : لن تخلفنية. له صلاة.

۸۷. ح : لمن قبلنا.

۸۸. ح : دخلت النار امرأة. لها ربطتها. ترمم من خشاش.

۸۹. ح : وهو مؤمن حين يسرق. وهو مؤمن حين يزنى ولا يشرب الشارب وهو مؤمن حين يشرب يعنى الخمر. ولا ينتهب مؤمن فإياكم.

۹۲. ح : يكلمه المسلم في سبيل الله ثم يكون. تنفجر دماً. المسك قال: أى يعنى العرف الريح.

٩٣. رقمه عند ح بعد ٩٤. ح: الله عزّوجل.

٩٤. رقمه عند ح بعد ٩٢. ح: تكون صدقة فألقيها ولا آكلها.

٩٥. ح: والله لأن يلج.

٩٦. ح: واستحياهما فليستهما عليها، "فاستحياهما، كذا بالأصل الدمشقي، لعلها" فاستحياها" أى فاستحيا اليمين.

٩٧. ح: شاة مصراة. إما يرضى.

٩٨. ح: الشيخ على حب.

٩٩. ح: لا يمشين أحدكم. لعل الشيطان ينزع في يده.

١٠١. ح: رسول الله ﷺ في سبيل.

١٠٢. ح: كتب على ابن آدم. أدرك لا محالة فالعين. النظر ويصدقها. زنيته النطق والتمنى. يصدق ما ثمَّ ويكذب.

١٠٤. ح: إذا ما قام أحدكم.

١٠٥. ح: الملائكة رب.

١٠٦. ح: له ذلك وشتمنى ولم يكن له ذلك تكذيبه إياى أن يقول. فلن يعيدنا. الصمد الذى.

١٠٧. ح: من الحر.

١٠٨. ح: لا يقبل الله صلاة.

١٠٩. ح: تمشون عليكم. فصلوا وما فاتكم فاقضوا.

١١٠. ح: قالوا: كيف.

١١١. ح: لا يخطب احدكم على.

١١٢. ح: زاد فى آخر الحديث بعد كلمة "واحد" ما يأتى: "حدثنا عبدالله قال سمعت ابى (اى ابن حنبل) يقول: قلت لعبدالرزاق: يا ابابكر، افضل؟ يعنى هذا الحديث كأنه اعجبه حسن هذا الحديث وجودته. قال: نعم.".

١١٣. ح: لم يسم خضرًا إلا أنه جلس. خضراء والفروة الحشيش الأبيض وما يشبهه قال عبدالله: هذا التفسير من عبدالرزاق.

١١٤. ح: حذف كلمة "يعنى ازاره" وحذف دكلمة "يعنى".

١١٥. ح: حبة فى شعرة.

١١٧. ح: قال لا يقل. إنى انا الدهر.

١١٨. ح: للمملوك ان يتوفى بحسن عبادة الله وصحابة سيده. كلمة "نعماله" مرة واحدة.

١١٩. ح: من الصلاة. مناج لله.

١٢٠. ح: ألغيت على نفسك. وحذف كلمة "يعنى يوم الجمعة".

١٢١. ح: فايكم ما ترك. فأنا وليه. فليرث ماله عصبته.

١٢٢. ح: وارحمنى. وارزقنى ليعزم.

١٢٣. ح: بهاولم يبن ولا أحدقد بنى بنياناً. ولا أحد قد اشترى. ينتظر اولادها. من القربة حين صلاة. ان تطعم فقال. قبيلتك فبا يعته قبيلته قال: فلصق بيد رجلين. فأكلته قال. ذلك لأن الله عزّوجل، ب، ح: يد رجل بيده قال. ثلاثة بيده قال.

١٢٤. ح: الناس قال: فأتانى. يدى ليرفه حتى نزع ذنوباً او ذنوبين وفى

نزعه ضعف قال : فأتاني ابن الخطاب والله يغفرله فأخذها فلم ينزع رجل حتى تولى الناس، ب، ح : ابوبكر الصديق.

۱۲۵. ح :خوز وكرمان، ب : حمر الوجه فطس الأنف.

۱۲۶. رقمه فی ح بعد ۱۲۷.

۱۲۷. رقمه فی ح بعد ۱۲۵. ح : اقواماً نعالهم.

۱۲۸. ح : الشأن مسلمهم. (هو حذف كلمة "أراه يعنى الامارة")

ب : كافر تبع لكافرهم.

۱۳۱. ح : ما كانت الصلاة وهى تحبسه لا يمنعه إلا انتظارها.

۱۳۳. ب،ح : أنا اولى بعيسى.

۱۳۴. ح : إذا أوتيت بخزائن.

۱۳۵. ح : ليس واحد بمنجيه.

۱۳۶. ح : وقال نهى عن بيعتين. ونهى عن اللمس والنجش.

۱۳۷. ح : وقال العجماء. والمعدن جبار وفى الركاز الخمس.

۱۳۸. رقمه فى ح بعد ۱۰۲ وقبل ۱۰۳. ح : فأقمتم فيها فسهمكم فيهاوأيما قرية.

مخطوطۂ دمشق اور مخطوطۂ برلین
کی
سماعتیں

سماعات فی مخطوطة دمشق

(۱) كتب على لوح الكتاب ما يلي(والخط الفاصل يدل على السطر: في الأصل):

أ. "صحيفة همام بن منبه رحمه الله رواية معمر عنه ،/ رواية عبد الرزاق عنه، رواية أحمد بن يوسف/ السلمى عنه، رواية ابى بكر القطان عنه، رواية/ الامام أبى عبد الله بن منده عنه، رواية ابنه/ عبدالوهاب عنه، رواية الشيخ أبى الخير محمد بن / أحمد المقدر عنه، رواية الشيخ الإمام الأجل/ الأوحدالحافظ تاج الدين بهاء الاسلام بديع الزمان/ ابى عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن محمد المسعودى عنه/ أصلحه الله ورضى عنهم أجمعين وسلم تسليماً كثيراً، إلى يوم الدين".

ب. وتحته : "سماع مالكه عبد الرحيم بن حمدان بن بركات ولله الحمد والمنة".

ج. وتحته : "وقف نجم الدين أبو الحسن بن هلال أثابه الله،/ لله على جميع المسلمين بشرط أن لا يعارلأحد منهم إلا ...... قيمته".

مخطوطہ دمشق کی سماعتیں

(۱) کتاب کے سرورق پر لکھا ہے:

(نوٹ: ذیل میں جو خط فاصل ہیں وہ اصل کتاب کی سطریں ظاہر کرتے ہیں)

الف۔ "صحیفہ ہمام بن منبہ رحمہ اللہ، معمران سے روایت کرتے ہیں /ان سے عبدالرزاق روایت کرتے ہیں، ان سے احمد بن یوسف / سلمی روایت کرتے ہیں، ان سے ابو بکر بن قطان روایت کرتے ہیں /ان سے امام ابو عبداللہ بن مندہ روایت کرتے ہیں، ان کے بیٹے / عبدالوہاب ان سے روایت کرتے ہیں، ان سے شیخ ابوالخیر محمد بن /احمد مقدر روایت کرتے ہیں، ان سے شیخ اجل اور یکتا امام حافظ تاج الدین بہاء الاسلام بدیع الزماں /ابو عبد اللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد مسعودی روایت کرتے ہیں /اللہ ان کو اچھا رکھے اور ان تمام سے راضی رہے اور قیامت کے دن تک بے حساب سلامتی بھیجے۔"

ب۔ اس عبارت کے نیچے لکھا ہے:

"اس کتاب کے مالک عبدالرحیم بن حمدان بن برکات نے سماعت کی، اللہ ہی کے لئے منت اور تعریف ہے"

ج۔ اور اس کے نیچے یہ لکھا ہے:

"نجم الدین ابوالحسن بن ہلال نے، اللہ اس کو ثواب عطا کرے / تمام مسلمانوں پر (اس کتاب کو) اس شرط سے وقف کیا کہ کسی کو عاریت نہ دی جائے

مگر......اس کی قیمت۔"

(٢) وفي آخر الكتاب، على هامش الورقة؟/ ب، سماع من أبي القاسم ابن عساكر، صاحب "تاريخ دمشق" وهو في ثلاثة أسطر طوال وخمسة عشر قصار، بخط مغربي فنقطة الفاء تحت الحرف والقاف لها نقطة واحدة فوق الحرف، وقد كتب اسم "القاسم" و"خالد" بدون ألف. وهذا نصه: "[سمـ]عها من الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله، ومن الشيخ أبي علي الحسين بن علي بن الحسن بن عمر بن علي/ البطليوسي، كليهما عن زاهر، عن أبي بكر محمد بن القسم الصفار، وأحمد بن علي بن عبدالله بن خلد، وأبي الحسن/ علي بن احمد بن محمد المامعي (؟الغافقي). وزاد الحافظ أبو القاسم : وأنا أيضا أبو الفضل محمد بن إسمعيل بن الفضيل الفضيلي/ عن أبي سهل/ عبدالرحمن بن محمد/ المالينى، كلهم/ عن ابى طاهر محمد/ بن محمد بن كثير/عن أبي بكر محمد/بن الحسين القطان/ بسنده محمد بن / هبة الله الشيرازى/ وابو البركات/ الحسن، واخوه/ أحمد ابنا محمد/بن الحسن وآخرون/ في شوال سنة تسع وخمسين وخمسمائة".

(۲) کتاب کے آخر میں، ورق۹/ب کے حاشیہ پر، ابو القاسم ابن عساکر، مؤلف "تاریخ دمشق" کی سماعت ہے، اور وہ تین طویل سطروں میں اور پندرہ چھوٹی سطروں میں ہے، یہ مغربی رسم الخط میں لکھا گیا ہے چنانچہ ف کا نقطہ حرف کے نیچے دیا گیا ہے اور ق کو صرف ایک نقطہ حرف کے اوپر دیا گیا ہے،

اور "قاسم" اور "خالد" کا نام بغیر الف کے لکھا گیا ہے اور یہ اس کی عبارت ہے:

"(میں نے) اس کو/ حافظ ابو القسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ اور شیخ ابو علی حسین بن علی بن حسن بن عمر بن علی/ بطلیوسی سے سنا، ان دونوں نے زاہر سے، انہوں نے ابو بکر محمد بن القسم الصفار، اور احمد بن علی بن عبد اللہ بن خلد، اور ابو الحسن/ علی بن احمد بن محمد المامعی (؟الغافقی) سے سنا۔" حافظ ابو القسم نے اس قدر عبارت کا اضافہ کیا ہے:

"اور میں نے بھی ابو الفضل محمد بن اسمٰعیل بن فضیل فضیلی/ سے انہوں نے ابو سہل/ عبد الرحمٰن بن محمد/ مالینی سے سنا اور ان تمام نے ابو طاہر محمد/ بن محمد بن کثیر/ سے انہوں نے ابو بکر محمد/ بن حسین قطان سے سنا/ اور ان کی سند سے محمد بن/ ہبۃ اللہ شیرازی/ اور ابو البرکات/ حسن، اور ان کے بھائی/ احمد بن محمد/ بن حسن اور دوسرے لوگوں نے سنا/ شوال ۵۵۹ھ میں۔"

(٣) وفي أواخر عين الورقة سماع في ثلاثة أسطر وقد انمحى بعض الكلمات. وهذا نصه :"سمعها من أبي عبد الله محمدبن عبد الرحمن المسعودي بقراء ته جماعة، أبو محمد بن أبي بكر بن احمد البلخي، وذلك يوم الإثنين/ السادس من ربيع الآخر. سنة خمس وسبعين وخمسمائة، وابو الفرج نصر(؟) والمظفر بن أبي الفنون العتابي، وابو الطاهر/ إسمعيل بن ظافر بن عبدالله العقيلي، ونبأ بن مكارم بن حجاج الحنفي، وابو محمد بن عبد المحسن بن ابراهيم الزجاج".

(۳) اسی ورق کے آخر میں تین سطروں میں ایک اور سماعت ہے اور بعض کلمے مٹ گئے ہیں اور یہ اس کی عبارت ہے:

"ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن مسعودی کی قرأت سے جو ایک جماعت کے سامنے ہوئی ابو محمد بن ابی بکر بن احمد بلخی نے اس کو سنا، اور یہ (جماعت) دو شنبہ کے دن/۶ ربیع الآخر ۵۷۵ھ کو (ہوئی) اور ابو الفرج نصر؟ اور مظفر بن ابی الفنون عتابی اور ابو طاہر/ اسمٰعیل بن ظافر بن عبد اللہ عقیلی، اور نباء بن مکارم بن حجاج حنفی، اور ابو محمد بن عبد المحسن بن ابراہیم زجاج (نے بھی اس کو سنا)"

(٤) وفي الورقة. ١/ألف سماع يحتوى على الصفحة بتمامها فى (٢٤) سطراً، ما نصه: "بلغ السماع لجميع هذه الصحيفة وهى صحيفة همام بن منبه على الشيخ الفقيه الامام العالم تاج الدين بهاء المسلمين بد[يع الزمان]/ابى عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبى الحسن المسعودى البندهي الخراساني أحسن الله عاقبة أمره بقراء ته علينا من أصل [......]/ المنقول منه فى المدرسة الناصرية الصلاحية خلدالله ملك واقفها بثغر دمياط حماه الله تعالى، الأمراء والسادة الفقه[اء]/ عمادالدين أبو الطاهر إسمعيل بن الأمير ظهير الدين ابو(كذا) اسحق بن الأمير ناصر الدولة متولى حرب الثغر المذكور يومئذ وا [......]/الأمير جمال الدين أبو المفضل موسى والفقيه الأجل الامام العالم فخر الدين أبوبكر بن موصلى بن مام بن حرب المارابى ا[......]/مدرس المدرسة الذكورة بالثغر

والقاضى الأعز ابو محمد عبد السلم بن جماعة بن عثمان التنيسى، والمعتمد [......]/عبدالغنى بن اسمعيل بن ابراهيم، وولده ابو المنتصر عبد العزيز، والفلس(؟) ابو على الحسن بن القاضى جلال الدولة أبى البركات عب[يد:......]/ بن أحمد، وولده أبو الفضل محمد، وأخوه المختص ابو محمد عبد العزيز، والفقيه ابو محمد عبد الباقى بن جعفر التنيسى وأبو[......]/ ناصر بن صمصام بن سباع المؤدب، وأبو الحسن على بن معالى بن على الدماطى [؟ الدمياطى]، والفقيه الخطيب ابو القاسم عبد الرحمن بن [......]/ ابن عبدالرحمن الدمياطى، وأمير الملك ابو البركات عبد الرحمن محمد بن طلحة الدمياطى، والعفيف أبو الفضل محمد بن القاضى ا[......]/ ابو البركات محمد بن سليم، وعبد الواحد بن اسمعيل بن ظافر الدمياطى، وعبدالله بن ابى الحسن بن على بن أبى الرجا، وال[قاضى] ابو على الحسن بن القسم بن عتيق(؟) التنيسى، وعبد الرحمن بن احمد بن عبد الوهاب الدمياطى، وصفى الدين ابو الفتح نص[ربن]/ مظفر بن الجلال الرجى، وفتح الدين عمر بن تميم بن احمد التميمى، وولداه محمد وعبد الرحمن، وابو الفتح محمدابن عبد ا[......]/بن أحمد والحلص ابو محمد عبد الله بن القاضى ضياء الدين ابى القسم هبة الله بن احمد، وعبدالوهاب بن محمد بن عبدا[......]/ وابو الفضل طلحة بن القاضى النفيس ابى المعالى محمد بن حذيفة الدمياطى، والرضى ابو الفضل رضوان بن

سلمة المصری و[......]/بن عبد الله الناصر، وأبو المحرم مكی بن أبی نصر فتح بن رافع المصری، وابو الفضل مرتضا بن ابی الحسین محمد بن علی ال[......]/التنیسی المالكی، وعبد الغنی بن عبد الرحمن بن صدقة الحلبی الدمیاطی، وابو المنصور وابو الحسین ولدا القاضی [......]/صالح بن أبی كثیر، وناصر بن سالم بن ناصر، ونصر بن كریم بن علی، ومنصور بن علی بن حجاج الدمیاطیون وابو الحرم مكی [بن......]بن الحلاوی اسرار المقری، وابو عمران موسی بن محمد بن محمد الدربندی، وابو الحسن علی بن احمد طاهر المؤ[ذن]،/و ولداه محمد وعبد الوهاب، وأخو المؤذن المذكور، والفقیه النجیب ابو منصور فتح بن محمد بن علی بن خلف الشافعی ا[......]/و ولداه محمد بن عبد الله، ومسعود مملوك الفقیه المدرس المقدم ذكره. وكاتب هذا السماع مالك الجزء العبد الف[قیر]/ عبد الرحیم بن حمدان بن بركات الشافعی حامدًا لله تعالی. وذلك فی السادس والعشرین من ذی القعدة سنة سب[ع وسبعین]/ وخمسائة. وصحَّ لجمیعهم ذلك. والحمدلله وحده وصلواته علی محمد وآله وسلامه. فیه ملحق من محمد بن ......(؟)". وتحته خط عارض. وتحت الخط : "صح سماعهم منی. وكتبه محمد بن عبد الرحمن ابن محمد المسعودی ولله الحمد".

(۴) اور ورق ۱۰/الف پر بھی ایک سماعت لکھی ہے جو پورے صفحہ پر حاوی ہے

اور ۲۴ سطر ہیں، یہ عبارت درج ہے:

"اس پورے صفحہ کی سماعت کی گئی اور یہ صحیفہ، صحیفہٴ ہمام بن منبہ ہے، شیخ فقیہ امام عالم تاج الدین بہاء المسلمین (بدیع الزماں) /ابو عبد اللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابوالحسن مسعودی بندھی خراسانی نے، اللہ ان کے ہر کام کا انجام اچھا کرے اس اصل سے [......]/ انہوں نے نقل کر کے ہم کو پڑھ کر سنایا جو مدرسۂ ناصریہ صلاحیہ میں ہے، اللہ اس مدرسہ کے وقف کرنے والے کے ملک کو ہمیشہ باقی رکھے جو دمیاط کی سرحد میں ہے اور اللہ اس کی حفاظت کرے، امراء اور سادات الفقہاء عماد الدین ابو طاہر اسمٰعیل بن امیر ظہیر الدین ابو اسحٰق بن امیر ناصر الدولہ مذکورہ سرحدی جنگ کے نگران کار آج کے دن اور [......]/امیر جمال الدین ابوالفضل موسیٰ اور فقیہ اجل امام العالم فخر الدین ابو بکر بن وصلی بن مام بن جرب المارانی [......]/مذکورہ سرحد کے مدرسہ کے مدرس اور بہت زیادہ قابل عزت قاضی ابو محمد عبدالسلم بن جماعہ بن عثمان، اور عثمان تنیسی کے فرزند، اور معتمد [......]/ عبدالغنی بن اسمٰعیل بن ابراہیم، اور ان کے فرزند ابوالمنتصر عبدالعزیز اور فلس (؟) ابو علی حسن بن قاضی جلال الدولہ ابو البرکات عبید [......]/ بن احمد، اور ان کے فرزند ابوالفضل محمد، اور ان کے خاص بھائی ابو محمد عبدالعزیز، اور فقیہ ابو محمد عبد الباقی بن جعفر تنیسی اور ابو [......]/ ناصر بن صمصام بن سیاع مودب، اور ابوالحسن علی بن معالی بن علی دماطی ؟(؟دمیاطی)، اور فقیہ خطیب ابوالقسم عبدالرحمٰن بن [......]/بن عبدالرحمٰن دمیاطی، اور امیر الملک ابوالبرکات عبد

الرحمٰن محمد بن طلحہ دمیاطی، اور عفیف ابوالفضل محمد بن قاضی [......] / ابو البرکات محمد بن سلیم، اور عبدالواحد بن اسمٰعیل بن ظافر دمیاطی، اور عبداللہ بن ابی الحسن بن علی بن ابو رجاء اور (القاضی) ابو علی حسن بن قسم بن عتیق (؟) تنیسی، اور عبد الرحمٰن بن احمد بن عبد الوہاب دمیاطی، اور صفی الدین ابوالفتح نصر الدین، مظفر بن جلال الرحبی، اور فتح الدین عمر بن تمیم بن احمد تمیمی، اوران کے دو بیٹے محمد وعبدالرحمٰن اور ابوالفتح محمد بن عبدا[......] / بن احمد اور حلص ابو محمد عبداللہ بن قاضی ضیاء الدین ابی القسم ہبۃ اللہ بن احمد، اور عبدالوہاب بن محمد بن عبدا[......] / اور ابوالفضل طلحہ بن قاضی نفیس ابوالمعالی محمد بن حذیفہ دمیاطی اور رضی ابوالفضل رضوان بن سلمہ مصری اور [......] / بن عبداللہ ناصر، اور ابوالحرم مکی بن ابو نصر فتح بن رافع مصری، اور ابوالفضل مرتضا بن ابی الحسین محمد بن علی ال[......] تنیسی مالکی، اور عبدالغنی بن عبدالرحمٰن بن صدقہ حلبی دمیاطی، اور ابوالمنصور اور ابوالحسین قاضی [......] کے فرزند / صالح بن ابی کثیر، اور ناصر بن سالم بن ناصر، اور نصر بن کریم بن علی، اور منصور بن علی بن حجاج (دمیاطی اور ابوالحرم مکی [بن......] / بن الحلاوی اسرار المقری، اور ابو عمران موسیٰ بن محمد بن محمد دربندی، اور ابو الحسن علی بن احمد بن طاہر المؤ[ذن] / اور ان کے دو لڑکے محمد اور عبدالوہاب ، اور مؤذن مذکور کے بھائی، اور فقیہ نجیب ابو منصور فتح بن محمد بن علی بن خلف شافعی، [......] / اور ان کے دو لڑکے محمد اور عبداللہ، اور مسعود فقیہہ مدرس مذکورۂ بالا کے مملوک، اس سماعت کا کاتب اور اس جز کا مالک عبد [فقیر] /

عبدالرحیم بن حمدان بن برکات شافعی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور یہ ۲۶ ذی قعدہ سنہ سا[ت اور ستر] اور پانچ سو (۵۷۷ھ) میں لکھا گیا، اور ان تمام طلبہ کے لئے یہ قرأت سماعت صحیح ہے۔ والحمدللہ وحدہ وصلوته علی محمد وآله وسلامه (تمام تعریف خدائے واحد کے لئے سزاوار ہے اور محمد ﷺ اور آپ کی آل پر اس کی رحمت اور سلامتی ہو) اس میں محمد بن......(؟) سے الحاق ہے۔"

اور اس کے نیچے ایک لکیر ہے اور لکیر کے نیچے یہ لکھا ہے:

"مجھ سے ان کی سماعت کی صحت ہوئی اور اس کو محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد مسعودی نے لکھا۔ وللہ الحمد۔"

(۵) وعلی الورقة ۱۰/ ب سماعات. أولها: "سمع جميع هذا الجزء من أوله الى آخره على الشيخة الصالحة الصينة أم الفضل كريمة بنت الشيخ الأمين/ نجم الدين عبدالوهاب بن علی بن الخضر القرشية الزبيرية الأسدية صان الله قدرها باجازتها/ من الشيخ الأصيل أبی الخير محمد بن الباغبان (؟) عن الإمام [ا] بن منده بقراءة الإمام العالم الفاضل/ جمال الدين أبی العباس احمد بن ابی الفضائل ابن ابی المجد الدخميسی نفعه الله، عمر بن محمد بن منصور/ الأمينی. وهذا خطه عفا الله عنه. وصح وثبت يوم الثلثاء سابع عشر شهر ربيع الأول سنة/ ثلاث وعشرين وستمائة بمنزلها عمر بطول بقائها من درب المسلك بدمشق. والحمد لله حق حمده".

(۵) ورق ۱۰/ب پر بھی سماعتیں درج ہیں سب سے پہلے یہ سماعت ہے:

"یہ پورا جز شروع سے آخر تک شیخہ صالحہ پاک باز خاتون ام الفضل کریمہ بنت شیخ امین/نجم الدین عبدالوہاب بن علی بن خضر قرشیہ زبیریہ اسدیہ ہمان اللہ قدرہا پر ان کی اس اجازت سے سنا گیا/جو شیخ اجل ابو الخیر محمد بن الباعنان (؟) سے ہے وہ امام [ا] بن مندہ سے امام عالم فاضل/جمال الدین ابو العباس احمد بن ابو الفضائل بن ابو المجد دخمیسی نفعہ اللہ، عمر بن منصور/امینی کے پڑھنے سے روایت کرتے ہیں اور یہ ان کا خط ہے۔ عفا اللہ عنہ، اور بروز سہ شنبہ ۷/ماہ ربیع الاول سنہ ۶۲۳ھ ام الفضل کریمہ کے گھر میں صحت کی گئی اور اجازت ثبت ہوئی، اللہ ان کے گھر کو جو دمشق میں درب المسک میں ہے ان کے وجود سے بہت دن آباد رکھے والحمدللہ حق حمدہ"۔

(٦) وتحته بخط أندلسي على يدالبرزالي الإشبيلي :"سمع جميع هذه الصحيفة على الشيخ الأجل المقرئ ابى عبد الله محمد بن ابى/ بكر بن محمد البلخي لسماعه فيه صاحبها السيدالأجل العالم النبيه المتقن/ ثقة المحدثين كمال الدين ابو العباس احمد بن ابى الفضائل بن ابى المجد بن الدخميسي وفقه الله وإياي/ والفقهاء نجيب الدين أبو الفتح نصرالله بن ابى العز بن ابى طالب الصفار، وابو محمد عبد الواحد / بن عبد السيد بن ابى البركات الصقلي، وإبراهيم بن عبدالله بن [؟ عثمان، غسان] المازوى المغربى، /ومحمد بن يوسف بن محمد البرزالي الإشبيلي بقراء ته وهذا خطه يوم الأربعاء الثالث عشر من/شهر جمادى الآخرة سنة ثلاث

وعشرين وستمائة بزاوية ابن عروة من جامع/ دمشق حماها الله والحمدلله وحده وصلاته على نبيه محمد وسلامه".

(٢) اوراس کے نیچے اندلسی خط میں شیخ برزالی اشبیلی کے ہاتھ سے یہ لکھا ہوا ہے:

"یہ پورا صحیفہ شیخ اجل مقرئی ابو عبداللہ بن ابی/بکر بن محمد بلخی پر پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں اس کے مالک سید اجل عالم نبیہ متقن/ثقۃ المحدثین کمال الدین ابو العباس احمد بن ابی الفضائل بن ابی المجد بن دخمیسی، اللہ انہیں اور مجھے توفیق دے، کی/سماعت ہے۔ اور فقہاء نجیب الدین ابو الفتح نصر اللہ بن ابی العز بن ابی طالب الصفار، اور ابو محمد عبدالواحد،/بن عبد السید بن ابی البرکات صقلی، اور ابراہیم بن عبداللہ بن [؟ عثمان، غسان] مازوی مغربی/اور محمد بن یوسف بن محمد برزالی اشبیلی کی قرأت ہے اور ان کا یہ خط چہار شنبہ کے دن ۱۳/ماہ جمادی الآخر ۶۲۳ھ کا ہے جامع/دمشق میں ابن عروہ کے زاویہ میں لکھا گیا ہے، اللہ اس شہر کی حفاظت کرے۔" والحمد لله وحده وصلاته على نبيه محمد وسلامه۔" (خدائے واحد کے لئے تمام تعریف سزاوار ہے اور اس کی رحمت اور سلام اس کے نبی محمد پر ہو)

(٧) وتحته سماع نصه: "سمع جميع هذه الصحيفة على الحافظ ابى محمد عبد القادر بن عبد الله الرهاوى نحو(؟ بحق) سماعه/ من أبى الفرج مسعود بن الحسن الصيفى عن عبد الوهاب بن محمد بن يحيى بن منده عن أبيه محمد/بقراءة اسمعيل بن ظفر النابلسي، يحيى بن [أ] بى منصور ابن [أ] بى الفتح الصيرفي فى آخرين /منهم مثبت الأسماء ابو منصور ابن [أ] بى الفضل ابن [أ]

بی محمد البغدادی وذلك فی شهر ربیع الأول سنة تسع وستمائة نقله من خطه مختصرًا علی بن محمد بن عمر بن هلال الأزدی(؟) الأزدی(؟)". لعل المراد سنة ٦٢٩ أوبعدها الی ٦٦٩ فان هذا السماع بعد سماع البرز الی من سنة ٦٢٣، فلا یکون من ٦٠٩ کما فی النص. والسماع التالی من ٦٧ من نفس الشیخ الرهاوی.

(۷) اور اس کے نیچے ایک سماعت ہے، اور اس کی عبارت یہ ہے:

"یہ صحیفہ حافظ ابو محمد عبدالقادر بن عبداللہ رہاوی پر پڑھ کر سنایا گیا، ابوالفرج مسعود بن حسن صفی کی سماعت / کے مانند (؟یا کما حقہ سماعت)، وہ عبدالوہاب بن محمد بن یحیٰی بن مندہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ محمد سے / اسمٰعیل بن ظفر نابلسی، یحیٰی بن [ا]بی منصور بن [ا]بی الفتح صیرفی کی قرأت سے ان کے آخری لوگوں میں ابو منصور بن [ا]بی الفضل بن [ا]بی محمد بغدادی کے نام ہیں۔ اور یہ ماہ ربیع الاول / ۶۰۹ھ میں لکھا گیا۔ اس کو مختصر طور پر اپنے خط سے علی بن محمد بن عمر بن ہلال الازدی (؟) الازدی (؟) نے نقل کیا"۔۔۔ شاید ۶۲۹ یا اس کے بعد ۶۶۹ھ تک مراد ہے کیونکہ یہ سماعت ۶۲۳ھ میں برزالی کی سماعت کے بعد ہے بس ۶۰۹ھ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اصل عبارت میں ہے اور اس کے بعد جو سماعت ہوئی ہے ۶۷ میں شیخ رھاوی کی ذات سے ہے۔

(۸) وتحته سماع وهو آخر السماعات، مانصه : "قرأت جمیع هذا الجزء علی الشیخ الامام العالم العامل مفتی المسلمین أبی زکریا

یحیی ابن/ ابی منصور بن ابی الفتح الصیر فی الجراز، عرضاً باصل سماعه من ابی محمد الرهاوی بسنده/ فسمعنی صاحبه الصدر الجلیل نجم الدین أبو الحسن علی بن عماد الدین محمد بن عمربن هلال/ الأزدی، وعمادالدین عبد المحسن بن محمد بن احمد بن هبة الله بن أبی جرادا(؟)، وعبدالرحمن/ ومحمد ابنا عمادالدین محمد بن عبد الغفار بن عبد الخالق الأنصاری، ومحمد بن الشیخ ابراهیم بن/ محمد القرمشلك(؟) وجلال الدین ابراهیم بن اسمعیل بن مبارك الحلبی وآخرون علی/ الأصل. وصح وثبت عشیة یوم الاثنین سادس ذی حجة سنة سبعین وستمائة وکتب/عبدالرحمن بن خمیس(؟) بن یحیی بن محمد القرشی عفا الله عنه حامداً لله ومصلیا".

وبه تمت المخطوطة

(۸) اور اس کے نیچے ایک سماعت ہے اور وہ آخری سماعت ہے، اس کی عبارت یہ ہے: "میں نے اس تمام جزء کو شیخ امام عالم، عامل مفتی مسلمانان ابوزکریا یحیٰی بن / ابی منصور بن ابی الفتح صیر فی جراز کو ابو محمد رہاوی کی اصل سماعت ان کی سند سے پیش کرتے ہوئے پڑھ کر سنایا / پس مجھ کو ان کے دوست صدر جلیل نجم الدین ابوالحسن علی بن عماد الدین محمد بن عمر بن ہلال / ازدی نے پڑھتے ہوئے سنا، اور عمادالدین عبدالمحسن بن محمد بن احمد بن ہبۃ اللہ بن ابی جراد (؟) اور عبدالرحمٰن / اور محمد جو دونوں عمادالدین محمد بن عبدالغفار بن عبدالخالق انصاری کے بیٹے ہیں، اور محمد بن شیخ ابراہیم بن / محمد قرمشک (؟) اور

جلال الدین ابراہیم بن اسمٰعیل بن مبارک حلبی اور دوسرے لوگوں نے اصل/سے سنا۔ دوشنبہ کی رات ۶ ذی حجہ ۷۰۶ھ کو تصحیح کی گئی اور ثابت ہوگی، اور/عبدالرحمٰن بن خمیس(؟) بن یحییٰ بن محمد القرشی، اللہ ان کے گناہوں کو معاف کرے، اللہ کی حمد کرتے ہوئے اور درود بھیجتے ہوئے لکھا۔"

اور اس کے ساتھ مخطوطہ ختم ہوجاتا ہے۔

مخطوطة برلين

نقل كاتب نسخة برلين ما وجد في آخر المنقول منه. وهو كمايلى: "صورة السماع:

"الحمدلله قرأت جميع هذه الصحيفة على جدى شيخ الاسلام الخطيبى الجمال ابى محمد عبدالله بن جماعة أدام الله رفعته، واجيز به عن العلامة ابى اسحاق ابراهيم بن احمد بن عبد الواحد الشافعي، إجازة عن القاسم بن محمود ابن مظفر بن عساكر، وابى نصر محمد بن محمد بن محمد ابن هبة الله بن مميل (؟ جهبل) إجازة، قال: انا ابو الوفا محمود بن ابراهيم ابن منده إجازة إن لم يكن سماعاً، انا أبو الفرج مسعود بن الحسن الثقفى كذلك، انا ابو عمرو عبدالوهاب ابن منده بسنده أول الجزء، فسمعه سيدى والدى الخطيبى الاء مامى العالم ابو اسحق ابراهيم بن المسمع، واخواه شرف الدين موسى وبدر الدين محمد، والأخوان: العلامة نجم الدين محمد ومحب الدين احمد، والفضلاء: زين الدين عبد الكريم بن ابى الوفا، وشمس الدين محمد بن الجمال يوسف بن الصفى، وزين الدين عبد الرحمن ابن احمد بن غازى، وعلاء الدين على بن خليل بن باقيس، وبرهان الدين ابراهيم بن القاضى تاج الدين عبد الوهاب بن قاضى الصلت، وغرس الدين خليل بن القاضى شهاب الدين احمد بن قطيبا، وعلى بن الحسن بن الوزان. والمسمع اجازهم لا فظاً. وصح

ذلك وثبت نهار الأحد خامس عشر من ربيع الأول من سنة ٨٥٦، قاله وكتبه اسمعيل بن جماعة حامداً مصلّياً مسلماً محبلاً. وتحته بخط اغلظ منه ما صورته : صحيح ذلك كتبه عبدالله بن جماعة غفر الله له".

مخطوطۂ برلین کی سماعتیں

نسخۂ برلین کے آخر میں اس کاتب کی عبارت اس طرح درج ہے:

"سماعت کی صورت:

"الحمدللہ میں نے اس تمام صحیفہ کو میرے دادا شیخ الاسلام خطیبی جمال ابو محمد عبداللہ بن جماعہ کو پڑھ کر سنایا، اللہ ان کی رفعت کو ہمیشہ قائم رکھے اور علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد شافعی سے اس کی اجازت حاصل کی گئی، ان کو قاسم بن محمود بن مظفر بن عساکر اور ابو نصر محمد بن محمد ہبۃ اللہ بن ممیل (؟ جھبل) کی ایک ایک اجازت حاصل ہے، انہوں نے کہا: ہم کو ابوالوفا محمود بن ابراہیم بن مندہ نے اجازت کی خبر دی اگرچہ کہ سماعت نہ ہو، ابوالفرج مسعود بن حسن ثقفی نے اسی طرح ہم کو خبر دی، ابو عمرو عبدالوہاب بن مندہ نے ہم کو ان کی سند سے پہلے جز کی خبر دی، پھر ان سے میرے سردار میرے والد خطیبی امامی عالم ابو اسحاق ابراہیم بن مسمع اور ان کے دو بھائی: شرف الدین موسیٰ وبدرالدین محمد اور دوست: علامہ نجم الدین محمد ومُحِبُّ الدین احمد اور فضلاء: زین الدین عبدالکریم بن ابی الوفاء اور شمس الدین محمد بن جمال یوسف بن صفی اور زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن غازی اور علاءالدین علی بن

خلیل باقیس اور برہان الدین ابراہیم بن قاضی تاج الدین عبدالوہاب بن قاضی صلت اور غرس الدین خلیل بن قاضی شہاب الدین احمد بن قطیبا اور علی بن حسن بن وزان نے سنا اور سننے والے نے ان سب کو زبان سے اجازت دی، اس کی صحت اور ثبت، اجازت یکشنبہ کی صبح ۱۵ ربیع الاول ۸۵۶ھ کو ہوئی، اسمٰعیل بن جماعہ نے اس کو [اللہ کی] حمد کرتے ہوئے اور [اس کے رسول پر] درود وسلام بھیجتے ہوئے اور حَسْبُنَا اللّٰهُ نعم الوکیل کہتے ہوئے کہا اور لکھا۔"

اور اس کے نیچے اس سے زیادہ موٹے خط سے لکھا ہوا ہے، جس کی عبارت یہ ہے: "یہ صحیح ہے کہ اس کو عبداللہ بن جماعہ غفراللہ لہ نے لکھا۔"

بازیاد

بھول چوک سے مبرا ہونا، یا ہر چیز کا ہر وقت علم رکھنا صرف خدائے علیم کو سزاوار ہے، زیادہ نہیں، چند مہینے ہی ہوئے کتاب ہذا مؤلف کے پاس سے مطبع گئی اور اپنی دانست میں یہ سمجھ کر گئی کہ حرف آخر ہے اور کوئی تصحیح یا اضافہ فی الحال ممکن نہیں، مگر ان چند مہینوں ہی میں اتنے کچھ نئے مواد یا مسائل سے آگاہی کا موقع ملا کہ کتاب کا مقدمہ خود مؤلف کو اب طفلانہ معلوم ہو رہا ہے، علماء کی نظروں میں تو اس سے بھی اس کی کم مایت ہوگی۔

پروف تو مؤلف دیکھ نہ سکا لیکن اسے اطلاع ملی ہے کہ کتاب پوری طرح چھپ چکی ہے، مجبوراً اس بازیاد کے ذریعے سے ناظرین کی خدمت میں چند باتیں عرض کردی جاتی ہیں:

(الف) کتابت احادیث کا مواد کافی جامعیت کے ساتھ مسند دارمی، خطیب بغدادی کی کتاب تقیید العلم، اور رامہرمزی کی کتاب المحدث الفاصل میں ملتا ہے، میں نے ۱۹۳۲ء میں تقید العلم برلین میں پڑھی تھی۔ اب وہ دمشق میں چھپ گئی ہے اور ناشر نے اس کی حدیثوں کے اسنادات کی عمدہ جانچ پڑتال کی ہے۔ المحدث الفاصل کے مؤلف کی وفات ۳۶۰ھ کے لگ بھگ ہوئی، غالباً یہ ابھی چھپی نہیں ہے۔ میں اس کتاب سے موجودہ (۱۳۷۳ھ، ۱۹۵۴ء) قیام استنبول کے زمانہ میں واقف ہوا ہوں۔

(ب) عہد نبوی ﷺ کی لکھائی کے سلسلے میں حضرت سلمان فارسیؓ قابل ذکر ہیں، بعض ایرانی لوگ مسلمان ہوئے اور فارسی میں نماز پڑھنے کی عارضی اجازت مانگی تو حضرت سلمانؓ نے سورہ فاتحہ کا فارسی ترجمہ کر کے انہیں بھیجا تاکہ عربی عبارت حفظ ہونے تک نماز میں اسے پڑھا کریں[۱]۔ اور یہ ترجمہ جناب رسالت مآب ﷺ کی اجازت سے ترجمہ کر کے بھیجا گیا[۲]۔

(ج) عہدہ دار جو عہد رسالت میں کتابت کا کام انجام دیتے تھے:

مدینہ (یثرب) میں رسول کریم ﷺ کی آمد کے وقت نراج کی کیفیت تھی، رسالت مآب ﷺ نے وہاں ایک شہری وفاقی مملکت قائم کی ایک تحریری دستور مرتب فرمایا۔ دس سال کے اندر یہ مملکت بڑھتے بڑھتے دس لاکھ مربع میل پر پھیل گئی۔ عہد رسالت میں دفتری تنظیم اور شعبہ داری تقسیم عمل کا جو انتظام تھا اور حکومت کی مشنری جس کارکردگی سے حکومتی کاروبار انجام دیتی تھی اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں صرف اتنا سا اشارہ کافی ہے کہ قرض کے وثیقے اور دستاویزات لکھنے کے لئے الگ عہدہ دار، محاصل زکوٰۃ کی آمدنی لکھنے کے لئے الگ، حجاز کی آمدنی کا تخمینہ (بجٹ، موازنہ) لکھنے کے لئے الگ، خارجہ تعلقات اور بیرونی مملکتوں کے حاکموں سے خط وکتابت، مراسلے، خطوط لکھنے کے الگ، فارسی، رومی، عبرانی، قبطی اور حبشی زبانوں

(۱) "روی أن الفرس كتبوا إلى سلمان أن يكتب لهم الفاتحة بالفارسية، فكانوا يقرؤن ذالك في الصلاة حتى كانت ألسنتهم للعربية" (مبسوط سرخسی جلد اول کتاب الصلاة ص ۳۷)

(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے فرید وجدی کی تالیف الادلة العلمية على جواز ترجمة معاني القرآن الى اللغات الاجنبية، مطبوعہ مصر صفحہ ۵۸ بحوالہ النهاية والبداية۔

کے خطوط کا ترجمہ کرنے کے لئے الگ اور پیشی مبارک کا کام انجام دینے کیلئے الگ الگ عہدہ دار (افسر) مقرر کیے گئے تھے، جہاں گرد سیاح اور مورخ مسعودی کی کتاب سے ایک حوالہ بے جانہ ہوگا:

"جو کاتب رسول اللہ ﷺ کے روبرو ہوتا وہی لکھتا بھی تھا۔"

"خالد بن سعید بن العاصؓ پیشی کے کاتب تھے، ہر قسم کے کام جو آں حضرت ﷺ کو پیش آتے سب میں وہی کتابت کرتے تھے۔"

"مغیرہ بن شعبہؓ اور حصین بن نمیرؓ یہ دونوں صاحب، آں حضرت ﷺ کی ضروریات لکھتے تھے۔"

"عبد اللہ بن ارقمؓ اور علاء بن عقبہؓ، یہ دونوں صاحب، قرض کے دستاویزیں، ہر قسم کے شرائط اور معاملات کے کاتب تھے۔"

"زبیر بن العوامؓ اور جہیم بن الصلتؓ، یہ دونوں صاحب، زکوٰۃ کی آمدنی اور صدقات کے کاتب تھے۔"

"حذیفہ بن یمانؓ، حجاز کی آمدنی کا تخمینہ (موازنہ) لکھتے تھے۔"

"معیقب بن ابی فاطمہؓ، رسول اللہ ﷺ کے مال غنیمت کی کتابت کرتے تھے اور اسی خدمت پر آں حضرت علیہ السلام کی جانب سے مامور تھے۔"

"حضرت زید بن ثابت انصاریؓ، بادشاہوں کو (من جانب رسول اللہ ﷺ) خط لکھتے تھے اور حضور نبوی میں خطوط کا جواب دیتے تھے، ان کا یہ بھی کام تھا کہ فارسی، رومی و قبطی و حبشی زبانوں کے خطوط کا رسول اللہ ﷺ کے لئے ترجمہ کرتے، ان زبانوں کے جو لوگ اہل زبان تھے زید بن ثابتؓ نے ان ہی سے مدینہ میں یہ سب زبانیں سیکھی تھیں۔"

"حنظلہ بن ربیعؓ، حضور نبوی میں جب ان کاتبوں میں سے کسی شعبہ کا کوئی کاتب موجود نہ ہوتا تو ان کے خاص فرائض میں یہ ان سب کی نیابت کرتے تھے اور ان کا کام آپ انجام دیتے تھے، یہ حنظلہ کاتب کے نام سے مشہور تھے......"

"شرحبیل بن حسنہ طانجی نے بھی آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابت کی۔"

"ابانؓ بن سعیدؓ اور علاء بن الحضرمیؓ، ان دونوں صاحبوں نے بھی کبھی کبھی پیشگاہ نبوی میں کتابت کی ہے۔"

"رسول اللہ ﷺ کی رحلت سے چند ماہ پیشتر معاویہؓ نے بھی آں حضرت صلوات اللہ علیہ کی کتابت کی تھی۔"

"رسول اللہ کے کاتبوں میں ہم نے صرف ان ہی صاحبوں کے نام لکھے ہیں جو مستقل طور سے آپ کے پاس کتابت کرتے رہے۔ اس فرض کے ادا کرنے میں مشغول تھے، ایک مدت دراز اس میں بسر کی اور ان کی کتابت کے متعلق صحیح روایتیں بھی وارد ہیں، وہ لوگ جنہوں نے فقط ایک دو تین خطوط لکھے تھے، ان کے نام نظر انداز کردیے کیونکہ اتنی سی بات پر وہ کاتب کہلانے کے مستحق نہ تھے اور کاتبان حضرت نبوی کے ذیل میں ان کا شمار ممکن نہ تھا[1]۔"

مورخ ابن اثیر الجزری نے بیان کیا ہے کہ "حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بھی رسول اللہ ﷺ کی کتابت کیا کرتے تھے اور سب سے پہلے ابی بن کعبؓ نے آپ کی کتابت کا کام انجام دیا تھا[2]۔"

(۱) مسعودی: التنبیہ والاشراف ص کاتبان حضرت نبوی ﷺ۔

(۲) ابن الاثیر الجزری: تاریخ الکامل ج ۲ ص ۱۵۱ ذکر من کان یکتب لرسول اللہ ﷺ۔

(د) حضرت کعب بن مالکؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور شاہ غسان نے انہیں ایک خط بھیجا تھا اور اپنے ہاں مدعو کیا تھا[1]۔

(ھ) مشہور صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ، جنہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا تھا، لکھنا پڑھنا جانتے تھے فتح مکہ سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے کہ "حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر بن العوامؓ اور ابو مرثدؓ ہم تینوں کو جو گھوڑے سوار تھے بھیجا کہ تم روضہ خاخ نامی مقام (جو مدینہ منورہ سے بارہ میل تھا) پر جاؤ:

فَإِنَّ فِيهَا اِمْرَأَةٌ مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِنْ حَاطِبْ بن ابی بلتعة اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فاتونى بها...... وَكَانَ كَتَبَ اِلَى اَهْلِ مكة بمسير رَسُوْلِ ﷺ.

وہاں ایک عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو (مکہ کے) مشرکین کے نام ہے تم وہ خط اس سے لے آؤ...... حاطب نے اہل مکہ کو لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ (فوج لے کر) آنے والے ہیں۔

پیام رساں عورت گرفتار کی گئی اور خط برآمد ہوا، حاطب بن ابی بلتعہ نے اقرار کرتے ہوئے معقول وجوہ کے ساتھ اپنی برأت پیش کی اور جب حقیقت حال واضح ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے عفو و درگزر سے کام لیا[2]۔

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو بخاری ج ۸ کتاب المغازی باب: حدیث کعب بن مالک نیز بخاری ج ۱۹ کتاب التفسیر، سورہ توبہ۔

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو بخاری ج ۲۸ کتاب استتابة المرتدین۔ نیز سیرۃ ابن ہشام و تاریخ طبری بر موقع۔

(و) عہد صحابہ میں حضرت ابن عمرؓ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جو خطوط کے جواب میں رسول اکرم ﷺ کی حدیثوں کو لکھ کر بھیجا کرتے تھے[1]۔ اس سلسلے میں ہمارے ہم عصروں کی امام بخاریؒ نے کیا خوب چٹکی لی ہے کہ فرماتے ہیں: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ: انی لأریٰ لجواب الکتاب حقًا کردِّ السّلام،[2] خط کا جواب دینا اتنا ہی واجب ہے جتنا کسی کے سلام کا جواب دینا!

(ز) حضرت عمرؓ اور ان کی بہن فاطمہؓ، ان کے شوہر سعید بن زیدؓ اور ان کے دوست خبّاب بن الارتؓ مدنی زندگی ہی میں نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی بالکل ابتدائی کی زندگی میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، حضرت عمرؓ ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے، ایک دن اپنی تلوار حمائل کئے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی ایک جماعت کے پاس جانے کے ارادہ سے نکلے، راستہ میں انہیں معلوم ہوا کہ ان کی بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہوگئے ہیں تو ان کی طرف جانے کا ارادہ کر کے لوٹے:

"عِندَ هُمَا خَبَّابُ بْنُ الأَرَتِّ مَعَهُ صَحِيْفَةٌ فِيْهَا طٰهٰ يُقْرِءُ هُمَا......

ان دونوں کے پاس خبّاب بن الارت تھے اور ان کے ساتھ ایک کتاب تھی وہ ان دونوں کو پڑھا رہے تھے......

ان لوگوں نے عمرؓ کے آنے کی آہٹ سنی تو حضرت خبّابؓ مکان کے کسی حصہ یا کمرہ کے اندرونی حصے میں چھپ گئے:

وَاَخَذَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْخَطَّابِ الصَّحِيْفَةَ فَجَعَلَتْهَا تَحْتَ فَخِذِهَا،

(۱) بخاری: تاریخ کبیر، جلد رابع نمبر ۶۱۔

(۲) بخاری: تاریخ کبیر جلد رابع نمبر ۲۸۔

فاطمہ بنت الخطاب نے اس کتاب کو اپنی ران کے نیچے رکھ لیا،
حالانکہ عمرؓ جب گھر کے نزدیک آئے تھے تو انہوں نے خبابؓ کی قرأت سن لی تھی:

وَقَالَ لأُخْتِهِ: اَعْطِيْنِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكُمْ تَقْرَؤُوْنَ آنِفاً، اَنْظُرُ مَا هٰذَا الَّذِيْ جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ ﷺ وَكَانَ عُمَرُ كَاتِباً......

اور انہوں نے اپنی بہن سے کہا: اچھا مجھے وہ کتاب دو جسے تم لوگ پڑھ رہے تھے اور میں نے ابھی ابھی تمہیں پڑھتے سنا ہے، میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیا چیز ہے جو محمد ﷺ لے آئے ہیں اور عمر پڑھے لکھے تھے......

جب انہیں اسلام کی امید ہوئی تو کہا بھائی جان! آپ تو شرک کی نجاست میں ہیں اور اس کتاب کو پاک شخص کے سوا کوئی دوسرا چھو نہیں سکتا۔

فَقَامَ عُمَرُ فَاغْتَسَلَ فَاَعْطَتْهُ الصَّحِيْفَةَ وَفِيْهَا طٰه، فَقَرَاَهَا، فَلَمَّا قَرَاَمِنْهَا صَدْرًا قَالَ: مَا اَحْسَنَ هٰذَا الْكَلاَمَ وَاَكْرَمَهُ[1]۔

عمرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا اور ان کی بہن نے ان کو وہ کتاب دی اور اس میں طٰہ کی سورہ تھی، انہوں نے اس کو پڑھا۔ جب اس کا ابتدائی حصہ پڑھا تو کہا: یہ کلام کس قدر اچھا ہے اور کس قدر عظمت والا ہے۔

غرض حضرت عمرؓ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے اور رسول اللہ کے جاں نثاروں

(۱) ابن ہشام: سیرۃ سیدنا محمد رسول اللہ ج ۱ ص ۲۲۶ قصہ اسلام عمر بن الخطاب، مطبوعہ گوٹنجن جرمنی ۱۸۵۹ء۔

میں شامل ہو گئے اور شمع رسالت کے نور سے اپنے کو منور کرنے لگے، پھر جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ "میں اور میرا انصاری پڑوسی دونوں بنو امیہ بن زید کے گاؤں میں جو مدینہ کے قرب وجوار میں تھا رہتے تھے اور ہم دونوں رسول اللہ کی خدمت میں باری باری سے آیا کرتے تھے:

فَاِذَا اَنْزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَالِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَاِذَا اَنْزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ[1]۔

جس دن میں جاتا تو اس دن کی خبریں اور وحی اور دیگر باتیں آ کر اس کو بتلا دیتا اور جس دن کہ وہ جاتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی رحلت کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو صدیق اکبرؓ کی طرح فاروق اعظمؓ کو بھی مملکت کے اہم مسائل کے حل میں عہد رسالت کے طرز عمل اور عمل درآمد دریافت کرنے کی جستجو رہتی تھی اور ان ہی کی روشنی میں فیصلے صادر کرتے تھے[2]۔ اپنی خلافت کی ابتداء میں حضرت عمرؓ مجوسیوں سے جزیہ نہیں

(۱) بخاری ج ۱ کتاب العلم، باب التناوب فی العلم۔

(۲) اسلامی قانون کا پہلا ماخذ قرآن مجید اور دوسرا ماخذ سنت نبوی، تیسرا ماخذ، اجماع امت اور چوتھا ماخذ رائے یا قیاس (ہم صورت ہم شکل واقعات سے کسی مسئلہ کا استنباط کرنا) ہے۔

اللہ کا جو پیغام رسول کریم ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے وصول ہوتا تھا سے آپ فوراً ایک ترتیب سے لکھوا دیتے تھے اس کے مجموعے نے کتاب اللہ اور قرآن کا نام حاصل کیا،

قرآنی پیغام کی تشریح وتوضیح اور اصلاح قوم کے سلسلہ میں ملک کے بہت سے اچھے اور معقول قدیم رواجات کو آپ نے متبعین میں برقرار رہنے دیا یہ بھی اسلامی قانون کا بہت بڑا ماخذ ہے خاص کر اس لئے بھی کہ قرآن مجید نے متعدد جگہ اس کا صراحت سے حکم دیا ہے کہ پیغمبر اسلام کا ہر قول وفعل اور ہر امر ونہی واجب التعمیل اور لائق تقلید ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ سنت نبوی میں بھی صرف قانونی احکام ہی نہیں ہیں بلکہ دیگر قسم کے امور بھی ملیں گے، قانونی احکام کچھ تو قرآنی اجمال کی تفصیل وتکمیل پر حاوی تھے تو کچھ تک

لیتے تھے یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس امر کی شہادت دی کہ رسول اللہ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا[1]۔" مورخ بلاذری نے اس واقعہ کو

اچھے رسم و رواج کے مختلف اجزاء کو برقرار رکھنے پر مشتمل تھے، پیش ہونے والے مقدمات کے فیصلے، روزہ مرہ نظم و نسق کا تذکرہ سرکاری حکام اور افسروں کو ہدایتیں، خصوصی خطبات واعلانات، غرض بیسیوں قسم کی چیزیں سنت میں ملتی ہیں۔

لیکن بڑا اہم سوال آئندہ کی ترقی کا ہے کہ مستقبل میں پیدا ہونے والے نامعلوم اور ان گنت نئے مسائل سے دوچار ہونے پر کیا کیا جائے؟ اس بارے میں امام ترمذیؒ وغیرہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی ایک حدیث متعدد، سندوں سے روایت کی ہے کہ جب آپ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو سرکاری افسر بنا کر روانہ کیا تو رخصتی یا باریابی میں حسب ذیل گفتگو فرمائی۔

"اگر کوئی مقدمہ پیش ہو تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟"

"جیسا کہ کتاب اللہ میں حکم ہے"

"اگر کتاب اللہ میں صراحت نہ ہو تو؟"

"تو پھر رسول اللہ کی سنت کے مطابق"

"اگر سنت رسول میں بھی نہ ملے تو؟"

"تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا"

"تعریف اس خدا کو سزاوار ہے جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو اس چیز کی توفیق دی جسے اس کا رسول پسند کرتا ہے"

یہ مکالمہ نہ تو کوئی کاغذی نظریہ بنا رہا اور نہ ہی کوئی انفرادی واقعہ تھا، اہم معاملات میں استصواب، نگرانی اور تصحیح کی ناگزیر ضرورتوں کے ساتھ ساتھ وسیع صوابدید کا حق خود جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف سے افسران قانون کے لئے تسلیم کر لیا جاتا اور ایک دوسرے موقع پر انتم اعلم بامور دنیاکم (تم لوگ اپنے دنیاوی امور کو زیادہ بہتر جانتے ہو) ارشاد فرما کر اپنے خالص جمالیاتی حکم کو منسوخ کر دینا ایک انقلابی لیکن فیصلہ کن نظیر تھی، جس کے باعث اسلامی قانون کے مستقبل نے اپنے متعلق مکمل اطمینان حاصل کر لیا (تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی)

(۱) بخاری ج ۲، کتاب الجہاد نیز مسلم و ترمذی ابواب السیر۔

ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ "مسجد نبوی میں مہاجرین کی ایک مجلس تھی جس میں حضرت عمرؓ ان کے ساتھ بیٹھ کر دنیا بھر کے معاملات پر جو ان کے پاس فیصلے کے لئے آیا کرتے تھے گفتگو کیا کرتے تھے، ایک دن انہوں نے کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجوسیوں کے ساتھ کیا کیا جائے (اور وہ اہل کتاب بھی نہیں)؟ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا میں نے رسول کریم سے سنا فرمایا کہ اسی قانون کے مطابق برتاؤ کرو جو اہل کتاب کے لئے ہے[1]۔"

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت تک تو بے شمار لوگ تعلیم یافتہ ہو گئے اور اسلامی مملکت تین براعظموں پر پھیل گئی اور حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کے نسخوں کو نقل

---

(۱) فتوح البلدان بلاذری ص ۲۶، خود رسول مقبول ﷺ کو قرآن مجید میں ﴿وشاورھم فی الامر﴾ کی ہدایت ہوئی ہے، عہد نبوی میں جملہ انتظامی وسیاسی معاملات میں مشاورت پر جتنا زیادہ زور دیا جاتا تھا اس کے تذکرے سے احادیث کی کتابیں پر ہیں، پھر قرآن ہی میں صحابہ کرام کی شان میں بیان ہوا ہے کہ ﴿امرھم شوریٰ بینھم﴾ (ان کے تمام کام آپس کے مشورہ سے ہوتے ہیں) ابتدائے اسلام میں مسجد نبوی عملاً پارلیمان کا کام دیتی تھی اور مجلس شورائے عام کا اجلاس وہیں منعقد ہوتا تھا۔ بعض وقت اہم معاملات میں تصفیہ کے لئے تمام لوگوں کے بجائے ان کے نمائندوں کو طلب کیا جاتا تھا، عہد رسالت میں ہوازن کے مال اور جنگی قیدیوں کی رہائی کا مسئلہ پیش آیا تو رسالت مآب ﷺ نے جلسہ عام میں لوگوں کی رائے معلوم کرنی چاہی لیکن لوگ بے شمار تھے ہر ایک کی رائے ٹھیک طور پر معلوم نہ ہو سکی:

قَالَ: إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ. فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ. فَرَجَعَ النَّاسُ، فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا.

آپ نے فرمایا: ہم کو معلوم نہیں کہ تم میں کون راضی ہے اور کون راضی نہیں۔ تم اب جاؤ اور تمہارے نمائندے (عریف) تمہارا معاملہ ہم سے بیان کریں گے۔ پھر لوگ چلے گئے پھر ان کے نمائندوں نے اپنے لوگوں سے گفتگو کی پھر ان نمائندوں نے رسول اللہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ وہ لوگ راضی ہیں اور انہوں نے اجازت دی ہے۔

کروا کر اسلامی مملکت کے گوشہ گوشہ میں روانہ کیا، اس سلسلہ میں امام بخاری نے تو ایک دلچسپ باب ہی اپنی صحیح میں قائم کیا ہے کہ "ایک ملک کے عالم دوسرے ملکوں کے عالموں کو علمی باتیں لکھ کر بھیج سکتے ہیں۔" اس سلسلے میں پہلے تو انہوں نے حضرت انسؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

نَسَخَ عثمانُ المَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى الآفاق.

حضرت عثمانؓ نے بہت سے مصحف لکھوائے اور ان کو ملکوں میں بھجوایا۔

پھر یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

كَتَبَ لأَمِيْرِ لِسَرِيَّةٍ كِتَاباً. وَقَالَ: لاَ تَقْرَأْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا. فَلَمَّابَلَغَ ذَالِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ وَاَخْبَرَهُمْ بِاَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ[1].

ایک فوج کے سردار کو ایک خط لکھادیا اور فرمایا: اس کو پڑھنا نہیں جب تک کہ تم فلاں مقام پر نہ پہنچ جاؤ۔ پھر جب وہ اس مقام پر پہونچا تو اس نے لوگوں کو وہ خط پڑھ کر سنایا اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ان کو بتایا۔

پھر امام بخاریؒ نے مختلف حکمرانوں کو رسول اللہ نے جو نامے مبارک روانہ کئے تھے ان کی تفصیل بیان کی ہے۔

(ح) سب سے اہم قابل ذکر امر شاید یہ ہے کہ معمرؒ کی تالیف بھی اب جامعہ انقرہ (ترکی) کے "شعبہ لسان وتاریخ وجغرافیہ" کے ذخیرۂ اسماعیل صائب میں ایک

(۱) بخاری ج ۱ کتاب العلم، باب ما یذکر فی المناولة وکتاب اهل العلم بالعلم الی البلدان۔

مخطوطہ میں دستیاب ہوگئی ہے اور اس طرح راویوں ہی کا نہیں ان کی تالیفوں کا سلسلہ بھی مکمل ہوگیا ہے چنانچہ مثال کے طور پر ہماری یہ حدیثیں امام بخاریؒ کے ہاں ملتی ہیں تو اس کے ماخذ:

امام بخاریؒ: کتاب الجامع الصحیح (مطبوعہ)

از امام احمد حنبلؒ: کتاب المسند (مطبوعہ)

از عبدالرزاق بن ہمام بن نافعؒ: المصنف (مخطوطات مدینہ منورہ، یمن وترکی، ہند، وسندھ)

از معمر بن راشدؒ: صحیفۃ (مخطوطہ انقرہ)

از ہمام بن منبہؒ: صحیفۃ (یعنی کتاب ھذا)

دوسرے الفاظ میں امام بخاریؒ نے کوئی چیز من گھڑت اور جعل سازی کر کے نہیں لکھی بلکہ اسناد میں ماخذ در ماخذ کا جو سلسلہ دیا ہے وہ پورے کا پورا واقعی وحقیقی بھی ہے اور اب بتمامہ ہمارے سامنے آجانے سے ان کی صداقت کی جانچ بھی ممکن ہوگئی ہے اور یہ سب کے سب سچے ثابت ہوئے ہیں اور کس شان کے ساتھ!

اور اسی پر قلم روکتا ہوں کہ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ فقط

استنبول (۵ ربیع الغوث ۱۳۷۳ھ)

محمد حمید اللہ

This argeement is made the 9th day of May, 1997 between Dr. Muhammad Hamidullah (the " Author" which expression where the context so admits shall also include Centre Culturel Islamique, USA, which is the sole executor or administrator of the Author) and Mr. Rashidullah Yacoob (Publisher).

I, as beneficial owner, authorize Mr. Rashidullah Yacoob to Publish the Urdu Edition of my book titled ***Sahifah Hammam Ibn Munabbih*** (the Work).
The Publisher will be responsible for copy - editing the Work and will give the Author an opportunity to read and correct the edited script prior to type-setting.

I warrant that :
(a) I have the right to give the assignment contained in clause I above and to authorize publication of the Work;
(b) publication of the Work will not give rise to any liability on the part of the publisher.

4. The authorship of the work will be acknowledged on the title page of the publication.

5. This agreement relates to only One thousand (1000) copies of the Urdu edition of the Work and not to my works generally or to works of a particular description.

6. It is certified that the transaction affected by this Assignment does not form part of any larger transactions or a series of transactions.

7. The Publisher shall not be entitled to assign this agreement.

8. The Author shall be entitled to receive without charge twenty five copies of the Work.

9. The Author reserves his right to revoke this agreement if the Publisher fails to publish the work within One year.

10. The Author reserves his right to assign his publication rights to other publishers at all times.

The Author shall receive NO Monetary compensation because the Work will be distributed as a free gift.A new contract must be negotiated if the Publisher decides not to distribute the Work as a free gift.

Md Hamidullah

(Author)

Rashidullah Yacoob

(Rashidullah Yacoob, Publisher)

F. Khalilullah

(Centre Culturel Islamique, USA)